حسنِ اعمال

سلوک و تصوّف کی تربیت کی عملی ہدایات

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری

Marfat.com

5116
10

حسنِ اعمال

سلوک و تصوّف کی تربیت کی عملی ہدایات

ذخیرہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلی کیشنز
۳۵۶/ایم ماڈل ٹاؤن * لاہور
فون: ۱۳-۱۲-۵۱۶۹۱۱۱

Marfat.com

جملہ حقوق بحق اِدارہ محفوظ ہیں

80962

نام کتاب : حسنِ اعمال

تالیف : پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

ترتیب و تدوین : محمد زبیر قادری

تحقیق و تخریج : حافظ محمد اعظم قادری

نگرانِ طباعت : محمد جاوید کھٹانہ

اشاعت اوّل تا پنجم : 8,300

اشاعت ششم : اپریل 2002ء 1,100

اشاعت ہفتم : مارچ 2003ء 1,100

قیمت : -/120 روپے

نوٹ: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے ریکارڈ شدہ آڈیو/ ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے تحریکِ منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلیکیشنز)

www.minhajbooks.com

ISBN 969-32-0154-X

Marfat.com

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

Marfat.com

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰ پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۱۲۰ ای جنرل وایم ۹۷۰/۴ -۴۳-۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این-۱/۱-اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ / ۴۳-۶۱-۸۰۶۱ / ۹۲ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

Marfat.com

ذخیرہ ۵ — ذخیرہ کتب: محمد احمد ترازی — جمیل احمد نقشبندی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
باب نمبر ۱	ذکر الٰہی	
۱	ذکر کا معنی و مفہوم	۱۳
۲	فضیلت ذکر قرآن کی روشنی میں	؍
۳	فضیلت ذکر احادیث کی روشنی میں	۱۹۰
۴	فضیلت ذکر آثار کی روشنی میں	۳۱
۵	ذکر کی مجالس کی فضیلت	۳۲
۶	سلف صالحین کی ذکر الٰہی سے مؤانست	۳۳
باب نمبر ۲	قیام لیل	
۱	قیام لیل اور اس کی فضیلت	۳۹
۲	قیام لیل کرنے والوں کی اقسام	۴۲
۳	قیام لیل اور محبوب سے ملاقات	۴۷
۴	لمحۂ ملاقات	۴۹
۵	تجلیات حسن	۵۰
۶	مناجات' ذکر اور رونا	۵۵
۷	رات کے معمولات	؍
۸	نماز مغرب	۵۸
۹	نماز اوابین	
۱۰	نماز عشاء	۵۹
۱۱	طہارت قلبی	؍

Marfat.com

۱۲	باوضو سونا	۶۰
۱۳	طہارت کے اثرات	۶۲
۱۴	عادت کی تبدیلی	۶۳
۱۵	نماز تہجد	؍
۱۶	قیام شب کی توفیق اور محرومی	۶۴
۱۷	محرومی کی وجہ	۶۵
۱۸	شب بیداروں کے چار گروہ	۶۸
۱۹	نصف شب کی عبادت	؍
۲۰	آخر شب کی عبادت	۶۹
۲۱	ساری رات عبادت کرنے والے	؍
۲۲	قیام لیل میں آسانی پیدا کرنے والے اسباب	۷۰
۲۳	ظاہری اسباب	؍
۲۴	باطنی اسباب	۷۱
۲۵	رات کو سونے کے آداب	۷۳
۲۶	قیام لیل اور سلف صالحین کا عمل	۷۶
۲۷	قرب الٰہی کا حصول	۷۷
۲۸	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول	؍
۲۹	گنہگار پر قیام لیل بوجھل ہوتا ہے	۷۹
۳۰	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	؍
۳۱	رابعہ عدویہؒ کا معمول	۸۰
۳۲	شب بیداری کے فضائل میں اقوال	؍
۳۳	ازھر بن مغیث کا خواب	۸۱
۳۴	رات کے وظائف خمسہ	۸۲
۳۵	پہلے وظیفے کا وقت	؍
۳۶	دوسرے وظیفے کا وقت	۸۴
۳۷	تیسرے وظیفے کا وقت	؍
۳۸	چوتھے وظیفے کا وقت	؍
۳۹	پانچویں وظیفے کا وقت	۸۵

Marfat.com

باب نمبر۳ تلاوت قرآن

۱	تلاوت قرآن اللہ سے ہمکلامی ہے	۸۹
۲	قلب سلیم	؍؍
۳	تلاوت قرآن اور مشاہدات غیبی	۹۱
۴	مشاہدات میں رکاوٹ کے اسباب	۹۳
۵	تلاوت قرآن کی خصوصی لذت 'حلاوت اور اثرات	۹۴
۶	تلاوت اور اقسام گریہ	۹۷
۷	تجلیات قرآن اور ان کے خصوصی احوال	۹۹
۸	تلاوت قرآن میں تجلیات کا ظہور	۱۰۰
۹	تلاوت قرآن کے آداب	۱۰۱
۱۰	وضو اور ادب کے ساتھ پڑھنا	؍؍
۱۱	ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) پڑھنا	۱۰۳
۱۲	تلاوت کے ساتھ رونا اور بطریق غم پڑھنا	۱۰۴
۱۳	تلاوت غم	؍؍
۱۴	ذوق وشوق اور خوش الحانی سے پڑھنا	۱۰۵
۱۵	حضور ﷺ کا سماع قرآن	۱۰۶
۱۶	فہم وبصیرت اور قلبی استغراق سے پڑھنا	۱۰۷
۱۷	خود کو مخاطب سمجھ کر پڑھنا	۱۰۸
۱۸	احوال تلاوت میں درجہ بدرجہ ترقی کرنا	۱۱۲
۱۹	تلاوت کرنے والوں کے درجات	۱۱۳
۲۰	تلاوت قرآن اور فہم قرآن	؍؍
۲۱	تلاوت قرآن کے آداب بجانہ لانے پر وعیدیں	۱۱۴
۲۲	قرآن دلوں کے لیے فصل بہار ہے	۱۱۵

باب نمبر۴ توبہ واستغفار

۱	قرآن مجید اور بیان توبہ	۱۲۱
۲	حدیث نبوی ﷺ اور بیان توبہ	۱۲۲

Marfat.com

۳	توبہ کی حقیقت اور اس کی اقسام	۱۲۴
۴	مقامات توبہ	۱۲۶
۵	توبہ کی اقسام	〃
۶	توبہ میں استقامت کا طریقہ	۱۲۸
۷	توبہ کی اہمیت	۱۲۹
۸	چار اصول	〃
۹	بیداری	۱۳۰
۱۰	محاسبہ نفس	〃
۱۱	نماز سے محاسبہ	〃
۱۲	مراقبہ باطن	۱۳۱
۱۳	مجاہدہ نفس	۱۳۲
۱۴	موت سے قبل توبہ میں صلحاء کا عمل	〃
۱۵	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا عہد	۱۳۳
۱۶	مرض کے شکرانہ میں صدقہ	۱۳۴
۱۷	موت میں اہل اللہ کے ارشادات	〃
۱۸	زجر و ملامت	۱۳۸
۱۹	حال انتباہ	〃
۲۰	استغفار کی فضیلت	۱۳۹
۲۱	استغفار کے منقول کلمات	۱۴۲

باب نمبر ۵ درود و سلام

۱	صلوٰۃ و سلام کا معنی	۱۴۷
۲	صلوٰۃ و سلام کا طریقہ	۱۴۸
۳	درود و سلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونا	۱۵۰
۴	آقا علیہ السلام کی غلاموں پر حد درجہ شفقت	۱۵۱
۵	ہمہ وقت درود شریف پڑھنا	۱۵۲
۶	یہ وسیلہ بھی ضروری ہے دعا سے پہلے	۱۵۳

Marfat.com

۷	تارک صلوٰۃ وسلام کے لیے وعید	۱۵۵
۸	جمعہ کے دن درود وسلام پڑھنے کے فضائل	۱۵۶
۹	نسیان کا علاج	۱۵۷
۱۰	اسم محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا	〃
۱۱	اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کی فضیلت	۱۵۸
۱۲	مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا	۱۵۹
۱۳	درود شریف کے بعض منقول کلمات	
۱۴	زیارت نبوی ﷺ کے لیے درود شریف پڑھنا	۱۶۰
۱۵	صلوٰۃ وسلام کی برکات	۱۶۱

باب نمبر ۶ نماز

۱	صلوٰۃ کا مفہوم	۱۶۹
۲	قرآن میں نماز کی فرضیت	〃
۳	قرآن میں نماز کے اوقات	۱۷۱
۴	فضیلت نماز احادیث کی روشنی میں	۱۷۲
۵	نماز میں خضوع وخشوع	۱۷۴
۶	حکایت	۱۷۶
۷	نماز میں حضور قلب	۱۷۷

باب نمبر ۷ دعا اور آداب دعا

۱	دعا کی فضیلت قرآن کی روشنی میں	۱۸۳
۲	دعا کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	〃
۳	دعا کے آداب	۱۸۴

باب نمبر ۸ خلوت اور کم آمیزی

۱	خلوت نشینی قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۹۷
۲	صحبت کے خطرات	۲۰۱

Marfat.com

۳	حقیقی خلوت کا معنیٰ	۲۰۳
۴	خلوت نشینی کے فوائد	۲۰۴
۵	خلوت نشینی کے معمولات	۲۲۲
۶	کثرت عبادت	؍؍
۷	کلمہ کا ذکر	؍؍
۸	ذکر ذات	۲۲۳
۹	کثرت تلاوت	؍؍
۱۰	کثرت اختلاط کی مذمت	۲۲۴
باب نمبر۹	فاقہ اور کم خوری	
۱	فاقہ	۲۲۳
۲	بزرگوں کا عمل	۲۲۵
۳	نور سے بھوک کا ازالہ	؍؍
۴	فاقہ کش مشائخ	۲۳۶
۵	نہایت اہم نکتہ	؍؍
۶	کم خوری کے بارے میں صوفیاء کرام کے اقوال	۲۲۷
باب نمبر۱۰	خاموشی اور کم گوئی	
۱	خاموشی کی فضیلت آیات قرآنی کی روشنی میں	۲۴۱
۲	خاموشی کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۲۴۲

Marfat.com

باب نمبر ا

ذکرِ الٰہی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ذکر کا معنیٰ و مفہوم ۔

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی ہیں یاد کرنا، بھولی ہوئی چیز کی یاد تازہ کرنا، اسے بار بار ذہن میں لانا وغیرہ ۔

دینی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے ذکر غفلت کی ضد ہے۔

فضیلتِ ذکر قرآن کی روشنی میں :۔

انسان ہمیشہ اسی چیز کو یاد کرتا ہے جس کے ساتھ گہرا لگاؤ ہو اور کسی صورت میں اسے بھلانے کے لئے تیار نہ ہو۔ یہ دلی لگاؤ مختلف وجوہ واسباب کی بنا پر ہو سکتا ہے یہ وجوہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی۔ ایک مومن کامل کی دلی محبت اور مخلصانہ الفت صرف ذاتِ باری تعالیٰ سے ہو سکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر کی اہمیت و فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا،

فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ ۝ (البقرہ ۲: ۱۵۲)

"تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ میرا پروردگار مجھے کس وقت یاد کرتا ہے لوگ ان سے ڈر گئے اور پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا، فرمایا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب ۳۳: ۴۱)

Marfat.com

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو"

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا

(البقرة ۲:۲۰۰)

"پھر تم جب مناسک حج پورے کر لو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جیسے تم اپنے آباء (اجداد) کا ذکر کرتے ہو' بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر کرو"

اور فرمایا

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۔ (آل عمران ۳:۱۹۱)

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی"

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ

(النساء ۴:۱۰۳)

"پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی"

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ رات کو اور دن کو خشکی اور تری میں سفر و حضر میں تونگری اور مفلسی میں بیماری اور صحت میں باطن اور ظاہر میں ذکر کرتے رہو۔ اور منافقوں کی مذمت میں فرمایا

لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء ۴:۱۴۲)

"وہ اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں"

اذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ○ (الاعراف ۷:۲۰۵)

"اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو اور اسے دھیمی آواز سے صبح و شام یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو"

لَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۔ (العنکبوت ۲۹:۴۵)

"اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے"

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے دو معنیٰ ہیں ایک یہ کہ جتنا تم خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہو اس سے خدا تعالیٰ کا تم کو یاد کرنا بڑا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام عبادتوں سے زیادہ ہے۔

ذخیرہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ (آل عمران ۳:۴۱)

"اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کر اور صبح و شام تسبیح کیا کر"

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝
(الاحزاب ۳۳:۳۵)

"اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے"

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ۝ (الحج ۲۲:۳۴،۳۵)

"خوشخبری (جنت کی) دیں ایسے خشوع کرنے والوں کو، جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(الانفال ۸:۴۵)

"اے ایمان والو! جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"

ذکر الٰہی سے روگردانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی معیشت تنگ کر دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۝ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۴)

"جس نے میری یاد سے روگردانی کی اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی"

یہ حدیث قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں'

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل یقول انا مع عبدی اذا ھو ذکرنی و تحرکت لی شفتاہ

Marfat.com

"میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ وہ مجھ کو یاد کرے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے رہیں"

فضیلتِ ذکر احادیث کی روشنی میں

ذکر کی فضیلت و اہمیت کے باب میں بے شمار احادیث ہیں جن سے فضیلتِ ذکر واضح ہو جاتی ہے ان احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"غافلوں کے بیچ میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے سوکھے اور ٹوٹے ہوئے درختوں کے درمیان سبز درخت ہوتا ہے"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"ذکرِ الٰہی کو چھوڑ کر آدمی کا کوئی عمل عذابِ الٰہی سے بچانے والا نہیں"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' راہِ خدا میں جہاد بھی نہیں مگر اس صورت میں کہ اپنی تلوار سے اتنا مارے کہ ٹوٹ جائے پھر اس سے ضربیں لگائے کہ ٹوٹ جائے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا یا رسول اللہ وما ریاض الجنۃ' قال حلق الذکر۔ ..... (تحفۃ الذاکرین صفحہ ١٧' الجامع الصغیر ج ١ ص ٢٥) ترجمہ "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغات کے پاس سے گزرو تو ان میں چرو۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ جنت کے باغات کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کے حلقے۔" اور کسی نے آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال میں سے کونسا افضل ہے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' افضل یہ ہے کہ ہر حال میں مرد کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو...... اور فرمایا کہ صبح و شام خدا تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبان تر کرو تاکہ صبح و شام کو ایسے ہو جاؤ کہ تمہارے اوپر کوئی خطا نہ ہو...... اور فرمایا کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا راہِ خدا میں تلواروں کے توڑنے اور پانی بہانے کی طرح مال دینے سے افضل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ کو جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو جی میں یاد کرتا ہوں یعنی میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف آہستہ چلتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں یعنی جلد اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا اس روز کہ جب سوائے انکے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کیا ہو اور اس کے خوف سے رویا ہو۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکھا عند ملیکم وارفعھا فی درجاتکم و خیر لکم من انفاق الذھب والورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم و یضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللّٰہ۔ (جامع الترمذی۔ ج ۲' صفحہ ۔ ۱۷۵)

اور حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک بہت

Marfat.com

ستھری اور تمہارے درجات میں سب سے اونچی اور تمہارے حق میں سونے اور چاندی کے دینے سے بہتر اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے دوچار ہو ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے گا اس کو وہ چیز دوں گا جو کہ مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔

حدیث نمبر ا — حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے چند فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصود کی طرف۔ پھر یہ فرشتے ذکر کرنےوالوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں فرمایا پھر ذکر کی مجالس ختم ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔فرشتے جواب دیتے ہیں یا اللہ! تیرے بندے تیری حمد وثنا اور تسبیح و تکبیرکر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اے فرشتو) کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر وہ مجھے دیکھتے تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھتے تو بہت شدت کے ساتھ تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تکبیر بیان کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انھوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر دیکھتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا

Marfat.com

ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کے میں نے ان لوگوں کو بخش دیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنیوالوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والا نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا (اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ یا اللہ ان میں ایک شخص بڑا گنہگار اور خطاکار تھا وہ محض وہاں سے گذر رہا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا کیا وہ بھی بخشا گیا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں گواہ ہو جاؤ! میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ اہلِ ذکر ایسے لوگ ہیں جن کا ہمنشین بھی محروم نہیں رہتا۔ حدیث نمبر ۲۔ عن الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی رجل مغیب فی نور العرش قلت من ھذا؟ أھذا ملک؟ قیل لا قلت نبی؟ قیل لا قلت من ھو؟ قال ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ و قلبہ معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیہ۔ (الترغیب الترھیب ج ۲، صفحہ ۳۹۵۔) حضرت صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میرا گذر ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اللہ کے عرش کے نور میں ڈھانپا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ نہیں میں نے کہا یہ کوئی نبی ہے؟ مجھے بتایا گیا نہیں نبی بھی نہیں، میں نے کہا پھر یہ کون ہے؟ آواز آئی یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان دنیا میں ذکرِ الٰہی سے تر تھی اور اس کا دل ہر وقت مسجد سے لگا ہوا تھا اور اس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہ دی۔

حدیث نمبر۳۔ عن ابی الدردا رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم القیامۃ فی وجوھھم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء قال فجثی اعرابی علی رکبتیہ فقال یارسول اللہ حلھم لنا نعرفھم قال ھم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی و بلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللہ یذکرونہ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۰ : ۸۰)

Marfat.com

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض (قوموں) کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر متمکن ہوں گے لوگ ان پر رشک کریں گے وہ لوگ انبیاء اور شہداء نہ ہوں گے ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! ان کا حال بیان فرما دیجئے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

حدیث نمبر۲۔ عن عمرو بن عتبہ رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول عن یمین الرحمن وکلتا یدیہ یمین رجال لیسوا با نبیاء ولا شہداء یغشی بیاض وجوههم نظر الناظرین یغبطهم النبیون والشہداء بمقعدهم و قربهم من اللّٰہ عزوجل قیل یا رسول اللّٰہ من هم؟ قال هم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر اللّٰہ فینتقون اطایب الکلام کما ینتقی آکل التمر اطایبہ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۰ : ۸۰)

"حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے رحمٰن کے دائیں ہاتھ، جب کہ اس کے دونوں ہی ہاتھ دائیں ہیں کچھ لوگ ہوں گے جو نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہید، ان کے چہروں پر سفیدی ہوگی جو دیکھنے والوں کو نظر آئے گی ان پر نبی و شہید رشک کریں گے ان کی (عمدہ) نشست اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ ایسی جماعتیں ہوں گی جو مختلف قبیلوں سے نکل کر اللہ کے ذکر پر جمع ہوں گی۔ وہ پیارے کلام کو اس طرح چھانٹ لیں گی جیسے کھجوریں کھانے والا اچھی کھجوروں کو چھانٹ لیتا ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر۵

عن ابن عباسؓ قال مر النبی ﷺ بعبد اللہ ابن رواحہ و ھو یذکر اصحابہ فقال رسول اللہ ﷺ انکم الملاء الذین امرنی اللہ ان اصبر نفسی معکم ثم تلا ھذہ الایہ و اصبر نفسک الی قولہ و کان امرہ فرطا اما انہ ما جلس عدتکم الا جلس معھم عدتھم من الملائکہ ان سبحوا اللہ تعالی سبحوہ و ان حمدوا اللہ تعالی حمدوہ و ان کبروا اللہ کبروہ ثم یصعدون الی الرب جل ثناء ہ و ھو اعلم منھم فیقولون یا ربنا عبادک سبحوک فسبحنا و کبروک فکبرنا وحمدوک فحمدنا فیقول ربنا یا ملائکتی اشھدکم انی غفرت لھم فیقولون فیھم فلان فلان الخطاء فیقول ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۱۰:۷۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کے پاس سے گذرے اور وہ اپنے اصحاب کا ذکر کر رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہ گروہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے ساتھ پابندی سے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاصْبِرْ نَفْسَکَ سے وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا تک ۔ پھر فرمایا جتنی تعداد میں بیٹھو گے اتنی تعداد میں تمہارے ساتھ فرشتے بیٹھیں گے اگر وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں تو وہ (فرشتے) بھی تسبیح کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں تو وہ فرشتے بھی اللہ کی حمد کرتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں تو وہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتے ہیں حالانکہ وہ تو ان کو خوب جانتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار، تیرے بندوں نے تسبیح کی ہم نے بھی تسبیح کی انہوں نے حمد بیان کی ہم نے بھی حمد بیان کی۔ پروردگار جل جلالہ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں فلاں خطا کار بھی موجود تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم نشین بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۶

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان للہ سیارة من الملائکۃ یطلبون حلق الذکر فاذا حفوا علیھم و اتوا بھم ثم بعثوا رائدھم الی السماء الی رب العزۃ تبارک و تعالی فیقولون ربنا اتینا علی عباد من عبادک یعظمون الائک و یتلون کتابک و یصلون علی نبیک محمد ﷺ و یسالونک لآخرتھم و دنیاھم فیقول تبارک و تعالی غشوھم رحمتی فھم الجلساء لا یشقی بھم جلیسھم (مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۱۰، ۸۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں چل پھر کر ذکر کے حلقے تلاش کرتے ہیں۔ پھر جب وہاں آ جاتے ہیں تو ان کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ دعا کے لئے رب العزت کی بارگاہ میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر دعا مانگتے ہیں اے ہمارے رب ہم تیرے بندوں میں سے ایسے بندوں کے پاس آئے ہیں جو تیری نعمتوں کی عظمت بیان کرتے ہیں اور تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور تجھ سے دنیا اور آخرت کے لئے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں میری رحمت سے ان کو ڈھانپ دو۔وہ ایسی مجلس ہے کہ ان میں بیٹھنے والا کبھی شقی (بدبخت) نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۷

عن جابر رضی اللہ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال یا ایھا الناس ان للہ سرایا من الملائکۃ تحل و تقف علی مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنۃ قالوا و این ریاض الجنۃ یا رسول اللہ قال مجالس الذکر فاغدوا و روحوا فی ذکر اللہ

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۱۰: ۸۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے پھر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتوں کے گروہ ہیں جو ذکر

~~53622~~ 80962

Marfat.com

کی مجلسوں پر زمین میں اترتے اور کھڑے ہوتے ہیں پس تم جنت کے باغوں میں چرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا جنت کے باغ کہاں ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کی مجلسیں (جنت کے باغ) ہیں پس تم صبح و شام ذکر کی مجلس میں جاؤ اور خود کو ہمیشہ ذکر میں مشغول رکھو۔

حدیث نمبر ۸

عن عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من اٰدمی الا لقلبہ بیتان فی احدھما الملک و فی الآخر الشیطان فاذا ذکر اللہ خنس و اذا لم یذکراللہ وضع الشیطان منقادہ فی قلبہ و وسوس (حصن حصین صـ۲۹)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کے دل میں دو مکان ہیں ایک میں فرشتے رہتے ہیں اور دوسرے میں شیطان۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ (منہ) اس کے دل میں رکھ لیتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے۔

حدیث نمبر ۹

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ ما غنیمۃ مجالس الذکر قال غنیمۃ مجالس الذکر الجنۃ (الترغیب والترہیب ، ۲: ۴۰۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ذکر کی مجلسوں کی غنیمت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت۔

حدیث نمبر ۱۰

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ عزوجل یوم القیامۃ سیعلم اہل الجمع من اہل الکرم فقیل ومن اہل

Marfat.com

الکرم ؟ یا رسول اللّٰہ۔ قال اھل مجالس الذکر۔ (الترغیب والترھیب ۲: ۴۰۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ جمع ہونے والے دیکھ لیں گے کہ اہل کرم کون لوگ ہیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کرم کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کی مجلسوں والے لوگ (اہل کرم ہیں)۔

حدیث نمبر ۱۱

عن ابی ھریرۃ و ابی سعید رضی اللّٰہ عنھما قالا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لاھل ذکر اللّٰہ اربعا ینزل علیھم السکینۃ تغشاھم الرحمۃ وتحف بھم الملئکۃ ویذکر ھم الرب فی ملاء عندہ (الدر المنثور ۱: ۱۵)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کرنے والوں کے لئے چار فضیلتیں ہیں اول ان پر تسلی نازل ہوتی ہے دوئم ان کو رحمت ڈھانپتی ہے سوم ان کے گھر فرشتے گھیرا ڈالتے ہیں، چہارم اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ایسے گروہ کے پاس کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کان یقول لکل شیء صقالۃ وان صقالۃ القلوب ذکر اللّٰہ عزوجل وما من شیء انجی من عذاب اللّٰہ عزوجل من ذکر اللّٰہ عزوجل (الوابل الصیب من کلم الطیب ص۲۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر شے کے لئے ایک صاف کرنیوالی چیز ہے اور دلوں کو صاف کرنیوالی چیز اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب سے نجات دلانے والی کوئی چیز نہیں

Marfat.com

صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ جہاد بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں خواہ وہ تلوار سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے اور بے شک دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ تانبا اور چاندی وغیرہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور اس کا جلا اللہ کا ذکر ہے کیونکہ وہ دل کو اس طرح صاف روشن کر دیتا ہے جیسے صاف سفید شیشہ ہوتا ہے۔ پھر جب آدمی ذکر کو ترک کر دیتا ہے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اور جب ذکر کرنے لگ جاتا ہے تو پھر دل روشن ہو جاتا ہے اور دو باتوں سے دل زنگ آلود ہوتا ہے ایک غفلت دوسرا گناہ۔ اور دل کا جلا بھی دو چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے ایک استغفار دوسرا ذکر۔ تو جس شخص کی غفلت اکثر اوقات ہوگی اس کا زنگ بھی دل پر ہوگا اور اس کا زنگ غفلت کے لحاظ سے ہوگا اور جب زنگ دل پر چڑھا ہوتا ہے تو اس میں اصلی صورت میں معلومات کی صورتیں ظاہر نہیں ہوتیں اس وجہ سے وہ باطل کو حق کی صورت میں اور حق کو باطل کی صورت میں دیکھتا ہے کیونکہ جب تہ بہ تہ زنگ دل پر چھایا ہوتا ہے تو سخت سیاہ ہو جاتا ہے جس وجہ سے حقائق کی صورتیں کماحقہ ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ نیز دل کی سیاہی اور زنگ کی پختگی سے اس کا تصور اور ادراک فاسد ہو جاتا ہے اس لئے وہ حق کو قبول نہیں کرتا اور باطل کا انکار نہیں کرتا۔

حدیث نمبر ۱۳

عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت ھذہ الایۃ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قال ذاک من احب اللہ ورسولہ واحب اھل بیتی صادقا غیر کاذب واحب المومنین شاھدا غائبا الا بذکر اللہ یتحابون

(اخرجہ ابن مردویہ تفسیر فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۷۸)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے" نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے

Marfat.com

اور میرے اہل بیت سے محبت کرے جھوٹی محبت نہ ہو بلکہ سچی محبت ہو اور ہر مومن سے محبت کرے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب خبردار! ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے پر ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴

عن ابی ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ قال ان اہل السماء لیرون بیوت اہل الذکر تضیء علیھم کما یضیء الکوکب لاھل الارض (الدرالمنثور ا: ۱۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان کے فرشتے اللہ کے ذکر کرنے والوں کے گھروں کو پہچانتے ہیں ان کے گھر روشن ہوتے ہیں جیسے اہل زمین چمکتے ہوئے تاروں کو پہچانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵

عن مالک بن یخامر رضی اللّٰہ عنہ ان معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ قال لھم ان آخر کلام فارقت علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان قلت ای الاعمال احب الی اللّٰہ قال ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللّٰہ

حضرت مالک بن یخامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ آخری وصیت جس پر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے عرض کیا کہ عملوں میں سے کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تجھے اس حال میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

حدیث نمبر ۱۶

عن خالد بن معدان رضی اللّٰہ عنہ قال ان اللّٰہ یتصدق کل یوم بصدقۃ فما تصدق علی عبدہ بشیء افضل من ذکرہ۔ (الدرالمنثور ا: ۱۵۰)

Marfat.com

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ روزانہ مہربانی فرماتا ہے اور جس کو اس نے اپنا ذکر انعام فرمایا اس سے افضل کسی پر مہربان نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۷

عن انس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الشیطان واضع خطمہ علی قلب ابن آدم فان ذکر اللّٰہ خنس وان نسی التقم قلبہ
(الترغیب والترہیب ۲: ۴۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اپنی سونڈ آدم کے بیٹے کے دل پر جماتا ہے پھر اگر اس نے خدا کا ذکر کیا تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ ذکرِ الٰہی بھول گیا تو وہ اس کے دل کو لقمہ بنائے رکھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ انہ سأل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من افضل الایمان قال ان تحب لِلّٰہ وتبغض للّٰہ وتعمل لسانک فی ذکر اللّٰہ قال وما ذا قال وان تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لھم ما تکرہ لنفسک وان تقول خیرا اوتصمت (الدرالمنثور ۱: ۱۵۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا افضل ایمان والا کون ہے آپؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے ناراضگی کرے اور تیری زبان اللہ کے ذکر میں لگی رہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ تو آپؐ نے فرمایا جو کچھ اپنے نفس کے لئے چاہے لوگوں کے لئے بھی وہی کچھ پسند کر' اور جو اپنے نفس کے لئے تجھے ناپسند ہے دوسروں کے لئے ناپسند کر۔ اور یا تو بھلی بات کر یا خاموش رہ۔

Marfat.com

حدیث نمبر۱۹

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل آدمی عملا قط انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ

(مسند الامام احمد بن حنبل۔ الجزء الخامس ص ۲۳۹)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا نہیں۔

حدیث نمبر ۲۰

عن ابی موسی رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا حجرہ دراھم یقسمھا وآخر یذکر اللہ لکان الذاکر اللہ افضل (الدرالمنثور ۱ : ۱۵۰)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ انہیں تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کے ذکر میں محو ہو تو ذاکر اس سے افضل ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۱

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس یتحسر اھل الجنۃ الا علی ساعۃ مرت بھم لم یذکرا اللہ تعالی فیھا......

(الترغیب والترہیب ۲ : ۴۰۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کو سوائے اس گھڑی کے جو اللہ کے ذکر کے بغیر گذری ہوگی اور کسی بات پر حسرت اور افسوس نہیں ہوگا۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۲۲

عن جعفر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد الاعمال ثلاثۃ ذکر اللہ علی کل حال والانصاف من نفسک والمؤاساۃ فی المال (الدرالمنثورا : ۱۵۲)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخت طاقتور عمل تین ہیں اول ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا' دوم اپنے نفس کے بارے میں منصف ہونا' سوئم مال میں لوگوں کو شامل کرنا۔

حدیث نمبر ۲۳

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال موسی یا رب اقریب انت فانا جیک ام بعید فانا دیک فانی احس حس صوتک ولا اراک فاین انت فقال اللہ انا خلفک وامامک وعن یمینک وعن شمانک یا موسیٰ انا جلیس عبدی حین یذکرنی وانا معہ اذا دعانی

(منتخب کنزالعمال ا : ۳۳۱)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! تو نزدیک ہے تو میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو دور ہے تو میں تجھے دیکھ نہیں رہا کہ تو کہاں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے پیچھے ہوں میں تیرے آگے ہوں میں تیرے دائیں ہوں میں تیرے بائیں ہوں۔ اے موسیٰ! میں اپنے بندے سے اس وقت ہم مجلس ہوتا ہوں جبکہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴

عن الحارث الاشعری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ امر یحی بن زکریا علیہ السلام بخمس کلمات ان یعمل بہا ویامر

Marfat.com

بنی اسرائیل ان یعملوا بھا و ذکر الحدیث الی ان قال وامرکم ان تذکروا اللہ فان مثل ذلک کمثل رجل خرج العدو فی اثرہ سرعا حتی اذا اتی علی حصن حصین فاحرز نفسہ منھم کذالک العبد لا یحرز نفسہ من الشیطان الا بذکر اللہ (جامع الترمذی جلد ۲ ص ۱۰۹)

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم فرمایا کہ تم خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دو آپؐ نے پوری حدیث بیان فرمائی یہاں تک کے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے (بنی اسرائیل سے) فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کا ذکر کرو۔ کیونکہ اس (ذکر) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پیچھے دشمن دوڑتا ہوا نکلا اور اس نے ایک مضبوط قلعہ پر پہنچ کر اپنے آپ کو بچالیا اسی طرح بندہ اپنے آپ کو بغیر ذکرِ خداوندی کے شیطان سے نہیں بچا سکتا۔

حدیث نمبر ۲۵

عن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی ان اولیائی من عبادی واحبائی من خلقی الذین یذکرون بذکری واذکر بذکرھم (منتخب کنزالعمال ۱: ۲۲۲)

حضرت عمرو بن جموحؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میرے پیارے وہ ہیں، جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۶

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ...... قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکرا اللہ حتی یقولوا مجنون۔ (المستدرک للحاکم ۱: ۴۹۹)

Marfat.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ وہ (منافق) لوگ مجنون کہنے لگیں۔

حدیث نمبر ۲۷

عن ابی الجوزاء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ حتی یقول منافقون انکم مراؤن (الحاوی للفتاوی ۱ : ۳۹۰)

حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو حتیٰ کہ منافق کہیں کہ یہ دکھاوا کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۸

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال ابن عباس رضی اللہ عنہما کنت اعلم اذا انصرفوا بذلک اذا سمعتہ (الصحیح للبخاری ۱ : ۱۱۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوں اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں رائج تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں سنتا تھا کہ لوگ ذکر کرتے ہوئے لوٹے تو میں نماز کے ختم ہونے کو معلوم کر لیتا تھا۔ حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سلف کے اس مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔ اور متاخرین میں ابن حزم ظاہری کا یہی مسلک ہے۔

فضیلتِ ذکر آثار کی روشنی میں :۔

اور آثار اسباب میں یہ ہے کہ حضرت فضیلؒ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ابن آدم!تو مجھے ایک ساعت صبح کے بعد اور ایک ساعت عصر کے بعد یاد کر لیا کر میں تجھے ان دونوں کے درمیان میں کفایت کرونگا۔

اور بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کے دل پر مطلع ہو کر میں دیکھ لیتا ہوں کہ میرے ذکر سے تمسک کرنا اس پر غالب ہے تو میں اس کے انتظام کا ذمہ دار ہوتا ہوں اور اس کا ہمنشین اور ہمکلام اور انیس ہو جاتا ہوں۔

اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ذکر دو ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کو اپنے جی میں یاد کرنا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو یہ نہایت عمدہ ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کرنا ہے کہ جب وہ محروم کردے اور مروی ہے کہ دنیا میں سب نفس پیاسے نکلیں گے سوائے اللہ کے ذکر کرنیوالوں کے۔ اور جنت کے لوگ کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے سوائے اس ساعت کے جو ان پر آئی ہو اور انہوں نے اس میں ذکر خدا نہ کیا ہو۔

ذکر کی مجالس کی فضیلت:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے ہیں تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں یعنی ملاء اعلیٰ میں کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس ذکر سے اس کی رضا کے علاوہ اور کچھ مقصود نہیں ہوتا تو ان کو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے اٹھو! تمہاری مغفرت ہوگئی ہے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں اور فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کریں گے اور نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں گے تو قیامت کو ان کے لئے حسرت ہوگی۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی جب تو مجھ کو دیکھے کہ میں ذکر کرنیوالوں کی مجلس سے غافلوں کی مجلس کی طرف بڑھ جاتا ہوں تو ان تک پہنچنے سے

Marfat.com

پہلے میری ٹانگ توڑ دے کہ یہ بھی تیرا احسان ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک مجلس ایماندار کی بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے اہل زمین کے ان گھروں کو جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوا ہوگا ایسے دیکھیں گے جیسے ستارے دیکھے جاتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عینیہؒ فرماتے ہیں کہ جب لوگ اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو شیطان اور دنیا الگ ہو جاتے ہیں اور شیطان دنیا سے کہتا ہے کہ دیکھتی ہے یہ کیا کرتے ہیں تو دنیا کہتی ہے کر لینے دے جب فارغ ہوں گے تو انہیں پکڑ کر تیری طرف لاؤں گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ ایک بازار میں گئے اور لوگوں سے فرمایا تم یہاں ہو اور مسجد میں حضورؐ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگوں نے بازار کو ترک کر دیا اور مسجد کی طرف روانہ ہو گئے وہاں جا کر کچھ مال نہ دیکھا حضرت ابو ہریرہؓ سے آکر کہا ہم نے تو کوئی میراث بٹتے نہ دیکھی۔ آپ نے پوچھا کہ پھر کیا دیکھا انہوں نے کہا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تو یہی ہے۔

سلف صالحین کی ذکر الٰہی سے موانست :-

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جس مجلس میں بیٹھتے ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے غفلت نہ کرتے ایسا کرنے میں وہ اس حدیث نبویؐ پر عمل کرتے کہ کوئی قوم کسی جگہ نہیں بیٹھتی جس میں اس نے اللہ کا ذکر اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا ہو نیز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی سوائے اس ساعت کہ جو ان پر یوں گذری ہے کہ جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت حسن

Marfat.com

بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے قول فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ سے ہم پر آسانی کردی ہے کہ ذکرِ الٰہی کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں کی اگر ہمارے لئے کوئی جگہ معین فرمالیتا تو ہمیں وہاں جانا واجب ہوتا خواہ وہ مقام ایک صدی کے مسافت پر ہوتا جیسا کہ حج کے لئے لوگوں کو کعبہ میں بلایا جاتا ہے اس کا شکر اور احسان ہے۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں جب تم اپنی مجلسوں میں کسی مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کیونکہ ذکرِ الٰہی مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے۔

عطا سلمیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ پر ظلم کرنیوالے کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر توبہ واستغفار کے بعد کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم کو، جب وہ ظلم پر اصرار کرنے کی حالت میں اسے یاد کرے، لعنت کرتا ہے۔ اس سے مراد وہ توبہ ہے جو صوفیاء احتیاطاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے پہلے کرتے ہیں، اس خیال سے مبادا انہوں نے اپنے نفس پر کوئی ظلم کیا ہو، خواہ وہ کسی امر مکروہ کے ارتکاب یا غفلت یا خیال مزموم وغیرہ کی وجہ ہی سے ہو۔ حضرت داؤد طائیؒ فرماتے ہیں کہ ذاکرین کے نفوس کے سوا باقی تمام نفوس دنیا سے پیاسے نکلتے ہیں۔

وھیب بن الورد رحمتہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھا وہ ہے جو مجلس کا افتتاح ذکرِ الٰہی سے کرے۔

حضرت ابوالملیحؒ جب ذکرِ الٰہی کرتے تو ان کو وجد آجاتا اور فرماتے کہ مجھے اس پر وجد آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستے میں اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتے تو واپس آجاتے اور دوبارہ اس راستے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جاتے۔ اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ ہوتا اور فرماتے میں چاہتا ہوں کہ میں جس جس قطعۂ زمین سے گذروں سب قیامت میں میرے ذکر الٰہی کی شہادت دیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام دعا فرماتے تھے "اے اللہ مجھے اپنی یاد کرنیوالوں میں کر" اور اگر تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے اٹھ کر غافلین کی مجلس میں جاتا دیکھے تو میرے پاؤں

Marfat.com

توڑ دے کیونکہ وہ مجھ پر تیری نعمت ہے۔

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے تھے اپنے دلوں کو ہر وقت خدا کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ فی الفور غافل ہو جاتے ہیں۔

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں تعجب ہے ان لوگوں پر جو میت پر روتے ہیں جس کا جسم مردہ ہو چکا ہے اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مردہ ہو چکا ہے۔

حضرت بشر بن منصورؒ بہت کم لوگوں سے نشست و برخاست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگوں سے میل جول غفلتوں کا محل ہے بخدا میرے پاس کبھی کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا کہ جس کی مجلس کو میں نے ترک کرنا مناسب جانا ہو کیونکہ ایسا کرنا میرے لئے اور اس کے لئے بھی مفید ہے پس اے دوست! اسے خوب یاد رکھ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبر ۲

قیام لیل

Marfat.com

Marfat.com

قیامِ لیل اور اس کی فضیلت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی یاد اور ذکر و عبادت کے لئے ہر جگہ رات کا ذکر بطور خاص فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ (الفرقان ۲۵: ۶۲)

"وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے آنیوالا اس کے لئے جو چاہتا ہے نصیحت قبول کرے یا شکر کرنے کا ارادہ کرے۔

اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (المزمل ۷۳: ۷، ۸)

"بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو جاؤ"

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا (الدھر ۷۶: ۲۵، ۲۶)

"اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو اور بڑی رات تک اس کی پاکی بیان کرو"

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ (الفرقان ۲۵: ۶۴)

"اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہو کر"

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۝ (السجدہ ۳۲: ۱۶)

"دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے

Marfat.com

ہوئے اور امید رکھتے ہوئے"

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ٥ الذّٰرِيٰت (۵۱: ۱۷، ۱۸)

"یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں کی) بخشش طلب کرتے تھے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ٥ (الاسراء ۱۷: ۷۸، ۷۹)

"اور نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے) نماز صبح' بلا شبہ نماز صبح کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو۔ یہ (نماز) زائد ہے آپ کے لئے"

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ٥ (ھود ۱۱: ۱۱۴)

"اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں پہروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنیوالوں کے لئے"۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٥ (قٓ ۵۰: ۳۹، ۴۰)

"اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اور رات کے وقت بھی پاکی بیان کریں اور نمازوں کے بعد بھی"

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ٥ "اور رات کے لحوں میں اس کی پاکی بیان کرو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ خوش رہیں۔ (طٰہٰ ۲۰: ۱۳۰)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥ (الروم ۳۰: ۱۷، ۱۸)

" سو پاکی بیان کرو اللہ تعالٰی کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں (نیز پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو")

Marfat.com

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۔ "بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی" (المزمل ۷۳: ۲۰)

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۔ (الطور ۵۲: ۴۸، ۴۹)

"اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ جب آپ اٹھتے ہیں اور رات کے کسی حصہ میں اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۔ (المزمل ۷۳: ۶)

(بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔)

متعدد احادیث میں بھی رات کے وقت عبادت کرنے کو بطور خاص ذکر کیا گیا ہے نمونے کے طور پر چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"عبداللہ بن عمر اچھا آدمی ہے کاش کہ وہ رات کو نماز بھی پڑھے" راوی بتاتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ہر رات نماز پڑھتے اور کبھی ناغہ نہ کرتے ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم پر لازم ہے کہ رات کو نماز (تہجد) پڑھو یہ تمہارے رب کو راضی کرنیوالی' تمہارے گناہوں کا کفارہ بننے والی ہے اور تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور گناہوں سے روکنے والی' بوجھ ہٹانے والی' شیطان کے مکر کو دور کرنے والی' اور بدن سے بیماری دور کرنیوالی ہے۔"

اللہ تبارک وتعالٰی نے اس فرمان کے ساتھ قیام لیل کو صالحین کا وصف قرار دیا ارشاد فرمایا۔

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (آل عمران ۳: ۱۱۳)

"اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں"

مستحب یہ ہے کہ رات کا دو تہائی حصہ قیام کیا جائے اور قلیل ترین مستحب

Marfat.com

عبادت یہ ہے کہ رات کے چھٹے حصے تک قیام کرے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک قیام کبھی نہیں کیا بلکہ کچھ دیر سو جاتے تھے اور نہ صبح تک ساری رات سوئے بلکہ رات کے ایک حصہ میں اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے۔

صوفیاء کرام کا مشہور قول ہے کہ شروع رات میں قیام تہجد گزاروں کے لئے ہے درمیانی شب میں قیام کرنا قانتین کا درجہ ہے اور آخری شب میں قیام کرنا مصلین (نمازیوں) کا درجہ ہے اور فجر میں ہی قیام کرنا غافلین کا درجہ ہے۔

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یوسف بن مہرانؒ نے بتایا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جب رات ہوتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ "قیامِ شب کرنے والے اٹھ جائیں"

پھر جب نصف شب گزر جاتی ہے تو پھر پروں کو ہلاتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ "نماز پڑھنے والے اٹھ جائیں" اور جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو پروں کو ہلاتا ہے اور کہتا ہے کہ "غافلین بھی اٹھ جائیں اور ان پر ان کا بوجھ ہے"

قیامِ لیل کرنے والوں کی اقسام

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ قیام شب کرنیوالوں کی تین قسمیں ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے جنہیں رات نے قطع کر دیا یہ اوراد اور وظائف والے مریدین ہیں رات نے انہیں تھکا دیا آخر رات ان پر غالب آگئی۔

دوسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے رات کو قطع کیا یہ لوگ عبادت گزار عالم ہیں انھوں نے صبر و استقلال سے کام لیا آخر کار رات پر غالب آگئے۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے رات کو قطع کیا یہ لوگ محبّین اور علماء اہل فکر ہیں یہ اہلِ انس واہلِ مجلس ہیں یہ راتوں کو گڑگڑانے والے ہیں ان کی رات پریشان حال ہوتی ہے۔

Marfat.com

ان کے لئے نعمتِ شب گھٹ کر رہ جاتی ہے۔محبوب تعالٰی ان سے نیند اٹھا لیتا ہے۔ ان پر شب کو قیام کرنا آسان ہو جاتا ہے وصل نے ان سے ملال کو دور کر دیا ہے اور خدا کے عتاب نے انہیں ہمیشہ بیدار رکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالٰی کی رحمت تم پر زندہ رہنے اور مردہ ہونے اور قبر میں رہنے اور موت کے بعد جی اٹھنے کے حال میں رہے تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھو۔ اور اس نماز سے اپنے پروردگار کی رضا چاہو" اور فرمایا کہ رات کی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ اس لئے کہ وہ تم سے پیشتر کے نیک بختوں کا طریقہ ہے اور اس میں یہ خوبیاں ہیں کہ خدا تعالٰی کی نزدیکی اور گناہوں کا دور ہونا اور بدن میں سے روگ کا دفع ہونا اور گناہوں سے محترز رہنا نصیب ہوتا ہے اور فرمایا کہ جس شخص کی عادت رات کے وقت نماز پڑھنے کی ہو اور نیند اس پر غالب آ جائے اور نماز نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے اس کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا اور سونا اس کے فائدے میں رہا۔

حضرت ابوذرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاکہ اگر تم سفر کا ارادہ رکھتے ہو تو اس کے لئے کچھ سامان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا تو پھر قیامت کے راستے کا سفر کیسے ہوگا ؟

اے ابوذرؓ میں تجھ کو وہ بات بتاؤں جو اس روز تیرے کام آئے انہوں نے عرض کیا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ضرور فرمائیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن کی شدتِ حرارت سے بچنے کے لئے ایک روز روزہ رکھ اور رات کی تاریکی میں قبر کی وحشت سے بچنے کے لئے دو رکعتیں ادا کر اور بڑے بڑے امور کے لئے حج کر اور کچھ صدقہ کسی مسکین کو دے یا کوئی حق بات ہی کہہ دے یا کسی بری بات سے سکوت اختیار کر۔ اور مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کوئی شخص تھا جب لوگ نماز پڑھ کر سو جاتے تو وہ اٹھ کر نماز شروع کرتا اور قرآن کی تلاوت کرتا اور دعا مانگتا کہ اے دوزخ کے پروردگار! مجھ کو اس سے پناہ

Marfat.com

دے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آپؐ نے فرمایا جب وہ ایسا کہے مجھے خبر دینا چنانچہ آپؐ تشریف لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی دعا سنی جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے جنت کیوں نہیں مانگتا؟اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ یہ میرا رتبہ نہیں اور نہ میرے اعمال اس قابل ہیں' یہ کہہ کر وہ تھوڑی دیر کے لئے رکا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' اس شخص کو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ سے پناہ دی اور جنت میں داخل کیا۔

اور مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ اچھے شخص ہیں اگر رات کو نماز پڑھا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ بات کہہ دی انہوں نے آئندہ رات کو جاگنے اور نماز پڑھنے کو اپنا معمول بنا لیا۔

چنانچہ حضرت نافعؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہتے ہیں کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور مجھ سے پوچھتے کہ نافعؓ سحر ہو گئی میں کہتا نہیں ہوئی پھر آپؐ نماز پڑھنے لگتے پھر فرماتے نافعؓ سحر ہو گئی؟ میں کہتا ہاں تو آپؐ بیٹھ کر استغفار پڑھتے رہتے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔

امام زین العابدینؒ سے مروی ہے کہ حضرت یحیٰؑ بن زکریا علیہما السلام نے ایک دن جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی معمول کے مطابق ورد نہ پڑھا اور سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی' اے یحیٰ! تم نے میرے گھر سے کوئی اچھا گھر پالیا ہے' یا میرے ہمسائے سے کوئی اچھا ہمسایہ مل گیا۔ اے یحیٰ! قسم ہے اپنی ذات کی اگر تو جنت کو ایک مرتبہ جھانک لے تو اشتیاق کے مارے تیری چربی پگھل جائے اور تیری جان نکل جائے اور اگر تو ایک مرتبہ دوزخ کی طرف جھانک لے تو تیری چربی پگھل جائے اور آنسوؤں کی جگہ پیپ سے روئے اور ٹاٹ کے عوض لوہا پہنے۔

ایک دفعہ کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فلاں شخص رات

Marfat.com

کو تہجد پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا رات کی نماز اس شخص کو اس کے عمل سے روک دے گی۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر اپنی بی بی کو جگا دے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے اور اس عورت پر اللہ تعالیٰ رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگا دے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بی بی کو جگا دے اور دونوں دوگانہ نماز ادا کریں تو خدا تعالیٰ کے ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ فرض نماز کے بعد افضل نمازِ شب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ورد یا اس میں سے کسی قدر سو جائے پھر فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پڑھ لے تو اس کے لئے ایسے ہی لکھا جائے گا جیسے شب میں پڑھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے رات کے ورد میں کوئی آیت خوف کے مضمون کی پڑھتے تو گر جاتے یہاں تک کہ بہت دن تک آپؓ کی عیادت کی جاتی جیسے بیماروں کی عیادت کی جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پڑھنے کی آواز صبح تک مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی جاتی۔

اور کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت سفیان ثوریؒ نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا پھر فرمایا گدھے کو جب گھاس زیادہ دی جاتی ہے تو کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے پس صبح تک عبادت کرتے رہے۔

حضرت طاؤسؒ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اس پر ایسے اچھلتے جیسے دانہ بھوننے کے وقت اچھلتا ہے پھر اچھل کر اس سے علیحدہ ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔

Marfat.com

حضرت فضیلؒ کا قول ہے کہ جب رات میرے سامنے آتی ہے تو پہلے مجھے اس کی درازی سے خوف لگتا ہے مگر جب میں قرآن پاک پڑھنا شروع کرتا ہوں تو اپنی حاجت پوری نہیں کرتا کہ صبح ہو جاتی ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے سبب سے رات کے وقت اٹھنے سے محروم رہتا ہے۔

حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ جب تم سے رات کا جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا نہ ہو سکے تو جان لو کہ محروم ہو اور تمہارے گناہ بہت ہو گئے ہیں۔

حضرت حسن بن صالحؒ کے پاس ایک لونڈی تھی انہوںؒ نے اسے ایک قوم کے ہاتھ بیچ ڈالا جب آدھی رات ہوئی وہ لونڈی اٹھی اور کہا گھر والو! اٹھو اور نماز پڑھو۔ انہوں نے کہا صبح ہو گئی جو نماز پڑھیں۔ لونڈی نے کہا تم فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا نہیں وہ لونڈی حسن کے پاس آگئی اور کہا آقائے من! تو نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے جو تہجد نہیں پڑھتے مجھے واپس کر لو چنانچہ انہوں نے لونڈی کو واپس کر لیا' اور دام پھیر لئے۔

حضرت ربیعؒ کہتے ہیں کہ میں امام شافعیؒ کے مکان میں بہت راتیں سویا ہوں میں نے دیکھا کہ آپ رات کو بہت تھوڑی دیر سوتے تھے۔

حضرت ابو الجویریہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ مہینے رہا ہوں اس عرصہ میں کوئی شب ایسی نہیں ہوئی کہ آپ نے زمین پر اپنی کروٹ لگائی ہو۔

اور امام ابو حنیفہؒ کا دستور تھا کہ نصف شب عبادت کیا کرتے لیکن ایک بار کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے آپس میں ذکر کیا کہ یہ شخص تمام رات ذکر کرتا ہے۔ آپ نے اپنے دل میں کہا یہ میری وہ صفت بیان کرتے ہیں جو میں نہیں کرتا اس لئے آئندہ تمام رات عبادت کرنے لگے اور کہتے ہیں کہ رات کو آپ کے لئے کوئی بستر نہ تھا۔

Marfat.com

مغیرہ بن حبیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کو دیکھا کہ انہوں نے عشاء کے بعد وضو کیا پھر اپنی جائے نماز پر کھڑے ہو کر اپنی داڑھی پکڑلی اور آنسوؤں سے گلا رک گیا۔ پھر کہنے لگے الٰہی!مالک کے بڑھاپے کو دوزخ پر حرام کردے الٰہی تجھے معلوم ہے کہ جنت میں کون رہے گا اور دوزخ میں کون رہے گا ان دونوں فریقوں میں سے مالک کا فریق کونسا ہے اور ان دونوں گھروں میں سے مالک کا گھر کونسا ہے۔ اسی طرح صبح صادق ہونے تک کہتے رہتے اور کہتے ہیں کہ مالک بن دینارؒ نے اس آیت کو پڑھ پڑھ کر صبح کردی۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (الجاثیہ ۴۵: ۲۱)

"کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کی طرح بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تاکہ یکساں ہو جائے ان کا جینا مرنا بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں"

قیامِ لیل اور محبوب سے ملاقات:۔

بہت سے عرفاء کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جو اپنے گھٹنوں پر ہی طورِ سینا کا جلوہ دیکھتے ہیں یعنی جب وہ اپنے گھٹنوں پر اپنا سر رکھتے ہیں تو قربِ بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جب خلوت کی تاریکی میں چشمِ آبِ حیات پھوٹ نکلے تو دنیا کی تاریکیوں میں گھسنے کی کیا ضرورت ہے اور جب کسی کو مشاہدۂ حق کی جھلک میں آسمانوں کے چودہ طبق روشن نظر آئیں تو اسے آسمانوں کی طرف نظر دوڑانے کی کیا ضرورت ہے جب کسی کی نگاہِ بصیرت میں تمام منتشر کائنات سمٹ آئے تو اسے جنگل کی خاک چھاننے سے کیا فائدہ ہوگا لہٰذا جب کوئی اپنی فطری خاصیت کی وجہ سے عالمِ ارواح میں پہنچ جائے تو اسے چلتے پھرتے سایوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ذوالنون مصریؒ نے حضرت ابو یزیدؒ کے پاس ایک شخص

Marfat.com

کے ذریعے پیغام بھیجا کہ ان سے کہہ دو کب تک خوابِ غفلت میں آرام کرو گے حالانکہ قافلہ روانہ ہو گیا ہے"

ایک روز حضرت سلیمان دارانیؒ زاروقطار رو رہے تھے کسی نے رونے کا سبب دریافت کیا۔فرمانے لگے میں کیوں نہ رووں جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں ہر حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے اور اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا دیتے ہیں اور محرابوں میں قطرے گرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور جبرئیلؑ کو پکار کر کہتے ہیں اے جبرئیل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں اور میرے ذکر سے راحت پاتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہیں ان کی خلوت گاہوں میں میں ان کو دیکھتا ہوں ان کی آہ و زاری کو سنتا ہوں اور رونے کو دیکھتا ہوں اے جبرئیلؑ!تو پکار کر کیوں نہیں پوچھتا کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے محبوب کو عذاب دیتا ہے میرے لئے کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں جو رات ہوتے ہی میری منت سماجت کرتے ہیں،مجھے اپنی ذات کی قسم جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے لئے اپنے چہرے سے پردہ اٹھا دوں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔

شیخ ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں شب بیداری کے وقت ان تماشائیوں سے زیادہ لطف اندوز ہوتا ہوں جو کھیل تماشوں سے اپنے دل بہلاتے ہیں۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ دنیا کی کوئی چیز بہشت والوں کے برابر نہیں البتہ رات کے وقت نیاز مندانہ عبادت کرنے والے حضرات اپنی مناجات میں جو حلاوت پاتے ہیں " وہ جنت کی حلاوت کے مشابہ ہے" اس قسم کی مناجات کی حلاوت شب بیداروں کے لئے ایسا انعام ہے جو انہیں دنیا میں ملتا ہے..... ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ صبح کے وقت جب شب زندہ داروں کے دلوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ انہیں نور و عرفان سے بھر دیتا ہے اور اس فیض سے مستفیض ہو کر ان کے دل نورانی

Marfat.com

ہو جاتے ہیں پھر ان کے قلوب کا فیض غافل انسانوں کے دلوں تک پہنچتا ہے۔

لمحۂ ملاقات :۔

ایک روایت منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی پیغمبر پر وحی نازل فرمائی "میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔انہیں میرا شوق و ذوق ہے اور مجھے بھی ان کا شوق و ذوق ہے۔وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں۔لہٰذا اگر تم ان کے طریقے پر چلو گے تو میں تم سے محبت کروں گا۔ اور اگر تم نے اس راہ سے کنارہ کشی کی تو میں تم سے نفرت کروں گا۔اس پیغمبر نے اللہ سے دریافت کیا اے رب !" ان لوگوں کی نشانی کیا ہے؟" فرمایا دن کے وقت سایوں کا ایسے ہی خیال رکھتے ہیں جیسے کوئی چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کا خیال رکھتا ہے اور انہیں غروبِ آفتاب کا ایسے ہی انتظار ہوتا ہے جیسے پرندے اپنے آشیانوں میں جانے کے لئے چشم براہ ہوتے ہیں۔ جب رات چھا جاتی ہے اور تاریکی سے ہم آغوش ہوتی ہے اور ہر ایک اپنے محبوب سے خلوت نشین ہوتا ہے تو اس وقت وہ میری عبادت کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنے چہروں کو میرے لئے فرش راہ بناتے ہیں۔میرے کلام کے ذریعے مناجات کرتے ہیں اور گڑ گڑا کر میرے انعام کے طلبگار ہوتے ہیں۔کوئی چلاتا اور کوئی روتا ہے اور کوئی آہیں بھرتا اور فریاد کرتا ہے۔ وہ تکالیف میری نظروں کے سامنے ہیں جو وہ میری وجہ سے برداشت کرتے ہیں اور میری محبت میں جو فریاد کرتے ہیں میں اسے سنتا ہوں۔

ان پر میری پہلی لطف و عنایت یہ ہے کہ میں اپنے نور کا ایک حصہ ان کے دلوں میں سرایت کرتا ہوں۔اس وقت وہ میرے اسرار بتاتے ہیں جس طرح میں ان کے اسرار بتاتا ہوں۔

دوسری بخشش یہ ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان کے ترازو میں رکھ دیا جائے تو میں ان تمام چیزوں کو ان کے لئے کم سمجھتا ہوں۔

Marfat.com

تیسری بخشش یہ ہے کہ میں بذاتِ خود ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس کی طرف میری ایسی نظرِ التفات ہو تو میں اسے کیا دونگا ؟

تجلیاتِ حسن :۔

جب کوئی مرید صادق رات کی خلوت گاہ میں اپنے رب کی مناجات میں مصروف ہوتا ہے تو رات کے تمام انوار و تجلیات اس کے دن کے حصوں پر چھا جاتے ہیں اور اس کا دن اس کی رات کے زیرِ حفاظت آ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا قلب انوار و تجلیات سے معمور ہوتا ہے۔اس لئے دن کے وقت اس کی تمام حرکات و تصرفات رات کے سمٹے ہوئے انوار و تجلیات کے سرچشمے سے صادر ہوتے ہیں اور اس کا قلبِ خاکی گنبدِ حق میں محصور ہو جاتا ہے۔ جہاں اس کی حرکات و سکنات کو درست کیا جاتا ہے جیساکہ منقول ہے "جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اس کا چہرہ دن کے وقت خوبصورت ہو جاتا ہے"

اس روایت کے دو مفہوم ہیں۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ طاق چراغ کے ذریعے روشن ہوتا ہے لہٰذا جب ایمان و یقین کا چراغ دل میں موجود ہو تو رات کے وقت روغنِ عمل کی کثرت سے وہ روشن ہو جاتا ہے، چراغ کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور قالبِ خاکی کا چراغ دان بھی اس نور و ضیاء کو حاصل کرتا ہے۔

عاشقوں کی ایک جماعت بیٹھی رات چھوٹی ہونے کی بات چیت کر رہی تھی ان میں سے ایک نے کہا۔

"میں کھڑا ہوتا ہوں رات آتی ہے اور ابھی بیٹھتا بھی نہیں کہ چلی جاتی ہے"

علی بن بکارؒ نے فرمایا۔

"پچھلے چالیس برس سے مجھے صرف طلوعِ فجر سے غم ہوتا ہے" (کیونکہ فجر طلوع ہوتی ہے تو رات چلی جاتی ہے) فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ "جب آفتاب غروب ہوا تو میں اندھیرا چھانے پر خوش ہوا کہ اب پروردگار کے ساتھ خلوت ہوگی اور

Marfat.com

جب فجر ہوئی تو افسوس ہوا کہ اب لوگ آ جائیں گے۔

ابو سلیمانؒ نے فرمایا۔

"کھیل کود میں مشغول لوگوں سے زیادہ لذت شب بیداروں کو رات کی عبادت میں حاصل ہوتی ہے نیز فرمایا۔"

اگر شب بیداروں کو ان کے اعمال کا ثواب صرف شب بیداری کی لذت ہی دیا جائے تو بھی اعمال سے زیادہ اجر ہے۔"

بعض علماء نے فرمایا۔

"دنیا میں جنت سے مشابہ صرف ایک وقت ہے کہ جب شب بیدار لوگ رات کو مناجات کی حلاوت پاتے ہیں"

بعض صوفیا نے فرمایا۔

"یاد رکھو شب بیداری دنیا میں واقع ضرور ہے مگر یہ دنیا نہیں یہ تو جنت کا ایک حصہ ہے اللہ نے اس حصے کو صرف ان لوگوں پر ظاہر فرما دیا جو کہ شب بیدار ہیں تاکہ انہیں سکون حاصل ہو۔ اور ان کے سوا دوسروں کو اس کا علم نہیں۔

عتبہؒ غلام فرماتے ہیں کہ

"میں نے بیس برس رات میں مشقت پائی اور بیس برس تک اسی سے محظوظ ہوا" بعض علماء متصوفین کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کے وقت جنت پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو وہ روشن ہو جاتی ہے اور اس میں فرحت کا تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔اس کے حسن و جمال اور خوشبو میں تمام لحاظ سے دس لاکھ گنا اضافہ ہو جاتا ہے پھر جنت کہتی ہے کہ "بے شک ایمان والے کامیاب ہوئے"

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"تجھے مبارک ہو تو بادشاہوں کی جگہ ہے۔میرے عزت و جلال اور میرے رفعتِ مکانی کی قسم! میں تیرے اندر کسی ظالم' کنجوس' متکبر اور فخر کرنے والے کو رہنے کی جگہ نہیں دوں گا۔ پھر عرش پر ایک نظر ڈالتا ہے چنانچہ اس میں دس لاکھ گنا فراخی

Marfat.com

آجاتی ہے اور ہر فراخی دس لاکھ دنیاؤں سے بھی بڑی ہوتی ہے اور ہر دنیا ایسی ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں پھر وہ خوشی سے ہلنے لگتا ہے تو حاملینِ عرش پر بھاری ہو جاتا ہے حتیٰ کہ باہم تموج آنے لگتا ہے اور ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں ان کی تعداد تمام مخلوقات کے برابر اور تمام مخلوق سے کئی گنا زیادہ ہے اور عرش پکار اٹھتا ہے "تو پاک ہے جہاں بھی ہے اور جہاں بھی ہوگا"

کسی شخص کو جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی تو اس کے ساتھ خلوت کو بھی پسند کرے گا اور اس سے مناجات کرنے میں لذت پائے گا اور یہی لذت حبیب سے مناجات کی کثرت سے جاگنے کا باعث بنے گی اور اس لذت کو کچھ بعید نہیں جاننا چاہیئے کیونکہ عقل اور نقل دونوں اس کے شاہد ہیں۔

عقلی دلیل تو یہ ہے کہ جو شخص دوسرے پر خوبصورتی کی جہت سے عاشق ہو یا بادشاہ کو اس کے انعام کی وجہ سے چاہتا ہو اس کے حال کو تامّل کرو کہ خلوت میں اپنے محبوب کے ساتھ رہنے اور اس سے مناجات کرنے میں لذت پاتا ہے رات بھر اس کو نیند تک نہیں آتی اب اگر یہ کہا جائے کہ خوب صورت آدمی کو دیکھنے سے لذت ہوا کرتی ہے تو خدا تعالیٰ کو تو دیکھا نہیں جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر محبوب شخص خوبصورت پردہ کی آڑ میں یا اندھیرے مکان میں ہو تو بھی عاشق کو صرف اس کے پاس ہونے سے لذت محسوس ہوتی ہے اگرچہ اس کی طرف نہ دیکھے اور نہ کسی امر کی طمع ہو' اور عاشق کو فقط اسی میں مزہ آتا ہے کہ اپنی محبت اس کے سامنے بیان کر دے اور اپنی زبان سے اس کا ذکر اس طرح کرے کہ معشوق بھی سنے کہ یہ میرا ذکر کرتا ہے گو اس کو عاشق کی یہ باتیں معلوم ہوں مگر عاشق کو ان میں مزہ ملتا ہے۔ اب اگر یہ کہو کہ عاشق اپنے معشوق کے جواب کا منتظر رہتا ہے۔ جب اس کا جواب سنتا ہے تو اس سے لذت پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام تو سن نہیں سکتا اس میں لذت کیسے ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عاشق کو معلوم ہو جائے کہ معشوق جواب نہیں دے گا اور سن کر چپ رہے گا تو بھی اس کو اپنے حالات کہہ دینے اور

Marfat.com

مافی الضمیر کو پیش کر دینے میں لذت حاصل ہوتی ہے۔

اور اہل یقین پر اثنائے مناجات جو کیفیتیں وارد ہوتی ہیں وہ ان کیفیات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں اور ان سے لذت پاتے ہیں جیسے کوئی بادشاہ کے پاس خلوت میں ہوتا کہ رات کے وقت اپنی حاجتیں اس سے کہے اور اس کے انعام کی توقع سے لذت پائے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ سے توقع رکھنی زیادہ سچی ہے اور جو چیز اس کے پاس ہے وہ دوسروں کی چیز سے زیادہ پائیدار اور مفید ہے تو پھر اپنی حاجتوں کو اس کے حضور پیش کرنے سے خلوت میں لذت کیسے نہ ہوگی۔ اس لذت کی دلیل نقلی یہ ہے کہ شب بیدار رات کو جاگ کر لذت پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے رات کو کوتاہ جانتے ہیں جیسے عاشق شبِ وصل کو کوتاہ جانتے ہیں چنانچہ کسی نے شب بیدار سے پوچھا کہ رات کو آپ کا کیا حال ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے تو اس بات کا کبھی لحاظ نہیں کیا کیونکہ رات مجھے اپنی صورت دکھائی دیتی ہے اور ڈھل جاتی ہے میں سوچنے میں بھی نہیں پاتا کہ رات ہے ......اور دوسرے شب بیدار نے فرمایا ہے کہ میں اور رات گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑے ہیں کبھی رات مجھ سے آگے نکل جاتی ہے اور کبھی مجھ کو فکر سے علیحدہ کر دیتی ہے۔

ایک اور شخص سے پوچھا گیا کہ کس کیفیت میں رات گذارتے ہو انہوں نے فرمایا ایک گھنٹہ کی شب ہوتی ہے جس میں میری دو حالتیں ہوتیں ہیں۔ جب اندھیرا آتا دیکھتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں ابھی یہ خوشی پوری نہیں ہوتی کہ صبح ہو جانے کا غم کرتا ہوں

علی بن بکارؒ کہتے ہیں کہ چالیس برس سے مجھے اور کسی چیز کا غم نہیں ہے سوائے صبح کے کیوں کہ وہ بہت جلدی ہو جاتی ہے۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو خوش ہوتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے خلوت نصیب ہوگی اور جب آفتاب نکلتا ہے تو رنج کرتا ہوں کہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔

Marfat.com

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ شب بیداروں کو رات میں زیادہ مزہ ہے بہ نسبت اہلِ لہو کے اپنے لہو میں رہنے کے' اور اگر رات نہ ہوتی تو میں ہرگز دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا وقت نہیں جو اہلِ جنت کے مزے کے مشابہ ہو البتہ مناجات کی وہ حلاوت جو رات کو عاجزی کرنے والوں کے دلوں میں ہوتی ہے وہ جنت کی نعمتوں کے مشابہ ہے۔

بعض اکابرین فرماتے ہیں کہ مناجات کی لذت دنیا میں سے نہیں بلکہ وہ جنت کی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اسے صرف اپنے دوستوں کے لئے ظاہر کیا ہے اور ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوتی۔ ابن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کی لذتوں میں سے تین باقی ہیں۔ اول .... رات کا جاگنا..... دوئم بھائیوں سے ملنا' ..... سوئم جماعت میں نماز پڑھنا۔

ایک عارفؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سحری کے وقت شب بیداروں کے دلوں کی طرف نظر فرماتا ہے اور ان کو نور سے بھر دیتا ہے' تو فوائد ان کے دلوں میں اتر کر روشن ہو جاتے ہیں پھر ان کے دلوں سے نورِ زائد غافلوں کے دلوں کی طرف پھیلتا ہے۔

کسی مرید نے اپنے شیخ سے شکایت کی کہ میں رات بھر جاگتا ہوں کوئی تدبیر فرمائیے جس سے نیند آ جائے شیخ نے کہا بیٹا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی لپٹیں ہوا کرتی ہیں بیدار دلوں کو لگتی ہیں اور سوتے دلوں کو نہیں پہنچتیں ان لپٹوں کے لگنے کی تدبیر کر' مرید نے کہا استاد نے خوب تدبیر بتائی کہ نہ دن کو سوؤں اور نہ رات کو جاگنا چاہیئے کہ ان لپٹوں کی توقع رات کو زیادہ ہے اس لئے کہ رات کے جاگنے میں دل کی صفائی اور دوسرے کاموں سے علیحدگی ہوتی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندۂ مومن اس کو پاتا ہے اور اس میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے بہتری طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عنایت کرتا ہے۔

مناجات' ذکر اور رونا :۔

زہد الریاض میں ایک حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کے سامنے طرح طرح کی نعمتیں پیش کریں گے ان کے لئے فرش بچھائیں گے منبر رکھے جائیں گے اور ان کو مختلف قسم کے کھانے اور پھل پیش کئے جائیں گے اس وقت جنتی حیران بیٹھے ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندو! حیران کیوں ہو یہ جنت جائے حیرت نہیں ہے۔ اس وقت مومن عرض کریں گے باری تعالیٰ! تو نے ایک وعدہ فرمایا تھا۔ جس کا وقت آ پہنچا ہے تب فرشتوں کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھالو۔ فرشتے عرض کریں گے یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گنہگار تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہوگا تم حجاب اٹھا لو۔ یہ ذکر کرنے والے' سجدہ کرنیوالے' اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے اس وقت پردے اٹھا دیئے جائیں گے۔ جنتی اللہ کا دیدار ہوتے ہی سجدے میں گر جائیں گے۔ فرمانِ الٰہی ہوگا سر اٹھا لو۔ یہ جنت دارِ عمل نہیں دارِ جزا ہے اور وہ اپنے رب کو بے حجاب دیکھیں گے۔ رب فرمائے گا۔

سلام علیکم عبادی لقد رضیت عنکم فهل رضيتم عنی

"میرے بندو! تم پر سلامتی ہو میں تم سے راضی ہوں۔ کیا تم بھی مجھ سے راضی ہو!

جنتی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے' حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا' فرمانِ الٰہی کا مقصود یہ ہے اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

رات کے معمولات :۔

رات کے معمولات کی ابتدا اسی طرح ہے کہ سالکِ طریقت غروب آفتاب کے

Marfat.com

موقع پر تازہ وضو کر کے رات کا استقبال کرے اور قبلہ رو بیٹھ کر رات کی آمد اور نمازِ مغرب کا انتظار کرے اس موقع پر افضل ذکر تسبیح و استغفار ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا۔

"تم اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور رب کی حمد کی تسبیح صبح و شام پڑھو"

اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان لگاتار نماز یا تلاوت یا ذکر میں مشغول رہے ان میں بہترین صورت نماز ہے کیونکہ اگر وہ دونوں نمازوں کے درمیان نماز پڑھتا رہے تو اس کے باطن سے کدورت کے آثار مٹ جائیں گے جو مخلوق کی ملاقات ان سے میل جول اور ان کی گفتگو سننے سے پیدا ہوتے ہیں یہ تمام باتیں دل پر اثر اور خراش پیدا کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ لوگوں کی طرف دیکھنے سے بھی دل میں ایک قسم کی کدورت پیدا ہو جاتی ہے جسے وہی معلوم کر سکتا ہے جو صاف دل ہو۔ لہٰذا مخلوق کی طرف دیکھنے سے بصیرت پر وہی اثر پڑتا ہے جو آنکھ میں تنکا پڑنے سے بینائی پر ہوتا ہے اس لئے مغرب سے عشاء تک نماز میں مشغول رہنے سے اس کا اثر زائل ہو جانے کی توقع ہے۔

ان معمولات کا دوسرا اصول یہ ہے کہ عشاء کے بعد دنیاوی باتیں نہ کی جائیں کیونکہ اس وقت باتیں کرنے سے وہ نورانی تروتازگی جاتی رہتی ہے۔ جو رات کی دونوں نمازوں کے درمیان عبادت کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر سالکِ طریقت بیدار دل نہ ہو تو اس کی شب بیداری میں بھی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اگر عشاء کے بعد تازہ وضو کر لیا جائے تو اس سے شب بیداری میں بہت مدد ملتی ہے۔

ایک درویش نے خراسان کے ایک بزرگ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ رات کے وقت تین مرتبہ غسل کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ عشاء کے بعد غسل فرماتے' دوسری مرتبہ نیند سے بیداری کے بعد غسل ہوتا تھا تیسری مرتبہ صبح سے پہلے غسل فرماتے تھے۔ لہٰذا وضو اور غسل کے ذریعے شب بیداری میں بہت سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ذکر اور نماز کا عادی بننے سے بھی نیند پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس عادت سے انسان جلد بیدار

Marfat.com

ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی کو اپنے نفس اور عادت پر اعتماد ہو تو وہ تکلف اور کوشش سے وقت مقررہ پر بیدار ہو سکتا ہے ورنہ مریدوں اور طالبانِ حق کے لئے یہی مناسب ہے کہ جب انہیں خود بخود گہری نیند آئے تو وہ اسی وقت سوئیں اسی بنا پر عاشقانِ الٰہی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے "ان کی نیند مستغرق انسانوں کی سی نیند ہے اور بیماروں کی طرح ان کا کھانا ہے ان کی گفتگو ضرورت کے مطابق ہوتی ہے۔

لہٰذا جو کوئی شب بیداری کے عزمِ مصمم کے ساتھ سوئے تو اسکو شب بیداری کے لئے دوبارہ اٹھنے کی ضرور توفیق حاصل ہوگی ورنہ نفس کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کو نیند کی طرف آمادہ کیا جائے اور اس کا عادی بنایا جائے تو وہ اس میں خوب آزاد ہو جاتا ہے مگر جب اسے عزم صادق کے ساتھ جنبش دی جائے تو خوب گہری نیند سونے میں اس کو آزادی حاصل نہ ہوگی۔ عزم صادق کے ساتھ ہی وہ جنبشِ نفس ہے جس کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ "ان کے پہلو بچھونوں سے جدا ہوتے ہیں" کیونکہ یہی عزم صادق اور رات کو اٹھنے کی فکر ان کے پہلوؤں اور بچھونوں کے درمیان دوری اور جدائی پیدا کرتی ہے۔

کہتے ہیں نفس کی دو طرف نظریں ہوتیں ہیں ایک نظر جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نیچے کی طرف ہوتی ہے۔ دوسری نظر روحانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے عالمِ بالا کی طرف جاتی ہے۔ لہٰذا اربابِ ہمت کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے اس لئے جدا ہوتے ہیں کہ ان کی نظریں روحانی مدارج کی تکمیل کرنے کے لئے عالمِ بالا کی طرف ہر وقت لگی رہتی ہیں اس لئے وہ ضروری نیند سو کر نفس کا حق ادا کرتے ہیں مگر اسے نیند کی لذت سے محروم رکھتے ہیں چونکہ نفس میں خاکی اور جماوی عنصر غالب ہے اس لئے وہ تہ نشیں ہو کر اور لیٹ کر نیند سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

"اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا" چونکہ یہ چیز انسان کی سرشت میں داخل ہے اور تہ نشین ہو کر بیٹھ جانا مٹی کی خاصیت ہے اس لئے سست ہو کر بیٹھے رہنا اور سو جانا

Marfat.com

انسان کی خاصیت بن گیا ہے۔

اہل ہمت وہ اہل علم ہیں جن کے علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (الزمر ۳۹:۹)

" بھلا وہ شخص —— جو رات کے وقت خدا کا فرماں بردار ہو کر سر بسجود ہو اور عبادت کے لئے کھڑا ہو وہ آخرت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہو (بھلا ایسے بندۂ مومن اور کافر کا کیا مقابلہ)

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! فرماویں کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو رات کے وقت کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں، اہل علم قرار دیا چونکہ وہ اہلِ علم ہیں اس لئے انھوں نے اپنے نفوس کو اپنے مقام سے جنبش دیکر روحانی لذت حاصل کرنے کے لئے حقیقت کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا ہے اسی وجہ سے۔ان کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں اور وہ خوابیدہ اور غافل نہیں رہتے۔

نمازِ مغرب :۔

مغرب کی فرض نماز سے فارغ ہو تو جلد دو سنتیں پڑھے کیونکہ وہ بھی فریضہ کے ساتھ شمار ہوتی ہیں اور دو رکعتوں میں قل یاایّھاالکافرون اور قل ھواللہ احد پڑھے۔

نمازِ اوّابین :۔

اگر وہ اپنی جماعت کی مسجد میں مغرب اور عشاء کے درمیان لگاتار عبادت کرتا رہے تو اسے اعتکاف اور دونوں نمازوں کے درمیان لگا تار نماز پڑھنے کا ثواب حاصل

Marfat.com

ہوگا اور اگر اس کی رائے میں گھر جانے اور گھر میں دونوں نمازوں کے درمیان عبادت کرنے سے نہ صرف اس کا دین محفوظ رہے بلکہ خلوص اور یکسوئی بھی حاصل ہو۔ تو وہ یہ طریقہ بھی اختیار کر سکتا ہے۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کے اس قول کا مفہوم دریافت کیا گیا "ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں" ۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا "یہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنا ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا۔

"مغرب اور عشاء کے درمیان نمازیں پڑھا کرو کیونکہ یہ دن کی لغوباتوں کو دور کرتی ہیں اور اس کے آخر کو سنوارتی ہیں"۔

چاہے تو اپنے معمولات کے اوراد و ظائف نماز میں یا نماز سے باہر پڑھے اور اگر چاہے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملا کر بیس رکعتیں پڑھے اگر چاہے تو مغرب اور عشاء کے درمیان دو طویل رکعتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ ان دونوں رکعتوں میں وہ طویل قیام کرے جس میں اپنے روز مرہ ورد کے قرآن کی تلاوت کرے یا بار بار ایسی دعا پڑھے جس میں دعا اور تلاوت دونوں کا فائدہ ہو۔

نمازِ عشاء :۔

بعد ازاں عشاء سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد وہ اپنے گھر یا خلوت گاہ میں چلا جائے وہاں مزید چار رکعتیں پڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی تہجد کا ارادہ کرے تو اسے بھی ادا کرے اور تہجد کے آخر میں وتر پڑھے ان دونوں رکعتوں کی نیت وہی ہے جو بعینہٖ نفلوں کی ہوتی ہے۔

طہارتِ قلبی :۔

جس طرح پانی پاک و صاف کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح قرآن کریم بھی

Marfat.com

طہارت کا ذریعہ ہے کیونکہ دوسری چیزیں پانی کا قائم مقام بن سکتی ہیں مگر قرآن کریم اور اس کے علوم کا کوئی قائم مقام نہیں بن سکتا۔ پانی صرف ظاہری چیزوں کو صاف کرتا ہے مگر علم اور قرآن پاک باطن کو پاک و صاف کرتے اور شیطانی نجاست کو دور کرتے ہیں۔

نیند ایک قسم کی غفلت اور طبعی اثر ہے اس لئے یہ بھی شیطانی نجاست ہے کیونکہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے۔اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (تخلیق کائنات کے وقت) روئے زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لینے کا حکم دیا یہ مٹھی بھر خاک زمین کی جلد تھی۔ اس کا ظاہری حصہ تھی اور باطنی حصہ ادمۃً تھی خداوند تعالیٰ نے فرمایا "میں بشر کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں"

لہٰذا بشر اور بشریت سے مراد ظاہری صورت ہے اور ادمۃً سے مراد اس کا باطن اور آدمیت ہے یہی آدمیت دراصل اس کے اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے۔ مٹی کو ابلیس کے قدموں نے روندا تھا اسی وجہ سے اس میں تاریکی ہے اور اسی تاریکی کو آدمی کی طینت میں خمیر کیا گیا تھا۔ جس کے ذریعے برے اخلاق اور صفات پیدا ہوئے بلکہ غفلت بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا جب پانی کا استعمال اور قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے تو دونوں پاک کرنے والی چیزیں جمع ہو جاتی ہیں ان کے ذریعے شیطانی نجاست اور اس کے قدم کے اثرات کا نہ صرف ازالہ ہوتا ہے بلکہ ایسے انسان کو عالم قرار دے کر جہالت کے دائرے سے بھی نکال دیا جاتا ہے۔

باوضو سونا :۔

ایک بزرگ کا قول ہے: میں رات کے اٹھنے پر اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ اپنے رات کے کھانے کا ایک لقمہ کم کر لوں" زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لئے جائیں کیونکہ اسے معلوم نہیں آگے چل کر کیا ہو نیز وہ اپنی طہارت کی چیزیں اور مسواک کو اپنے پاس رکھے۔ اور جب سونے لگے تو طہارت سے ہو۔

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"جب بندہ طہارت کی حالت میں سوتا ہے تو اس کی روح عرش تک پہنچ جاتی ہے اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔ اور اگر بغیر طہارت کے سوتا ہے تو اس کی روح وہاں تک نہیں پہنچتی۔

ایسی طہارت جس سے سچے خواب نظر آسکیں وہ طہارت ہے جس کے ذریعے انسان کا باطن نفسانی خواہش کی خراش' حبِّ دنیا کی کدورت اور کینہ و حسد کی نجاستوں سے پاک ہو۔

"منقول ہے کہ جو شخص ایسی حالت میں لیٹے کہ وہ کسی پر ظلم کی نیت نہ رکھتا ہو اور نہ کسی سے حسد کرتا ہو تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"

جب نفس برائیوں سے پاک ہو تو آئینۂ قلب روشن ہو جاتا ہے اور خواب میں لوح محفوظ کے سامنے آکر اس میں غائب کے عجائب وغرائب منعکس ہو جاتے ہیں جو صدیقین میں سے ہوتے ہیں ان کا خواب اللہ سے مکالمہ اور گفتگو ہوتا ہے۔ اس موقع پر وہ انہیں چند احکامات دیتا ہے اور کچھ باتوں سے روکتا ہے۔ وہ لوگ یہ تمام باتیں خواب میں اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔ خواب کے یہ احکام و قوانین بعینہ ان ظاہری احکام و قوانین کی طرح ہوتے ہیں جن کی خلل اندازی سے خدا کی معصیت رونما ہوتی ہے بلکہ یہ احکام ان سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں کیونکہ ظاہری احکام کی مخالفت کا گناہ توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ مگر خواب کے یہ احکام مخصوص ہوتے ہیں جس کا صرف اس کی روحانی حالت اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر وہ اس میں کوتاہی کرے تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس کی ارادت اور عقیدت کا روحانی سلسلہ منقطع نہ ہو جائے اور وہ اللہ کی طرف سے ہٹ کر نفرت کے مقام پر نہ پہنچ جائے۔

Marfat.com

طہارت کے اثرات :-

پاک پانی کا استعمال ایک شرعی حکم ہے جو نیند کے مقابلے میں قلب کو روشن کرنے میں زبردست اثر رکھتا ہے۔ چونکہ نیند طبعی اثرات کا نتیجہ ہے اور وہ قلب کو مکدّر کر دیتی ہے لہٰذا طہارت کا نور اس تاریکی کا ازالہ کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ اگر آگ سے پکی ہوئی چیزوں کو کھا لیا جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق نماز میں قہقہہ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے خیال میں یہ فعل گناہ کی طرف مائل کرتا ہے اور گناہ وہ شیطانی نجاست ہے جس کا ازالہ پانی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات غیبت، جھوٹ اور غصے کے موقع پر بھی وضو کرتے ہیں کیونکہ ایسے موقعوں پر نفس غالب ہوتا ہے اور شیطان کا تصرف بھی ہوتا ہے۔

اگر کوئی پرہیز گار انسان جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا عادی ہو تو اس موقع پر تازہ وضو کرے جب کہ نفس مباح کاموں میں مصروف ہو یعنی وہ لوگوں سے میل جول یا گفتگو کرے یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس سے اس کی ہمت کی گرہیں کھل جانے کا اندیشہ ہو یعنی وہ بیکار باتوں یا کاموں میں لگ جائے تو ایسی صورت میں وضو کرنے سے قلب اپنی پاکیزگی و طہارت پر قائم رہ سکتا ہے بلکہ وضو اس وقت بصیرت کو صاف رکھنے میں ان پلکوں کا کام دیتا ہے جو اپنی سبک حرکات سے بینائی کو روشن رکھتی ہیں۔ اگر کوئی ان نئے نئے عارضات کے موقع پر اور بیدار ہونے کے موقع پر غسل کر لیا کرے تو اس سے اس کا قلب مزید روشن ہو جائے گا۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ انسان ہر فرض نماز کے وقت غسل کر لے تاکہ اللہ تعالیٰ کی مناجات کی تیاری کے لئے پوری کوشش صرف کر سکے۔ بلکہ ہر موقع پر سچے دل سے توبہ کر کے باطن کی صفائی بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ (الروم ۳۰: ۳۱)

Marfat.com

"اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو"
مذکورہ آیت میں رجوع کرنے کو نماز پر مقدّم کیا گیا ہے مگر یہ خدا کی مہربانی ہے اور اسلامی شریعت کی آسانیوں اور سہولتوں کا نتیجہ ہے کہ مشکلات کو دور کر کے غسل کی بجائے وضو کا حکم دیا گیا ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ایک ہی وضو سے تمام فرض نمازوں کے ادا کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے مگر خواص کی باطنی قوتیں ان سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ افضل احکام کے پابند بنیں اور اعلیٰ طریقے پر گامزن ہوں۔

عادت کی تبدیلی:۔

رات کے معمولات کا ایک اصول یہ ہے کہ وہ سوتے وقت اپنی عادت کو تبدیل کرے اگر تکیہ رکھنے کی عادت ہو تو تکیہ رکھنا چھوڑ دے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو یہ عادت بھی ترک کر دے۔ ایک بزرگ کا قول ہے "اگر میرے گھر میں شیطان ہو تو وہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں وہاں کوئی تکیہ دیکھوں کیونکہ یہ مجھے نیند کی طرف مائل کرتا ہے بہر حال تکیہ لحاف اور بچھونے کے سلسلے میں عادت کی تبدیلی کا خوشگوار اثر پڑتا ہے اور اگر کوئی ان میں سے کسی عادت کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیک نیتی کو دیکھتے ہوئے اس کے مقاصد میں سہولت پیدا فرماتا ہے۔

ایک اصول یہ ہے کہ معدہ پر کھانے کا بار نہ ہو اگر کوئی صرف اتنا کھانا کھائے جس کے ساتھ وہ بیدار مغزی کے ساتھ اللہ کا ذکر کر سکے تو اس سے رات کی عبادت میں مدد مل سکتی ہے اگر وہ محسوس کرے کہ کھانے سے معدہ پر بار پڑ گیا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ قلب پر اس کا بار اس سے زیادہ ہوتا ہے اس صورت میں وہ اس وقت تک نہ سوئے جب تک کہ وہ ذکر، تلاوت اور استغفار سے وہ کھانا ہضم نہ کرے۔

نمازِ تہجد :۔

وضو کرنے کے بعد دو نفلی رکعت میں فاتحہ کے بعد وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا

Marfat.com

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ (النساء ۴ و ۶۴)

پڑھے اور دوسری رکعت میں کوئی اور توبہ استغفار اور دعا و مناجات والی آیات پڑھے پھر استغفار کرے اور بعد ازاں دو دو کرکے آٹھ رکعت نماز تہجد ادا کرے یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قیامِ شب کی توفیق اور محرومی

قیام شب اور نیند دونوں کا انتہائی متوازن ہونا نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی حاصل ہوتا ہے جس کا قلب اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہمیشہ بیدار رہتا ہے اور اس راستے پر چلنے کی توفیق چند خاص امور سے ہی حاصل ہوتی ہے اس راہ کا یہی زادِ راہ ہے اور زادِ راہ کے بغیر سفر طے نہیں ہو سکتا۔ اب جو شخص اس راہ پر چلنا چاہے تو اس کی تدابیر اختیار کرے اور اس کا زادِ راہ حاصل کرے قیامِ شب کی توفیق حسب ذیل کاموں سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ دل میں ایک دائمی غم داخل ہو جائے (جو اسے بے چین کئے رکھے)۔

۲۔ ایک دائمی بیداری قلب میں آجائے جو اسے بیدار رکھے۔

۳۔ وہ شخص ملکوت میں فکر کرتا رہے۔

۴۔ کھانے سے معدہ خالی ہو اور پینے میں بھی کمی ہو۔

۵۔ دن میں قیلولہ کر لیا کرے۔

۶۔ امورِ دنیا میں بدن کو نہ تھکائے۔

۷۔ مرید پوری محنت سے قیامِ شب کی عادت ڈالے حتیٰ کہ وہ شب بیداری سے مانوس ہو جائے بلکہ دل کے خوف و رجا کے باعث یہ عزم اس کے دل میں پختہ ہو جائے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

"میرا صحیح ترین بندہ وہ ہے جو قیامِ لیل کے لئے مرغ کی آواز کا انتظار نہ کرے" یعنی

Marfat.com

اسمیں سحری سے پہلے ہی قیام شب کی آمادگی پائی جاتی ہو۔ اور آخری رات میں سونا دو وجوہ سے مستحب سمجھا جاتا ہے۔

ا۔ اس سے صبح کی نماز میں اونگھ سے نجات مل جاتی ہے۔ صحابہؓ کرام صبح کی نماز میں اونگھنے کو برا سمجھتے اور جو اونگھ رہا ہوتا اسے نماز فجر کے بعد سونے کا حکم دیتے۔

۲۔ اس سے چہرے کی زردی بھی کم ہو جاتی ہے اگر بندہ رات کا بیشتر حصہ عبادت کرتا رہے اور سحری کے وقت نیند کرلے تو صبح کے وقت اونگھ ختم ہو جائے گی۔ اور چہرے کی زردی بھی غائب ہو جائے گی اور اگر رات کا اکثر حصہ سوتا رہے مگر سحری کو بیدار رہے تو صبح کی نماز میں اونگھ ہوگی۔

محرومی کی وجہ :۔

شیخ حسنؒ سے کسی نے دریافت کیا' اے ابو سعید! میں تندرستی کی حالت میں رات بسر کرتا ہوں عبادت کے لئے رات کو اٹھنا چاہتا ہوں اور اپنا سامانِ طہارت و وضو بھی تیار رکھتا ہوں پھر کیا بات ہے کہ میں نہیں اٹھ سکتا۔ انہوں نے فرمایا "تمہارے گناہوں نے تمہیں مقید کر لیا ہے" اس لئے دن کے وقت گناہوں سے بچنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ رات کے وقت کو مقید کرلیں۔

شیخ نوریؒ فرماتے ہیں کہ "میں کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے سات مہینے تک شب بیداری سے محروم رہا" ان سے پوچھا گیا وہ کونسا گناہ تھا تو فرمایا "میں نے ایک آدمی کو روتے دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ یہ ریاکاری ہے۔

بعض حضرات نرم بستر تکیہ وغیرہ کی تمام سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر ان کے اس فعل پر انہیں سزا نہیں دی جاتی یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے کاموں کی اندرونی اور بیرونی تمام کیفیتوں سے واقف ہوتے ہیں چنانچہ وہ اپنی وسعتِ علم اور حسن نیت کی بدولت کئی شب بیداروں سے بازی جیت جاتے ہیں۔

بعض سلف کا فرمان ہے کہ' ایسا تاجر حساب کی سختی سے کس طرح بچ سکتا ہے جو دن کو فضولیات میں لگا رہے اور رات کو پڑا سوتا رہے؟

Marfat.com

بعض کا فرمان ہے کہ

میں کرز بن وبرہؒ کے پاس گیا وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا..... کیا بات ہے کیا کسی قریبی کی وفات ہو گئی؟ فرمایا اس سے بھی سخت بات ہے۔ میں نے پوچھا کوئی تکلیف اور درد ہے؟ فرمایا .... اس سے بھی سخت تر بات ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ آخر کیا بات ہے؟...... فرمایا کہ میرا دروازہ بند ہے' پردہ لٹک رہا ہے اور گذشتہ رات کو میں اپنا ورد نہیں کر سکا یہ صرف ایک گناہ کے باعث ہوا۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ بندہ ایک گناہ کرتا ہے اس کی وجہ سے شب بیداری اور دن کے روزے سے محروم ہو جاتا ہے۔

بعض علماء کا فرمان ہے کہ

اے مسکین آدمی جب روزہ رکھو تو دیکھو کہ کس کے پاس افطار کر رہے ہو؟ اور کس کھانے پر افطار کر رہے ہو؟ اس لئے کہ کبھی بندہ ایسا کھانا کھا لیتا ہے کہ اس کی نحوست سے اس کی پہلی حالت بگڑ جاتی ہے اور پہلے والی اچھی حالت لوٹ کر نہیں آتی۔

ایک اور شیخ فرماتے ہیں

کئی ایسے کھانے ہوتے ہیں کہ جو قیامِ شب میں رکاوٹ ہوتے ہیں کئی نظریں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے تلاوت سے محرومی ہو جاتی ہے بندہ ایک کھانا کھاتا یا ایک کام کرتا ہے تو اس کی نحوست کے باعث ایک سال تک شب بیداری سے محروم ہو جاتا ہے اب اگر مزید تلاش کرو گے تو مزید نقصان معلوم ہو جائے گا اور گناہوں کی کمی سے تلاش کی راہ ملے گی۔

حضرت فضلؒ فرماتے ہیں کہ

اگر شروع میں مجھے قرآن کا فہم اور قیامِ لیل کا معاملہ حاصل ہو جاتا تو جس قدر میں نے حدیث لکھی ہے وہ نہ لکھ سکتا اور مجھے قرآن کے بغیر کوئی انہماک نہ ہوتا۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ رات کی طویل عبادت قیامت کی راحتیں ہیں اور رات کی نماز کبیرہ

Marfat.com

گناہوں کا کفارہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ فرائض میں جو نقصان ہوگا وہ رات کی نماز سے پورا کیا جائے گا صحابہ کرامؓ دن کی نماز میں رکوع و سجود کی کثرت پسند فرماتے اور رات کی نماز میں طویل قیام پسند فرماتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اب اگر وہ اٹھ بیٹھا اور اللہ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل گئی اور اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل گئی اور اگر نماز پڑھ لی تو تمام گرہیں کھل گئیں۔ اب اس نے فرحت کے ساتھ اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کی ورنہ وہ سست اور ناپاک نفس ہو کر صبح کرے گا۔

قیامِ شب پر تین باتوں سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۔ حلال کھانا ۲۔ توبہ پر ثابت قدمی

۳۔ عذاب کے خطرہ کا غم یا ثواب کی امید کا شوق۔

جن چیزوں کی وجہ سے بندہ قیامِ شب سے محروم ہو جاتا ہے یا اس کے ساتھ ساتھ اسے طولِ غفلت کی سزا ملتی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ مشتبہ چیزوں کا کھانا۔ ۲۔ گناہوں پر اصرار کرنا۔۳دل پر دنیا کے غم کا غلبہ ہو جانا۔

مزید یہ کہ شب بیداری میں درج ذیل چیزیں بھی حائل ہوتی ہیں۔ دنیا کے بہت سے کاموں میں مشغول رہنا' اعضاء کا تھک جانا' شکم سیر' بہت زیادہ باتیں کرنا اور شور و غل کرنا۔ نیز دن کا قیلولہ ترک کرنا۔ بہر حال کامیاب وہی ہے جو اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اپنے ورد اور اس کی دوا سے واقف ہو اور اس میں غفلت نہ اختیار کرے ورنہ اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت معاذؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ کی حضرت ابو موسیٰؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا قیام شب کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ "میں ساری رات قیام کرتا ہوں اور بالکل نہیں سوتا اور میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ۔

میں تو سوتا ہوں پھر اٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور میں جس طرح قیام شب میں سے حصہ لیتا ہوں اسی طرح نیند میں سے بھی حصہ لیتا ہوں" آخر دونوں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "معاذؓ تجھ سے زیادہ سمجھدار ہے"۔

بعض اسلاف کا طریقہ یہ تھا کہ جب تک نیند کا غلبہ نہ ہوتا وہ نہیں سوتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "رات کو نماز پڑھا کرو چاہے بکری کا دودھ دوہنے کی مدت بھر پڑھو" کبھی یہ چار رکعت کی مقدار ہوتی ہے اور کبھی دو رکعت کی مقدار ہوتی ہے۔

حضرت ابو سلیمان فرماتے ہیں کہ جو دن میں نیکی کرے گا اسے رات میں اجر ملے گا اور جو رات میں نیکی کرے گا اسے اسی دن میں اجر ملیگا۔

شب بیداروں کے چار گروہ :۔

حضرت ابو سلیمان فرماتے ہیں کہ شب بیداروں کے چار گروہ ہیں۔

۱۔ اول شب میں عبادت کرنے والے۔

۲۔ نصف شب میں عبادت کرنے والے۔

۳۔ آخر شب میں عبادت کرنے والے۔

۴۔ ساری رات عبادت کرنے والے۔

اول شب کی عبادت کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

نصف شب کی عبادت :۔

روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے ایک دفعہ عرض کیا "اے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ میں تیری عبادت کروں تو کس وقت عبادت کے لئے اٹھوں اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی۔ "اے داؤدؑ تم نہ تو رات کے شروع میں اور نہ رات کے آخر میں اٹھا

Marfat.com

کرو کیونکہ جو رات کے اول وقت میں اٹھ کر عبادت کرتا ہے تو وہ رات کے آخر وقت میں سوتا ہے اور جو آخر وقت میں اٹھتا ہے وہ اول وقت میں سوتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ آدھی رات کے وقت اٹھا کرو تاکہ تمہیں بھی میرے ساتھ خلوت میسّر ہو اور میں تمہارے ساتھ تنہا رہوں۔ (اسی وقت) اپنی ضروریات میرے سامنے پیش کرو۔

آخرِ شب کی عبادت :۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں نوافل اور وتر ادا فرماتے پھر اگر آپؐ کو حاجت ہوتی تو زوجہ محترمہ کے پاس آتے ورنہ حضرت بلالؓ کے آنے تک جائے نماز پر ہی لیٹ جاتے (جب بلالؓ آتے) وہ نماز کی اطلاع دیتے نیز فرماتیں ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحری کے وقت سوتے ہی دیکھا یعنی آپؐ کا یہ زیادہ تر معمول تھا۔

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں وتر ادا کر لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے آخر حضرت بلالؓ آتے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے ہمراہ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے۔ چنانچہ نمازِ صبح سے پہلے اور وتر پڑھنے کے بعد اسلافؒ لیٹ جانے کو پسند کرتے بلکہ بعض اسے سنت بتاتے ہیں مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت مروانؓ کے نزدیک یہ سنت ہے۔

اہل حضور اور اہلِ مشاہدہ حضرات کے لئے آخری شب خصوصاً آخری تہائی شب میں سو لینا مشاہدہ میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے اس وقت ان پر ملکوتی باتیں کھلتی ہیں اور جبروتی علوم سننے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح مجاہدہ کرنیوالوں اور کام کرنیوالوں کے لئے یہ چیز سامان راحت و سکون ہوتی ہے۔

ساری رات عبادت کرنے والے :۔

کئی بزرگان دین ایسے ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے اور صحت کے ساتھ مروی ہے کہ وہ تیس تیس سال اور چالیس چالیس برس تک پوری پوری رات اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔

چالیس کے قریب ایسے تابعیؒ ہیں جو تیس سے لے چالیس سال تک رات بھر جاگتے رہے اور عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتے رہے ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت سعید بن مسیبؒ۔ حضرت صفوان بن سلیم مدنیؒ حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت ابو سلیمان دارانیؒ علی بن بکار شامیؒ وہیب بن ورد مکیؒ طاؤسؒ وہب بن منبہؒ یمانیؒ ربیع بن خثیمؒ حکم بن حسینہ کوفیؒ ابو عبداللہ حواصؒ ابو عاصم عبادیؒ حبیب ابو محمدؒ ابو جابر سلمان فارسیؒ مالک بن دینارؒ سلیمان تیمیؒ یزید رقاشیؒ حبیب بن ابی ثابت بصریؒ یحیٰ البکاء بصریؒ موخر الذکر ایک ماہ میں نوے بار قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ اور اگر آیت نہ سمجھتے تو اسے دوبارہ پڑھتے۔ مدینہ میں سے اکثر ایسے لوگ ملتے ہیں، ابو حاتمؒ اور محمد بن منکدرؒ جیسے مدنی تابعین اس میں مشہور ہیں۔

قیام لیل میں آسانی پیدا کرنے والے اسباب :۔

ظاہری اسباب :۔

رات کا اٹھنا انسان کے لئے مشکل ہے مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ اس کے سہل ہونے کی ظاہری اور باطنی شرطیں بجالاتے ہیں۔

ظاہری شرائط چار ہیں۔

اول: پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا کم کھائے کیونکہ کھانا بہت کھانے سے پانی بہت پیئے گا پھر نیند بھی بہت آئے گی اور اٹھنا بھاری پڑ جائے گا۔

بعض شیخ ہر شب دسترخواں پر کھڑے ہو کر کہتے کہ اے مریدو! بہت مت کھاؤ ورنہ پانی بہت پیو گے پھر بہت سوؤ گے اور مرنے کے وقت بہت پچھتاؤ گے اور معدہ کو غذا کی ثقالت سے ہلکا رکھنا چاہیئے۔

دوم: دوسری شرط یہ ہے کہ دن کے وقت اپنے نفس کو ایسی مشقت میں نہ ڈالے جس

Marfat.com

سے اعضاء چور ہو جائیں اور پٹھے ست پڑ جائیں کیونکہ اس وجہ سے بھی نیند آتی ہے۔

سوم: تیسری شرط یہ ہے کہ دن کے وقت سونا نہ چھوڑے کیونکہ رات کے وقت اٹھنے کے لئے دن کو سونا سنت ہے۔

چہارم: چوتھی شرط یہ ہے کہ دن کو گناہ نہ کرے کیونکہ دن کو گناہ کرنا دل کو سخت کرتا ہے اور بندہ اور سامانِ رحمت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت حسنؒ سے کہا میں آرام سے سوتا رہتا ہوں اور رات کے اٹھنے کو دوست رکھتا ہوں اور وضو کا پانی تیار رکھتا ہوں پھر مجھے کیا ہوا ہے کہ جاگتا نہیں آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے روک رکھا ہے اور حضرت حسنؒ جب بازار میں جاکر لوگوں کی آواز اور بے کار باتیں سنتے تو فرماتے کہ میری سمجھ میں ان لوگوں کی رات بڑی ہے کیونکہ یہ دن کو نہیں سوتے۔

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص سے با جماعت نماز بغیر کسی گناہ کے فوت نہیں ہوتی اور فرمایا کرتے تھے کہ رات کو احتلام ہونا ایک سزا ہے اور جنابت کے معنیٰ دوری کے ہیں۔

اکابرین فرماتے ہیں کہ بہت سے لقمے ایسے ہیں جو تہجد کے مانع ہوتے ہیں اور اکثر نگاہیں ایسی ہیں جو سورۃ پڑھنے کے مانع ہیں اور بندہ ایک غذا کھاتا ہے اور ایک کام کرتا ہے جس سے اس روز کی تہجد سے محروم ہو جاتا ہے اور جس طرح نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے اسی طرح فحاشی اور برائی بھی نماز اور خیر کے کاموں سے روکتی ہے۔

باطنی اسباب :-

تہجد کے وقت اٹھنے کے لئے باطنی اسباب بھی چار ہیں۔

اول۔ مسلمانوں کے کینے اور بدعتوں اور فضول تر دنیوی باتوں سے صاف ہونا اس لئے کہ جس شخص کا دل فکرِ دنیا کی تدبیر میں ڈوبا رہتا ہے اس کو رات کو اٹھنا نصیب

Marfat.com

نہیں ہوتا اور اگر اٹھتا ہے تو نماز میں تامل نہیں کرتا اور وسوسے اس کے دل کو گھیرے رکھتے ہیں۔

دوم۔ دل پر ہر وقت خوف کا غالب رہنا اور جینے کی توقع کم ہونا کیونکہ جب آخرت کے حالات اور دوزخ کے طبقات کو سوچے گا تو اس کی نیند اڑ جائے گی اور خوف بڑھ جائے گا۔ اور جیسے مروی ہے کہ ایک غلام صہیب نامی بصرہ میں تھا تمام رات جاگا کرتا اس کی مالکہ نے اس سے کہا تیرا رات بھر کا جاگنا تیرے وقت پر کام کرنے میں حارج ہے اس نے کہا صہیب کو جب دوزخ کی یاد آتی ہے تو نیند نہیں آتی۔

اور ایک دوسرا غلام بھی رات کو نہ سوتا تھا کسی نے کہا رات بھر کیوں جاگتا ہے؟ اس نے جواب دیا جب دوزخ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو خوف زیادہ لگتا ہے اور جب جنت کو یاد کرتا ہوں تو شوق زیادہ ہوتا ہے اس لئے سو نہیں سکتا۔

سوم: قیامِ شب میں آسانی پیدا کرنے والے اسباب میں سے تیسرا سبب یہ ہے کہ عبادت کرنے والا ان آیات و اخبار و آثار سے جو رات کی فضیلت میں مذکور ہوئے ہیں' جاگنے کا ثواب معلوم کرے۔ اور اپنی توقع اور شوقِ ثواب کو مستحکم کرے تاکہ طلب مزید اور جنت کے درجات کی رغبت میں شوق پیدا ہو۔

چنانچہ مروی ہے کہ کوئی نیک بخت شخص جہاد سے لوٹ کر اپنے گھر آیا بیوی نے بستر تیار کیا اور انتظار کرتی رہی وہ بزرگ مسجد میں جا کر صبح تک نماز پڑھتے رہے انہوں نے کہا رات کے وقت جنت کی ایک حور کی سوچ میں تھا رات بھر اس کے اشتیاق میں جاگتا رہا اور گھر اور بیوی کو بھول گیا۔

چہارم۔ چوتھا سبب اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس بات پر اعتقاد قوی ہے کہ عبادت میں جو حرف بولتا ہوں اس سے اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کرتا ہوں اور وہ میرے حال پر مطلع ہے۔

اور اس کے ساتھ جو کچھ دل میں خطرہ ہو اس کا مشاہدہ کرے اور جانے کہ یہ تمام خطرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ساتھ خطاب کے ہیں۔

Marfat.com

رات کو سونے کے آداب :-

رات کو سونے کے کل دس آداب ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
اول۔طہارت اور مسواک کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب بندہ طہارت کے ساتھ سوتا ہے تو اس کی روح کو عرش تک لے جایا جاتا ہے اس کی وجہ سے اس کا خواب سچا ہوتا ہے اور اگر طہارت کے ساتھ نہیں سوتا تو اس کی روح وہاں تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہے اس وقت جو خواب دیکھتا ہے وہ پراگندہ ہوتا ہے سچ نہیں ہوتا اس حدیث میں طہارت سے مراد ظاہر و باطن دونوں کی پاکیزگی ہے اور غیب کے حجابوں کے بر طرف ہونے میں باطن ہی کی طہارت موثر ہے۔
دوم۔ دوسرا یہ کہ مسواک اور وضو کا پانی اپنے سرہانے رکھ لے اور رات کو اٹھنے کی نیت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات میں کئی دفع مسواک کرتے ہر سونے کے وقت اور ہر جاگنے کے وقت۔ اور اگر اکابرین کو وضو کے لئے پانی نہ ملتا تو صرف اعضاء کو پانی سے مسح کر لیتے تھے۔ اور اگر اس قدر بھی پانی نہ ملتا تو قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر اور دعا اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور قدرت کے تفکر میں مشغول ہو جاتے۔ یہی تہجد کے قائم مقام ہو جاتا تھا۔ ... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر لیٹے اور اس کی نیت یہ ہو کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھوں گا۔ پھر صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلے تو جو کچھ اس نے نیت کی تھی وہ اس کے لئے لکھی جائے گی۔ یعنی تہجد پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اور اس کا سو جانا خدا تعالیٰ کا صدقہ اس کے حق میں ہوگا۔
سوم۔ ہر ایک گناہ سے توبہ کر کے سب مسلمانوں سے صاف دل ہو کر سو جائے نہ کسی کے ستانے کا ذکر اپنے دل میں کرے اور اٹھنے کے بعد کسی گناہ کا ارادہ بھی نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے بستر پر لیٹے اور کسی کو ستانے کی نیت نہ رکھتا ہو تو جو کچھ اس نے گناہ کیا ہوگا" بخشا جائے گا۔
چہارم۔ عمدہ بچھونے بچھانے سے آرام طلب نہ ہو بلکہ بچھونے کو ترک کرے

Marfat.com

یا اس کے بلب میں میانہ روی اختیار کرے۔

بعض اکابرین سلف بچھونا بچھانا مکروہ جانتے تھے اور سونے کے لئے اس کو تکلف سمجھتے تھے۔ اور اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم سونے کے لئے زمین پر اپنے نیچے کچھ نہ ڈالتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہم خاک ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی میں جائیں گے اور اس امر کو اپنے دلوں کی نرمی اور نفسوں کی تواضع میں زیادہ مؤثر جانتے تھے پس اگر کسی شخص کا دل اس مشقت کو گوارہ نہ کرے تو اوسط درجہ کا بچھونا بچھائے۔

پنجم۔ جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو اس وقت تک نہ سوئے اور زبردستی نیند کو اپنے اوپر نہ لائے۔ ہاں اس صورت میں کہ اگر آخری شب کو اٹھنا چاہتا ہو تو پھر سو جائے تاکہ آخری شب میں آسانی سے اٹھ جائے۔

اکابرین سلف کا سونا غلبۂ نیند کی حالت میں ہوا کرتا تھا۔ اور کھانا فاقہ کی صورت میں اور بولنا ضرورت کے وقت میں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان فرمایا۔ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ "وہ رات کو کم سویا کرتے ہیں" اور اگر نیند اتنی غالب ہو کہ نماز اور ذکر سے مانع ہو اور یہ نہ جانے کہ کیا کہہ رہا ہے تو چاہئے کہ سو جائے۔

اور حضرت ابن عباس بیٹھ کر اونگھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ "رات میں سختی مت کھینچو" کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں عورت نماز پڑھتی ہے جب اس پر نیند غالب ہوتی ہے تو ایک رسی میں لٹک جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی ممانعت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا "تم میں سے کوئی جس قدر ہو سکے رات کو نماز پڑھے اور جب نیند کا غلبہ ہو جائے تو سو جائے۔ مزید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی قدر عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ ہرگز نہیں تھکتا۔ جب تک تم نہ تھکو اور فرمایا "اس دین میں سے بہتر وہ ہے جو آسان تر ہو" کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص نماز پڑھتا ہے اور سوتا نہیں اور روزے رکھتا ہے تو افطار نہیں کرتا تو

Marfat.com

آپ ؐ نے فرمایا" میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ یہ میرا طریق ہے جو اس طریق سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں" اور فرمایا کہ اس دین سے مقابلہ نہ کیا کرو یہ مضبوط ہے اور جو کوئی اس سے مقابلہ کرے گا یعنی بتکلف اپنی طاقت سے زیادہ کام کا التزام اپنے ذمہ کرے گا تو دین ہی اس پر غالب آئے گا۔ پس اپنے نفس کے نزدیک عبادتِ الٰہی کو برا نہ ٹھہراؤ۔

ششم۔ قبلہ رخ ہو کر سوئے' قبلہ رخ ہونا دو طرح ہے ایک اس طرح جیسے مرنے والا لٹایا جاتا ہے یعنی چت لیٹے کہ منہ اور تلوے قبلہ کی طرف ہوں دوسری صورت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لیٹ کر منہ اور بدن کا سامنے کا حصہ قبلہ کی طرف کرے۔

ہفتم۔ سونے کے وقت کلمۂ شہادت توبہ و استغفار' درود شریف تسبیح و تحمید اور تکبیر کے جو کلمات بھی یاد ہوں ان کا ذکر کرے علاوہ ازیں اپنے بزرگوں کی تلقین کے مطابق دعائیں اور اوراد پڑھے" تاکہ سوتے ہوئے توبہ اور رجوع الی اللہ کی کیفیت کے ساتھ سوئے۔

ہشتم۔ سونے کے وقت یہ بیان کرے کہ سونا ایک طرح کی وفات ہے اور جاگنا ایک طرح کا جی اٹھنا ہے۔حضرت کعب احبار ؓ نے فرمایا کہ جب تو سوئے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ اور منہ قبلہ کی طرف کر۔سونا بھی ایک مرنا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تو اپنے رخسار مبارک داہنے ہاتھ پر رکھ لیتے اور جانتے کہ اسی رات میں وفات پاؤں گا۔ غرض کہ بندے کا حق یہ ہے کہ سوتے وقت اپنے دل کو ٹٹولے کہ کس بات پر سوتا ہے اور اس وقت دل پر کیا چیز غالب ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت یا اس کے ملنے کی محبت یا دنیا کی محبت زیادہ ہے اس کے بعد یقین کرلے کہ میری موت بھی اسی حال پر ہوگی جو دل پر غالب ہے اور اسی پر حشر ہوگا۔ آدمی جس شخص اور جس چیز کے ساتھ محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ رہتا ہے۔

Marfat.com

نہم۔ جاگنے کے وقت دعا پڑھنا۔ جب کبھی جاگے اور کروٹ لے اس وقت وہ دعا پڑھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ **لا الہ الا اللہ واحد القہار رب السموت والارض وما بینھما العزیز الغفار** اور کوشش کرے کہ سونے کے وقت بھی دل پر خدا تعالیٰ کا ذکر جاری رہے اور جاگنے کے وقت بھی ذکر اللہ دل پر جاری رہے یہ محبت کی پہچان ہے اور ان دونوں حالتوں میں دل اسی چیز کے ساتھ رہے گا جو اس پر غالب ہو محبت دل کے اندر سے معلوم ہوا کرتی ہے اور ذکرِ الٰہی اسی لئے مستحب ہے کہ دل کو اللہ کے ذکر کی طرف کشش ہو۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی آیات تلاوت فرماتے اور دعائے نور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے مرغوب اوراد میں سے تھی۔

قیامِ لیل اور سلف صالحین کا عمل :۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گرمی ہو یا جاڑا ہر حال میں قیامِ لیل پر مداومت کرتے ہیں گویا کہ یہ ان پر فرض ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ جو فقیر رات کے وقت نیند کے غلبہ کے بغیر سو جائے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا اس عمل سے بہت سے فقراء غافل ہیں اور وہ عوام اور اہلِ دنیا کی طرح آرام سے سوتے ہیں بعض تو ہر صبح حمام میں جاتے ہیں اور طلوعِ آفتاب تک وہاں سے نہیں نکلتے۔ یہ لوگ حمام میں بغیر کسی شرعی ضرورت کے محض حظ نفسانی کے لئے جاتے ہیں۔وہ شیخ نہایت برا ہے جو ہر روز صبح کے وقت حمام میں جائے اور عوام الناس اور مریدین اس کی یہ حالت دیکھیں۔

میدانِ شب کے شہسوار بزرگ شیخ محمد بن عنانؒ ہیں جن کا معمول ہر شب پانچسو رکعت تھا اور شیخ صالح صاحب احوال و کرامات شیخ فرج جو نائیہ شان شلمون واقع شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ وہ حضرت محمد بن عنان کے پاس آتے اور فرماتے اھلاً برائی الشیب کیونکہ وہ قیامِ لیل پر مداومت فرماتے تھے ان کا معمول تھا کہ سردی کے

Marfat.com

موسم میں بھی تہجد کی نماز چھت پر پڑھتے تھے۔

قربِ الٰہی کا حصول :۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم شب بیداری کا التزام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا راستہ ہے اور اس سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان گناہوں سے رکتا ہے اور جسم سے بیماری زائل ہوتی ہے۔
حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ فرمایا کرتی تھیں اے بیٹے! تو رات کو نہ سویا کر کیونکہ جو رات کو سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ آئے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اے داؤد! جو شخص میری محبت کا دعویدار ہے اور جب رات ہوتی ہے تو سو جاتا ہے وہ کذاب ہے۔
حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس شخص پر فخر کرتے ہیں جو سردیوں کی رات میں تہجد کے لئے اٹھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیکھو! میرا بندہ لحاف سے نکلا ہے اور اس نے میری خاطر دنیا کو اور اپنی پیاری بیوی کو ترک کیا ہے اور میرا کلام پڑھ کر مجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ تم گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول :۔

حضرت عمر فاروقؓ کا یہ حال تھا کہ جب قیام شب کی کوئی آیت آتی تو غش کھا کر گر جاتے یہاں تک کہ کئی دن تک ان کی عیادت کی جاتی وہ اپنے ایامِ خلافت میں نہ رات کو سوتے اور نہ دن کو بلکہ کبھی بیٹھے بیٹھے غنودگی سی ہو جاتی۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں اور مجھے اس کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔

عبداللہ بن عمرؓ جب تمام لوگ سو جاتے تو تہجد کے لئے اٹھتے اور صبح تک ان کی

Marfat.com

آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی سی سنائی دیتی۔ حضرت سفیان ثوریؒ جب غفلت سے زیادہ کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے "جب گدھے کو چارا زیادہ دیا جاتا ہے تو بھاری بوجھ اٹھانے میں اس سے کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔"

حضرت طاؤسؒ رات کو اپنا بستر بچھاتے اور صبح تک اس پر کروٹیں لیتے رہتے اور بالکل نہ سوتے بسا اوقات عشاء سے صبح تک ٹکٹکی باندھے کھڑے رہتے اور کئی دفعہ سر نیچے کئے فجر تک بیٹھے رہتے اور کلام نہ کرتے۔ آپ فرماتے کہ جہنم کا ڈر عبادت گزاروں کی نیند اٹھا لے گیا۔

سلف صالحین اس شخص کو جو تہجد کے لئے نہ اٹھتا اور سویا رہتا چہرے سے پہچان لیتے اور فرماتے، ہم نے تجھے اللہ کے حضور میں نہیں دیکھا حالانکہ فلاں فلاں حاضر تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف تحائف بھیجتے وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس بنا پر نکتہ چینی کرتے کہ وہ ایسے بستر پر سوئیں جو ان کے لئے بچھایا گیا ہو۔ ایک بزرگ سفر سے واپس آکر بستر پر بیٹھے تو تھکان کی وجہ سے رات کے ورد سے چوک گئے اس پر انہوں نے قسم کھائی کہ مرتے دم تک بستر پر نہیں سوؤں گا۔

عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمتہ اللہ علیہ کے لئے بستر بچھایا جاتا تو وہ بستر کو ہاتھ لگا کر فرماتے تو نہایت نرم ہے مگر جنت کے بستر تجھ سے بھی زیادہ نرم ہیں پھر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح تک پڑھتے رہتے۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ میں شب کو قیام کرتا ہوں پھر فجر ہوتی ہے تو میرا دل دھڑکتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ دن نکل آیا ہے جس میں بڑی بڑی مصیبتیں ہیں۔

بشر حافیؒ، ابو حنیفہؒ، یزید رقاشیؒ، مالک بن دینارؒ، سفیان ثوریؒ، ابراہیم بن ادہمؒ رحمتہ اللہ علیہم، مرتے دم تک ہمیشہ تمام رات قیام کرتے تھے۔

ایک دفعہ لوگوں نے حضرت بشر حافیؒ سے کہا آپ رات کو ایک ساعت استراحت کیوں نہیں کرتے وہ کہتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اتنا قیام فرمایا ہے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ اور ان میں سے خون ٹپکنے لگتا تھا

Marfat.com

حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے معصوم کر دیا تھا جبکہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے میرا ایک گناہ بھی معاف کیا ہے یا نہیں۔

گناہگار پر قیامِ لیل بوجھل ہوتا ہے :۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے جو شخص قیامِ لیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ایسا کرتا ہے پس تم ہر شب غروب کے وقت اپنے نفوس کو پاک کر کے اللہ کے حضور توبہ کرو۔ تاکہ اب تو قیام کر سکو۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ رات کا قیام اس شخص پر بوجھل ہوتا ہے جس کو گناہوں نے بوجھل کر رکھا ہے۔

ابوالاحوصؒ فرماتے تھے ہم نے ایسے علماء اور عابدین کو دیکھا ہے جو تمام رات سوتے تھے اور جب میں رات کو کسی مکان یا مسجد کے پاس سے گذرتا تو اس میں سے شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی آواز آتی تھی۔ لیکن ہمارے زمانہ کے لوگوں کو کیا ہوا کہ جس بات سے سلف صالحین ڈرتے تھے اس سے یہ بے خطر ہو گئے ہیں۔ ابن اثیم رضی اللہ عنہ عشاء سے فجر تک قدم جمائے نماز میں کھڑے رہتے پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے اے اللہ! مجھے آگ سے بچا لے کیونکہ میرے جیسا شخص اس قابل نہیں ہے کہ تجھ سے جنت کا سوال کر سکے۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی نصیحت :۔

ابراہیم بن ادھمؒ سے کسی نے کہا میں رات کو قیام نہیں کر سکتا مجھے اس کا علاج بتائیں۔انہوں نے فرمایا دن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر۔ وہ تجھے رات کو اپنے سامنے کھڑا کرلے گا۔ کیونکہ رات میں اس کے سامنے کھڑے ہونا نہایت شرف کی بات ہے اور عاصی اس شرف کا مستحق نہیں ہے۔

حجۃ الغلامؒ جب رات کو نماز کے لئے وضو کرتے تو فرماتے۔۔ اے اللہ۔ میں

Marfat.com

نے اپنے نفس پر گناہوں اور برائیوں کا اتنا بوجھ لادا ہے جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے حتیٰ کہ میں زمین میں دھنسا دیے جانے' مسخ کر دیئے جانے اور آگ میں داخل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں' میں تیرے سامنے تمام عرض معروض کرنیوالوں کے پیچھے کھڑا ہوتا ہوں اس امید پر کہ شائد تو ان میں سے کسی کو معاف کرے تو مجھے بھی مغفرت کا کچھ حصہ مل جائے۔

رابعہ عدویہؒ کا معمول :۔

رابعہ عدویہؒ ہر رات کو وضو کر کے خوشبو لگاتیں پھر اپنے خاوند سے کہتیں کیا آپ کو کچھ ضرورت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ نہیں تو پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں۔ اور اول شب میں دعا کرتیں کہ اے اللہ! تمام آنکھیں سو گئیں ہیں اور ستارے نیچے چلے گئے ہیں اور دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں لیکن ایک تیرا دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ پھر وہ نماز کے لئے قدم درست کرتیں اور فرماتیں تیری عزت و جلال کی قسم میں جب تک زندہ ہوں تیرے سامنے ہر شب یوں ہی کھڑی رہوں گی۔

شب بیداری کے فضائل میں اقوال :۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ کم کھایا کرو تاکہ رات کو قیام کر سکو۔ ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ تمام رات نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو کہتے اٹھو نماز پڑھو۔ کیونکہ رات کی نماز یومِ قیامت کے اہوال سے بہت آسان ہے۔

ابو الجویریہؒ فرماتے تھے میں چھ ماہ تک امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ رہا اور ان سے علیحدہ نہیں ہوا۔ میں نے ان کو کسی رات بھی زمین پر پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا رات کے لئے کوئی بستر نہ ہوتا تھا۔ سفیان ثوریؒ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی عابد' زاہد اور پرہیز گار نہیں دیکھا۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے' مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب رات کو تجلی فرماتا ہے تو کہتا ہے کہاں ہیں وہ جو دن میں میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے؟ کیا ہر دوست اپنے دوست سے خلوت کرنا پسند نہیں کرتا۔ دیکھو میں صبح تک اپنے دوستوں کو جھانکتا ہوں کہ وہ میرے حضور میں مجھ سے بالمشافہ گفتگو کریں۔ میں کل جنت میں اپنے دیدار سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

مغیرہ بن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات بچشم غور دیکھا کہ مالک بن دینارؒ اپنی داڑھی پکڑ کر عشاء سے طلوع فجر تک اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہے وہ رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما نیز کہتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زیدؒ کو مہینہ بھر دیکھا کہ رات کو ذرا نہ سوتے تھے اور ہر وقت گھر والوں کو کہتے تھے اٹھو! یہ سونے کا وقت نہیں ہے کہ عنقریب تمہیں کیڑے کھائیں گے۔

ازہر بن مغیثؒ کا خواب :۔

ازہر بن مغیثؒ فرماتے تھے میں نے ایک رات خواب دیکھا ایک نہایت حسین و جمیل حور بہشتی دیکھی۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس شخص کے لئے جو جاڑوں کی راتوں میں قیام لیل کرے۔

علاء بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ تمام رات قیام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی بیوی نے کہا آپ کچھ استراحت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے اس کا کہنا مان لیا اور سو گئے۔ پس ان کو خواب میں ایک آدمی ملا وہ پیشانی کے بال پکڑ کر کہنے لگا اٹھ اور نماز پڑھ اور اپنے رب کی عبادت کے لطف کو مت کھو۔ وہ فی الفور اٹھے اور اپنے بال سیدھے کھڑے دیکھے ان کے یہ بال تادمِ مرگ سیدھے کھڑے رہے۔

Marfat.com

ابراہیم بن ادہمؒ ایک رات بیت المقدس میں سوئے تو پتھر کی طرف سے ایک آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلہ کو بجھاتا ہے اور پل صراط پر قدموں کو مضبوط رکھتا ہے پس تم قیامِ لیل میں سستی نہ کیا کرو۔اس واقعہ کے بعد انہوں نے تادم مرگ قیامِ لیل ترک نہ کیا۔ پس اے دوست!ان باتوں کو یاد رکھ اور ان پر عمل کر۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت سعید بن مسیبؒ جو جلیل القدر تابعی تھے روزانہ رات گئے تک اپنے نفس سے خطاب کرتے کہ "اے برائیوں اور بدیوں کے سرچشمے اٹھ! میں تجھے اس اونٹ کی طرح خستہ کر کے چھوڑوں گا جو خستگی اور ماندگی سے چلنے میں لڑکھڑاتا ہے۔ یہ کہہ کر تہجد میں مشغول ہو جاتے اور صبح تک پڑھتے رہتے اور رات بھر کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے صبح کو پھر نفس سے مخاطب ہو کر فرماتے تجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور تو اسی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پچاس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ ممنوعہ ایام کے علاوہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ مغرب کے وقت افطار کے لئے گھر سے پینے کے لئے کوئی چیز آتی تھی تو اسی سے مسجد میں افطار کرتے تھے۔ قرآن کی تلاوت میں کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا'سفر کی حالت میں سواری پر تلاوت فرماتے تھے۔

رات کے وظائفِ خمسہ

پہلے وظیفے کا وقت۔

آفتاب کے غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور اس کا آخر شفق کی سرخی دور ہونے تک ہوتا ہے جس کے جانے کے بعد عشاء کا وقت آجاتا ہے۔ اس وقت کا وظیفہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز پڑھے اور پھر نوافل عشاء تک پڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس

Marfat.com

وقت کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ فرمایا "فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ"[1] اور اس وقت میں نماز پڑھنا نَاشِئَةَ الَّیْلِ[2] ہے۔ کیونکہ رات کی ابتدا ان ساعات میں واقع ہوتی ہے اور آیت وَمِنْ اٰنَاۤءِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ میں جو اناء آیا ہے اس میں سے ایک پارہ یہ ہے اور صلوٰۃ اوابین بھی اسی وقت کی نماز ہے۔ اور آیت "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ"[3] سے بھی یہی نماز مراد ہے۔

چنانچہ حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے اور ابن ابی زیادؒ نے اس روایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسناد کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز مراد ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز اپنے اوپر لازم کرو کہ وہ دن کی لغویات کو دور کرتی ہے اور اس کے انجام کو اچھا کرتی ہے۔

حضرت انسؓ سے کسی نے اس وقت میں سونے کے لئے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر کہ یہ وہ ساعت ہے جو تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ میں مراد ہے۔
اس وقت میں ترتیبِ وظیفہ اس طرح کرنی چاہئے کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص ہو۔ اور ان میں نہ کوئی گفتگو حائل ہو اور نہ اور کوئی کام۔ بلکہ فرضوں کے ہی متصل پڑھ لے۔ ان دو کے بعد چار رکعتیں دراز پڑھے۔ پھر سرخی شفق غائب ہونے تک جو کچھ بن پڑے پڑھ لے۔ اور اگر مسجد گھر سے نزدیک ہو اور عشاء کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا ارادہ نہ ہو تو ان نوافل کو گھر پر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر عشاء کا انتظار کرنا منظور ہو تب مسجد میں پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ نمود و تکلف سے بچا ہوا ہو۔

---

[1] پس مجھے قسم ہے شفق کی (جبکہ دن تمام ہوتا ہے۔ (الانشقاق ۸۴:۱۶) [2] رات کا اٹھنا
[3] اور رات کی کچھ گھڑیوں میں تسبیح کیجئے (طٰہٰ ۲۰:۱۳۰)
[4] (یہ وہ لوگ ہیں) ان کے نرم بچھونوں سے ان کے پہلو جدا رہتے ہیں۔ (السجدہ ۳۲:۱۶)

Marfat.com

دوسرے وظیفے کا وقت :۔

دوسرے وظیفے کا وقت عشاء کے وقت کی ابتدا سے لوگوں کے سونے تک ہے۔ اور یہ وقت اندھیرے کے مستحکم ہونے کا آغاز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ۔ یعنی قسم ہے رات کی اور اندھیرے کی جو اس میں جمع ہوتا ہے اور فرمایا "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ" یعنی نماز پڑھ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک" اور تاریکی اس وقت زیادہ ہو کر مستحکم ہو جاتی ہے۔

تیسرے وظیفے کا وقت :۔

تیسرا وظیفہ رات کو سونا ہے۔ اور سونے کو وظیفہ جاننے میں کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اگر سونے کے آداب کی رعایت ہو تو اس کا شمار بھی عبادت ہی میں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بندہ جب طہارت کے ساتھ سو جائے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو بیدار ہونے تک نماز پڑھنے والا لکھا جائے گا۔ یا اس کے لباس و بدن میں فرشتہ آجائے گا کہ اگر سونے میں حرکت کرکے خدا تعالیٰ کا ذکر کرے گا تو فرشتہ اس کے لئے دعائے خیر کرے گا اور خدا تعالیٰ سے اس کے لئے دعائے مغفرت چاہے گا اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ طہارت کے ساتھ سوتا ہے تو اس کی روح عرش تک اٹھائی جاتی ہے۔ یہ عام بندوں کے حق میں ہے تو علماء اور صاف دل والوں کے لئے کیوں نہ ہوگا کہ انکو اسرار معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح ہے۔

چوتھے وظیفے کا وقت۔

آدھی رات گذر جانے سے شروع ہوتا ہے اور اس کی انتہاء اس وقت تک

Marfat.com

ہے کہ رات کا چھٹا حصہ باقی رہ جائے۔ اس وقت میں آدمی کو تہجد کے لئے اٹھنا چاہئے کیونکہ تہجد وہی ہے جو بعد ہجد یعنی خواب کے بعد ہو۔ اور سونا آدھی رات تک ہوگیا اور یہ وقت دن کے اوقات کے مشابہ ہے یہ رات کے درمیان میں ہے۔ جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔"وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی" یعنی قسم ہے رات کی جب ٹھہر جائے ' اور اس کا ٹھہرنا اور آرام اسی وقت ہوتا ہے کہ کوئی آنکھ اسوقت جاگتی نہیں سوائے اس ذات پاک کی آنکھ کے جس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ رات کا کونسا حصہ افضل ہے؛ آپؐ نے فرمایا نصف شب آخر بہتر ہے اور آخر شب کے باب میں احادیث میں آیا ہے کہ عرش جھومتا ہے اور جناتِ عدن سے ہوائیں جھومتی ہیں اور پھیلتی ہیں اور آسمان دنیا پر باری تعالیٰ کا نزول و اجلال ہوتا ہے۔اس وقت کے وظیفہ کی ترتیب یہ ہے کہ جب جاگنے کی دعاؤں سے فارغ ہو تو آداب و سنن کی رعایت کرتے ہوئے وضوکرے، دعائیں پڑھے اور جائے نماز پر آکر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے۔ اور دیگر تسبیحات کے علاوہ نماز تہجد بھی ادا کرے۔

پانچویں وظیفے کا وقت :۔

یہ رات کا وہ حصہ ہے جس کا نام سحر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" یعنی سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہیں بعض کے نزدیک اس کے معنیٰ نماز پڑھنے کے ہیں۔ کیونکہ نماز میں استغفار ہوتا ہے اور یہ وقت فجر کے وقت کے قریب ہے جس وقت کہ رات کے فرشتوں کے لوٹ جانے اور دن کے فرشتوں کے آنے کا وقت ہوتا ہے۔اور یہ وقت ہے کہ حضرت سلمانؓ نے اپنے بھائی ابو درداء کو بتایا جس شب وہ حضرت درداء کی ملاقات کو تشریف لائے تھے۔ یہ قصہ ایک بڑی حدیث میں مذکور ہے۔ اس کے آخر میں یہ ہے کہ جب رات ہو گئی تو حضرت ابو درداءؓ نماز کو چلے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا سو رہو' وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھ چلے

Marfat.com

انہوں نے فرمایا کہ سو رہو وہ سوئے رہے۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا اس وقت حضرت سلمانؓ نے ان کو فرمایا اب اٹھ کر نماز پڑھو پھر دونوں نے تہجد پڑھی اور حضرت سلمان نے انکو فرمایا کہ تمہارے اوپر کچھ حق ہے تمہارے نفس کا۔ اور کچھ مہمان کا اور کچھ تمہاری بیوی کا۔ تمہیں سب حقداروں کا حق ادا کرنا چاہئے اور اس کے کہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو درداءؓ کی بیوی نے حضرت سلمانؓ سے کہہ دیا تھا کہ تمہارے بھائی رات بھر نہیں سوتے پھر صبح دونوں صاحب حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کی گفتگو عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا سلمان نے درست کہا۔ غرض کہ یہ پانچواں وقت ہے اس میں سحری کھانی مستحب ہے یعنی اگر صبح صادق ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت میں کھائے وظیفہ اس وقت کا اور چوتھے وقت کا نماز ہی ہے۔ اور صبح صادق ہو جائے تو اب رات کے وظیفوں کا خاتمہ ہوا دن کے اوقات شروع ہو گئے تو اس وقت اٹھ کر فجر کی سنتیں پڑھے۔

Marfat.com

باب نمبر ۳

تلاوتِ قرآن

Marfat.com

Marfat.com

تلاوتِ قرآن اللہ سے ہمکلامی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ ۝ (قٓ، ۵۰:۳۷)

"بے شک اس میں اس کے لئے نصیحت ہے جس کے پاس دل ہو یا وہ کان لگا کر سنے اور متوجہ ہو"

حضرت شبلیؒ نے فرمایا قرآن کریم کی نصیحت اس شخص کے لئے ہے جس کا دل اللہ کی حضوری میں ہو اور ایک لمحے کے لئے بھی وہ اس سے غافل نہ رہے۔یحیٰ بن معاذ الرازیؒ فرماتے ہیں' قلب دو قسم کے ہیں ایک دل وہ ہے جو دنیا کے کاموں میں ایسا مشغول ہو کہ جب اطاعتِ خداوندی کا کوئی کام آپڑے تو اسے یہ پتہ نہ چلے کہ کیا کرنا چاہئے کیونکہ اس کا دل دنیا کے کاموں میں مشغول ہے۔

دوسری قسم کا دل وہ ہے جو آخرت کے احوال و فکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ جب دنیا کا کام درپیش ہو تو اس دل والے کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا کرے کیونکہ اس کا دل آخرت سے وابستہ ہے۔

قلبِ سلیم:۔

اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر دل کو قلبِ سلیم کہا جاتا ہے۔کچھ لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ قلبِ سلیم سے مراد وہ قلب ہوتا ہے جو اغراضِ نفسانیہ اور امراضِ روحانیہ سے خالی ہو۔

حسین بن منصورؒ کا قول ہے جو صاحبِ دل ہے اس کے اندر صرف خدائی جلوہ

Marfat.com

سما سکتا ہے۔ حضرت ابن عطاءؒ کا قول ہے کہ قلبِ سلیم سے مراد وہ قلب ہے کہ جب اس نے عظمت کی نگاہ سے حق کو ملاحظہ کیا تو اسے دیکھ کر پانی پانی ہو گیا اور دوسروں سے ہٹ کر اسی کا ہو گیا۔

امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ مردہ دلی نفسانی خواہشوں سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا جو خواہشوں کو چھوڑ دے اسے زندگی کا ایک حصہ مل جائے گا۔ اور زندہ انسان ہی غور سے سنتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی "بے شک آپ مردہ دلوں کو سننے کے قابل نہیں بنا سکتے"۔ (النمل ۲۷: ۸۰)

حضرت سہیل بن عبداللہؒ نے فرمایا قلب ایک نرم چیز ہے اس پر برے خیالات اور وسوسوں کا اثر ہو سکتا ہے۔ معمولی اثر بھی اس کے لئے بہت ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ۝ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ۝ "جو کوئی اللہ کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کے ساتھ رہتا ہے" (زخرف ۴۳: ۳۶)

قلب ایک انتھک کارکن ہے اور نفس بھی ہمیشہ بیدار رہتا ہے سوتا نہیں لہٰذا انسان یا تو خدا کی باتوں کی طرف متوجہ ہو گا یا پھر شیطان اور نفس کی طرف دھیان دے گا۔ ایسی صورت میں تھوڑی سی غفلت شیطان کے چنگل میں پھنسا دیتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ اگر شیاطین فرزندانِ آدم کے قلوب کے چاروں طرف منڈلاتے نہ پھرتے تو انہیں آسمان میں فرشتوں کے مقامات ضرور نظر آتے۔

حسین بن منصورؒ کا قول ہے' جو صاحبِ دل اور صاحبِ سماعت ہے اسے اہلِ بصیرت کی بصیرت' عارفین کی معرفت' اہل باطن علماء کا نور اور گذشتہ نیک انسانوں کے سیدھے راستے ازل و ابد اور اس کے مابین کی ساری کائنات حاصل ہو سکتی ہے۔

ابن عطاءؒ نے فرمایا صحیح قلب وہ ہے جو حق کا مشاہدہ کرتا ہو اور کسی طرح بھی اس سے غائب نہ ہو۔ وہ نہ صرف اس کے ساتھ سنتا ہے بلکہ اس کی آواز پر بھی کان

Marfat.com

دھرتا ہے۔ اس کے ساتھ نہ صرف حاضر ہوتا ہے بلکہ اس کی شہادت بھی دیتا ہے۔ جب قلب حق کا نگاہِ جلال سے مشاہدہ کرتا ہے تو گھبراتا اور کانپنے لگتا ہے اور جب نظرِ جمالی سے دیکھتا ہے تو اسے سکون و قرار حاصل ہوتا ہے۔

کسی دوسرے بزرگ کا قول ہے "جس کا دل صاحبِ بصیرت ہے وہ اسے صرف خدا ہی کے لئے وقف ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔ ایسا شخص دنیا و مخلوقات اور خود اپنے نفس کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ خدا کے سوا کسی طرف مائل نہیں ہوتا۔"

الغرض قلبِ سلیم سے اگر انسان تلاوتِ قرآن اور سماعِ قرآن میں مستغرق ہو پھر رات کی تاریکی اور خلوت ہو اور عشقِ صادق کی تپش ہو تو یہ تلاوت اللہ سے ہمکلامی بن جاتی ہے۔

اس سے بڑی مناجات کائناتِ محبت میں اور کوئی نہیں۔نورِ قرآن کے ذریعے نورِ الٰہی دل میں اترتا ہے۔ اور مشاہدات کے راستے کھلتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن اور مشاہداتِ غیبی:۔

بعض صالحین کا قول ہے کہ میں ایک سورت شروع کرتا ہوں تو بعض ایسے مشاہدات ہوتے ہیں کہ میں ان میں کھو کر رہ جاتا ہوں اور اسی حال میں صبح ہو جاتی ہے اور میں ابھی سیر نہیں ہوتا۔

حضرت سلیمان بن ابی سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ثوبانؒ کے بھائی نے ان کے ہاں کھانا کھانے کا وعدہ کیا تھا مگر آپ نے وعدہ پورا نہیں کیا' فرمایا اگر وعدہ پورا نہ ہوتا تو میں تمہیں اصل رکاوٹ نہ بتاتا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب میں نے نماز عشاء پڑھی تو آپ کے پاس آنے سے پہلے ہی نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اس لئے کہ کیا خبر ہے کہ موت آجائے۔ اس سے اطمینان ہوگا' جب میں وتر کی دعا کرنے لگا تو میرے سامنے ایک سبز باغ آگیا۔ اسمیں طرح طرح کی پھول پھلواریاں تھیں۔ میں انہیں دیکھتا رہا آخر صبح ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔

Marfat.com

اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے فیض خاص سے تقویت بخشی ہے۔ (المجادلہ ۵۸ : ۲۲)

علماء بتاتے ہیں کہ ان کے ایمان کو علمِ قرآن کے ذریعے قوی کر دیا گیا اب قرآن ایمان کی روح ہے اور اس پر عمل کرنا قوت حاصل کرنا ہے۔

منقول ہے کہ قرآن میں میدان، باغات، محلات، دلہنیں، دیباج، باغیچے اور سرائیں ہیں۔ چنانچہ قرآن کے میدان "میمات" ہیں اور قرآن کے باغات "راآت" ہیں اور قرآن کے محلات "حاآت" ہیں اور قرآن کی دلہنیں "مسبحات" ہیں اور قرآن کے دیباج "حوامیم" ہیں اور اس کے باغیچے مفصل (سورتیں) ہیں اور اس کے علاوہ کا حصہ سرائیں ہیں جب ایک سالک میدانوں میں آتا ہے۔ باغات سے چنتا ہے محلات میں داخل ہوتا ہے۔ دلہنوں کو دیکھتا ہے۔ دیباج پہنتا ہے اور باغات میں سیر کرتا ہے۔ سراؤں میں ٹھہرتا ہے تو انہیں دیکھ کر سب سے کٹ کر رہ جاتا ہے اور غیر سے جدا ہو کر انہی میں ڈوب جاتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور بیس بار دہرائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بار پڑھنے میں ایک نیا معنیٰ معلوم ہوا اور ہر کلمہ سے نیا علم حاصل ہوا۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ ہر کلمہ پڑھتے وقت بندے کا دل اس کے معانی کا مشاہدہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر مزید انعامات فرمائے۔ اور مفہومات و مشاہدات کے ساتھ ساتھ تلاوت ہو۔

چنانچہ بعض صالحین کا فرمان ہے کہ جب تک ایک آیت کو نہیں سمجھتا اور دل اس میں کھو نہیں جاتا تب تک میں اس میں اپنے لئے کچھ ثواب شمار نہیں کرتا۔

بعض سلف کی عادت تھی کہ جب تلاوت کرتے اور دل حاضر نہ ہوتا تو اس حصہ کو دوبارہ پڑھتے اور جب تسبیح کا ذکر پڑھتے یا تکبیر کا ذکر پڑھتے تو سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور اگر دعا اور استغفار کا ذکر پڑھتے تو دعا اور استغفار کرتے اور اگر کسی خوفناک یا امید کا ذکر پڑھتے تو خوف سے پناہ مانگتے اور نعمت کا سوال کرتے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

Marfat.com

کا یہی مطلب ہے۔

یَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ "وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے تلاوت کرتے ہیں" (البقرہ ۲:۱۲۱)

مشاہدات میں رکاوٹ کے اسباب :۔

جس بندے میں درج ذیل خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے اسے قرآن کی وہ سمجھ نہیں آسکتی جس کے ذریعے مشاہدہ کی دولت حاصل ہو جائے اور ملکوت کا کشف حاصل ہو سکے۔

معمولی سی بھی بدعت ہو۔

گناہ پر اصرار کرنے والا ہو۔

جس میں ذرا بھی تکبر پایا جائے۔

دنیا سے محبت کرنیوالا ہو۔

اور نہ ایسا شخص جو ذاتی علم تک محدود ہو۔

اور نہ ایسا بندہ جو ظاہر حروف کا اتباع کرے اور انہیں دیکھتا رہے اور نہ ہی وہ بندہ جو اپنے مفسر کے قول کو نہ دیکھے بلکہ اپنے علم ظاہری پر ہی جما رہے۔

جو اپنے عقل کے گھوڑے دوڑانے والا ہو۔

حروف مقطعات اور آیاتِ متشابہات کے باطن اور راز کو اہلِ زبان کے مختلف نحوی مذاہب کے ذریعہ حل کرنے والا ہو۔ان سب پر عقلوں کے حجاب پڑ چکے ہیں۔یہ اپنے علوم میں مگن مگر مردود ہیں' ان کی عقلوں میں جو آ چکا اسی پر خوش ہو گئے۔اہلِ توحید کے نزدیک یہ لوگ اپنے علم و دانش کے شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ یہ شرکِ خفی ہے جو اندھیری سیاہ رات میں چلنے والی چیونٹی سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

تلاوتِ قرآن کی خصوصی لذت، حلاوت اور اثرات :-

حضرت امام حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ فرمایا اگر تو تین کاموں میں حلاوت نہ پائے تو سمجھ لے کہ تیرا دروازہ بند ہے۔

۱۔ تلاوتِ قرآن کے موقع پر ۲۔ ذکرِ الٰہی کے موقع پر ۳۔ سجدہ کی حالت میں۔

اور بعض بزرگوں نے اس میں دو کا مزید اضافہ کیا ہے۔

۴۔ صدقہ کرتے وقت ۵۔ سحری کے وقت۔

ایک عالمِ دین کا کہنا ہے کہ "میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا اور اس وقت تک تلاوت کی حلاوت نہ پاتا جب تک یوں نہ سن لیتا کہ گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرما رہے ہیں پھر مجھے اس سے بلند مقام حاصل ہوا تو میں اس طرح تلاوت کرنے لگا گویا کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کرتے سن رہا ہوں۔ (عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر قلوب پاک ہو جائیں تو تلاوتِ قرآن سے کبھی سیری نہ ہو۔

بعض علماء کا فرمان ہے کہ۔

"ہر آیت کے ساٹھ ہزار فہم ہیں اور جو باقی فہم ہیں وہ اس سے زیادہ ہیں۔"

حضرت ثابت بنانیؒ نے فرمایا

"میں نے بیس برس تک قرآن میں مشقت اٹھائی اور بیس برس تک اس سے متنعم ہوا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اگر تو چاہے تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے سو اونٹ لاد لے۔"

Marfat.com

حضرت سلمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ

" اگر میں ایک آیت پڑھوں اور چار رات اس میں رہوں اور پانچ رات ذکر کرتا رہوں اور جب تک میں فکر کو منقطع نہ کروں اس سے آگے نہ بڑھ سکوں۔"

بعض سلف سے منقول ہے کہ وہ چھ ماہ تک سورۃ ہود کو پڑھتے رہے بار بار پڑھتے اور اس سے فارغ نہ ہوتے۔

ایک عارف نے فرمایا کہ ..... ہر جمعہ میں ایک ختم (قرآن) ہے اور ہر ماہ میں ایک ختم (قرآن) ہے اور ہر سال میں ایک ختم (قرآن) ہے اور میں تیس برس سے ایک ختم (قرآن) میں لگا ہوا ہوں ابھی تک فارغ نہیں ہوا۔"

عاشق کا قلب محبوب کے کلام سے عشقِ حقیقی کی چاشنی کا مزہ لیتا ہے اور اس کی یہی پاکیزہ محبت خدا کے دربار سے اس کا تعلق پیدا کرتی ہے اور اس کی روحانی قوت و کشش اسے دربارِ الٰہی میں پہنچا دیتی ہے اس کا قلب اور نفس دونوں اسی جذبۂ عشق کے تابع ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے عشقِ حقیقی کی حلاوت' حرص و ہوا کی حلاوت پر غالب آ جاتی ہے کیونکہ خواہشاتِ نفسانی ایک ایسے خبیث درخت کی مانند ہیں جس کی زمین کے اوپر ہی سے بیخ کنی ہو گئی ہو اور وہ برقرار نہ رہ سکا ہو کیونکہ وہ نفسانی حدود سے اوپر نہیں جا سکتا تھا مگر عشقِ الٰہی کی حلاوت ایک ایسے پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ برقرار ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں کیونکہ اس کی جڑیں روحانیت پر قائم ہیں اور شاخیں اللہ تعالیٰ تک پہنچی ہوئیں ہیں اس کی رگیں نفس کی زمین میں ہیں۔

لہٰذا جب وہ قرآن کریم یا حدیثِ نبویؐ کا حکم سنتا ہے تو دل و جان اور پوری تن دہی سے اس کی طرف دھیان دیتا ہے اور اس پر سراپا نثار ہو جاتا ہے اور روح میں ایسی ہل چل برپا ہوتی ہے کہ جسمانی قالب کا دائرہ اس کے لئے تنگ ہو جاتا ہے۔ اس لئے چیخ و پکار نکلتی ہے اور اضطراب و بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ تمام کیفیات ہیں جنہیں صاحب حال محسوس کرتے ہیں۔

Marfat.com

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اکثر کسی ایک آیت کا ورد کرتے تھے کہ آنسوؤں کی کثرت سے ان کا گلہ گھٹنے لگتا اور وہ گر پڑتے تھے۔ یہ اثر ان پر اتنا ہوتا تھا کہ ایک دو دن گھر میں رہتے یہاں تک کہ لوگ انہیں بیمار سمجھ کر ان کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے ایسی صورت میں سماع خدا کی رحمت لانے کا باعث بنتا ہے۔

حضرت زید بن اسلمؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید پڑھا تو سب پر رقت طاری ہو گئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رقت کے موقع پر دعا مانگنے کو غنیمت جانو کیونکہ یہ خدا کی رحمت کا وقت ہے۔

حضرت اُمّ کلثومؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کے خوف سے بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑ جائیں۔ نیز فرمایا "جب اللہ کے خوف سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو خدا اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے"

حضرت عبداللہ بن عروۃ بن زبیرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے دریافت کیا جب قرآن کریم کی تلاوت ہوتی تھی اس وقت صحابہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا جیسا کہ قرآن کریم نے ان کا وصف بیان فرمایا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ "(اے پیغمبرؐ) میرے بندوں کو خوشخبری پہنچا دیجئے جو بات سن کر اس کے بہترین کلام کی پیروی کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں" (الزمر ۳۹:۱۸)

اس آیت میں بہترین کلام سے مراد وہ کلام ہے جو سب سے زیادہ رشد و ہدایت پہنچانے والا ہو۔ خدائے بزرگ و برتر کا مزید ارشاد ہے۔

Marfat.com

وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰی اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ "جب وہ کلام سنتے ہیں جو رسول اللہ پر نازل کیا گیا تو تم ان کی آنکھوں کو اشک بار دیکھو گے کیونکہ انہیں حق بات معلوم ہوئی ہے"۔ (المائدہ ۵ : ۸۲)

یہ سماع حق کا سماع ہے جس کے بارے میں اہلِ ایمان کا کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ حق بات کو سننے والا صاحبِ ہدایت اور ہوشمند ہوتا ہے۔یہ وہ سماع ہے جس کی حرارت یقین کی برودت سے متصادم ہو کر آنکھوں سے اشکباری کا باعث بنتی ہے۔کبھی یہ غم کے آنسو ہوتے ہیں اور کبھی یہ شوق و ذوق و ندامت کے آنسو ہوتے ہیں۔ کبھی اثر ہلکا ہوتا ہے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کبھی اثر زبردست ہوتا ہے اور اس کے اثرات دماغ تک پہنچ جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں اس کا اثر روح تک پہنچتا ہے۔

تلاوت اور اقسامِ گریہ

اہل گریہ پر مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں کچھ لوگ خوف وندامت سے روتے ہیں کچھ شوق و محبت میں اشکباری کرتے ہیں اور کچھ خوشی کے آنسو بہاتے ہیں۔اس طرح گریہ کی کل پانچ اقسام ہیں۔

۱۔گریۂ خوف ۲۔گریۂ شوق ۳۔گریۂ نعمت ۴۔گریۂ شہود ۵۔ گریۂ سرور

مریدوں کا گریہ شوق اور خوف پر مبنی ہے اولیاء اللہ کے گریہ کی بنیاد خدا کی نعمتوں اور احسانات پر ہے عارف کامل کا گریہ شہود حق پر مبنی ہے اور اہل حقیقت کا گریہ کشف و مشاہدہ کے سرور پر مبنی ہے ان میں سے ہر ایک کا خاص مقام ہے یہ اہل گریہ کے روحانی تصورات و کیفیات ہیں گریہ و زاری کی تمام اقسام میں سب سے اعلیٰ درجہ گریۂ سرور کا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طویل سفر کے بعد اپنے اہل و عیال کے پاس آئے تو وہ بے انتہا خوشی سے اپنے اہل و عیال کو دیکھ کر آنسو بہانے لگے۔

Marfat.com

گریہ و زاری کا ایک اور درجہ بھی ہے جو نادر البیان ہے کیونکہ وہ آسانی سے نہیں سمجھا جا سکتا اسے صرف وہی شخص معلوم کر سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ جائے یا اس پر بہت غور و فکر کرے یہ گریۂ وجدان ہے۔ جو گریہء سرور سے مختلف ہے اور حق الیقین کے بعض مقامات پر نمودار ہوتا ہے۔ دنیا میں حق الیقین کے چند مقامات ایسے ہیں جہاں گریۂ وجدان پایا جاتا ہے کیونکہ حادث اور قدیم کے اختلاف و تصادم کی وجہ سے حادث کی طرف سے خدائے رحمٰن کی سطوت و عظمت کے رعب و جلال سے آنسوؤں کا ترشح ہوتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مختلف اجرام کے تصادم سے بادلوں سے قطرات کا ترشح ہو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اپنی ہستی کو فنا کر کے آثارِ ہستی سے آزاد ہو کر انوار و تجلیات میں مستغرق ہو جاتا ہے پھر ترقی کر کے مقام بقاء پر پہنچ جاتا ہے اس مقام پر اگر اس کی ہستی لوٹ آئے تو اس کے ساتھ گریہ و زاری کی اقسام بھی لوٹ آتی ہیں یعنی جیسی صورت حال ہو ویسا ہی خوف وشوق بھی ہوتا ہے۔ گریہ و زاری کے سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے آپؐ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا "قرآن کریم کی تلاوت کرو" انہوں نے عرض کیا میں آپؐ کے سامنے تلاوت کروں حالانکہ خود آپؐ پر قرآن کریم نازل ہوا ہے...... فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن پاک کو سنوں" چنانچہ انہوں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی جب وہ اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ "کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان لوگوں پر گواہ مقرر کریں گے"..... تو یہ آیت سن کر آپ کی دونوں آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حجرِ اسود کے سامنے آئے اسے چوما اور بہت دیر تک اپنے ہونٹ اس پر رکھ کر روتے رہے اور فرمایا "اے عمر یہ مقام ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔"

Marfat.com

ایک ہوش مند انسان بھی مختلف قسم کی اشکباری کرتا ہے اور اس میں اس کی فضیلت ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب فرمایا ہے آپ کی دعا تھی "اے خدا! مجھے خوب رونے والی آنکھیں عطا فرما"

تجلیاتِ قرآن اور ان کے خصوصی احوال

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے اسے یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار بنو" (اعراف ۷: ۱۷۱)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ "اور اللہ لوگوں کے لئے نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں"۔(البقرہ ۲: ۲۲۱)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ۔

"قرآن پڑھو جس قدر تمہارے دل اس سے مالوف ہوں اور تمہارے بدن اس کے لئے نرم ہوں جب تمہاری حالت بدلنے لگے تو اس سے اٹھ جاؤ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر کوئی قرآن پاک کو اس طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جیسے کہ نازل کیا گیا تو اسے چاہئے کہ ابنِ اُمِ عبد کی قرات کے مطابق پڑھے یعنی اس کی تلاوت کے مفہوم پر پڑھے اس لئے کہ وہ حاضر دل بیدار سماعت اور متوجہ نظر کے ساتھ پڑھتے وہ کلام کے مفہوم پر قرآن کی تلاوت کرتے اور متکلم کے وصف کی شہادت پر تلاوت کرتے وعید پر غمگین ہوتے' وعدہ پر شوق پیدا ہوتا' شدت پر ڈرتے' نرمی پر کھلتے اور توفیق پر خوش ہوتے۔"

عارف اپنے زہد و تقویٰ اور دنیا سے کنارہ کشی کی وجہ سے ہر آیت سے واقف ہوتا ہے اور ہر مرتبہ تلاوت کرنے پر نئے نئے نکات اور اسرار و رموز کا انکشاف ہوتا ہے ہر دفع کے فہم و ادراک پر ان کے ایک نئے عمل کا آغاز ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھنے

Marfat.com

کے بعد عمل بھی کرتے ہیں ان کا عمل ان کے فہم و ادراک کو جلا بخشا اور ان میں دقتِ نظر پیدا کرتا ہے۔فہم سے علم اور علم سے عمل وجود میں آتا ہے۔اس طرح علم و عمل باری باری آتے ہیں یہ عمل قلوب کا عمل ہے یہ قالب کے عمل سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔قلوب کے اعمال اپنی لطافت اور صداقت کی وجہ سے علم کے ہم شکل ہوتے ہیں یہ اعمال روحانی تعلقات، قلبی و اردات اور پوشیدہ مناجات و مکالمات کا نتیجہ ہوتے ہیں اور جب وہ ان میں سے کوئی عمل کرتے ہیں تو ان کی معلومات میں نیا اضافہ ہوتا ہے اور وہ آیاتِ کریمہ کے فہم و ادراک کی نئی فضا سے مطلع ہوتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن میں تجلیات کا ظہور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور صرف حرف کی ایک حد ہے اور ایک مطلع۔ جان لو کہ اس حد اور مطلع سے مراد صرف یہی نہیں کہ فہم و ادراک کی صفائی کی بنا پر آیات کے دقیق گہرے معانی اور اسرارِ سربستہ معلوم ہو جائیں بلکہ مطلع سے مراد یہ ہے کہ آیت کے موقع پر خدا کا شہود اور تجلی حاصل ہو کیونکہ منجملہ دیگر اوصاف کے یہ وصف بھی اس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ اس لئے آیت کریمہ کی تلاوت اور سماع سے نئی نئی تجلیاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے ایسے آئینے بن جاتے ہیں جو اس کی عظمت و جلال کو ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اپنی تجلیات کو ظاہر کرتا ہے مگر لوگ انہیں دیکھتے نہیں لہٰذا اس قول کے مطابق ہر آیت مطلع انوار و تجلیاتِ الٰہی ہے "حد" سے مراد حدِ کلام ہے اور مطلع سے مراد کلام سے ترقی کر کے شہودِ الٰہی تک پہنچنا ہے۔

اکابرین صحابہؓ میں سے سیدنا زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نماز میں

Marfat.com

امامت کیا کرتے تھے انہوں نے جب ایک آیت پڑھی تو چیخ نکل گئی اور اسی وقت ان کی روح پرواز کر گئی اور اکابر تابعین میں سے حضرت ابو جعفرؒ تابعی تھے حضرت صالح مریؒ نے ان کے پاس ایک آیت پڑھی تو انہوں نے بے خوف ہو کر جان دے دی اور دنیا سے کوچ کر گئے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں کوفہ کے ایک دیہات میں جا رہا تھا میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ بزرگی کے آثار ان کے چہرہ پر ظاہر تھے میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے میں نے ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے سلام عرض کیا انہوں نے پوچھا قرآن مجید جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا کوئی آیت تو پڑھو میں نے جب آیت پڑھی تو ان کی چیخ نکل گئی اور روح دیدارِ الٰہی کے استقبال کے لئے چلی گئی۔

حضرت احمد بن ابی الجواری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک جوان کو دیکھا جو بہت سخت چادر اوڑھے کنوئیں کے کنارے پر کھڑا تھا اس نے مجھ سے کہا اے احمد! وقت آ گیا ہے میں کچھ سننا چاہتا ہوں تاکہ جان دیدوں تم کوئی آیت سناؤ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے مجھے القاء ہوا کہ میں یہ آیت تلاوت کروں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا "جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت کی" اس جوان نے کہا اے احمد! ربِ کعبہ کی قسم ابھی ایک فرشتے نے بھی یہی آیت پڑھی تھی اسی وقت روح پرواز کر گئی۔

تلاوتِ قرآن کے آداب

ذیل میں تلاوتِ کلامِ پاک کے آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وضو اور ادب کیساتھ پڑھنا۔

تلاوتِ قرآن کا پہلا ادب یہ ہے کہ باوضو اور ادب و وقار کے ساتھ تلاوت کی

Marfat.com

جائے چاہے کھڑا ہو یا بیٹھا اور قبلہ رخ گردن جھکائے ہو نہ چار زانوں پر نہ تکیہ لگائے اور نہ تکبر کی صورت پر بیٹھا ہو اور تنہا اس طرح بیٹھے جیسے استاد کے سامنے بیٹھتے ہیں اور سب حالتوں سے بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک کو نماز میں مسجد کے اندر کھڑا ہو کر پڑھے یہ تلاوت افضل اعمال میں سے ہے اور اگر کلامِ مجید کو بے وضو لیٹ کر پڑھے گا تب بھی ثواب ملے گا لیکن وہ ثواب نہ ہوگا جو وضو سے کھڑے ہو کر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران ۳ : ۱۹۱)

جو کھڑے، بیٹھے اور پہلو پر لیٹے (ہر حال میں) اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور آسمان وزمین میں غور وفکر کرتے ہیں۔

اس آیت میں تعریف سب حالتوں کی فرمائی مگر قیام کو اول ذکر فرمایا اس کے بعد قعود کو اس کے بعد لیٹنے کو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کی تلاوت نماز کے اندر کھڑا ہو کر کرے اسے ہر حرف کے بدلہ میں سو نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو کوئی نماز کے اندر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرے اسے ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور وضو سے تلاوت کرے تو اسے پچیس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اگر بے وضو تلاوت کرے گا تو دس نیکیاں ہر حرف کے عوض ملیں گی۔ اور اگر رات کو قیام ہو تو سب میں بہتر ہے کیونکہ رات کے وقت دل کو خوب جمعیت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ سجدوں کی کثرت دن کو ہوتی ہے اور زیادہ کھڑا رہنا رات کو ہوتا ہے اور مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا زبانی تلاوت کرنے سے افضل ہے۔ مصحف میں دیکھنا بھی عبادت ہے۔ صحابہ وتابعینؒ کی ایک بڑی تعداد مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرتی تھی اور اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب تک مصحف میں نہ دیکھ لیں تب تک اسی دن باہر نہ آتے ... اور حضرت عثمان غنیؓ نے دیکھ کر اس کثرت سے قرآن پڑھے کہ وہ قرآن پاک ہی پھٹ گئے۔

Marfat.com

ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) پڑھنا

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ افضل ترین قرأت ترتیل سے پڑھنا ہے اس لئے کہ اس میں وجوب و استحباب سب آجاتے ہیں اور یہ انداز تدبر و تذکر سب پر حاوی ہے۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جس عبادت میں سمجھ نہ ہو اس عبادت میں کچھ بھلائی نہیں اور نہ ہی اس قرأت میں کچھ بھلائی ہے کہ جس میں غور و فکر نہ ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک سارے قرآن کو ہدر (رواں) اور تیز تیز پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ میں سورۃ آل عمران کو ترتیل سے پڑھوں اور اس میں غور فکر کرتا جاؤں۔

نماز کی حالت میں قرآن پاک کو ترتیل و تدبّر سے پڑھنا سب سے زیادہ افضل ہے۔کہا کرتے ہیں کہ "حالتِ نماز میں غور و فکر کرنا غیر نماز کی حالت کے تفکر سے زیادہ افضل ہے اس لئے کہ دونوں عمل ہیں اور تفکر کا مطلب یہ ہے کہ وعدہ و وعید اور زجر و امر کے خطاب کو سمجھنا اور وعدہ کرنے والے کی عظمت اور حاکم تعالیٰ کے جلال و برتری کا دھیان رکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سی نماز سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا "طویل قیام والی" کلام مجید کو اچھی طرح ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے کیونکہ قرأت سے مقصود تفکر ہے پس جب اچھی طرح ٹھہر کر پڑھے گا تو تفکر پر مدد ملے گی اور اسی جہت سے حضرت ام سلمہؓ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی صفت بیان کی تو کلمہ کلمہ کو جدا جدا بیان فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اگر سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھوں اور ان کو سمجھتا جاؤں تو اس سے اچھا جانتا ہوں کہ سب قرآن کو جلد جلد پڑھ جاؤں۔

حضرت مجاہدؒ سے کسی نے پوچھا کہ دو شخص نماز میں کھڑے ہوئے اور برابر ہی کھڑے رہے مگر ایک نے سورۃ بقرہ ہی پڑھی اور دوسرے نے تمام قرآن پڑھا تو ثواب کس کو

Marfat.com

زیادہ ہوا فرمایا کہ دونوں شخصوں کو برابر ثواب ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ٹھہر کر پڑھنا اس لئے مستحب نہیں ہے کہ اس کے فقط معنیٰ سمجھے جائیں کیونکہ اگر عجمی عربی نہ سمجھتا ہو تو وہ قرآن کے معانی کیسے سمجھے گا بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اس لئے مستحب ہے کہ ٹھہر کر پڑھنے میں توقیر اور حرمتُ قرآن کی زیادہ ہے اور جلد پڑھنے کی نسبت اس کا اثر بھی دل میں زیادہ ہوتا ہے۔

تلاوت کے ساتھ رونا اور بطریقِ غم پڑھنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو اور گریہ کرو اور اگر رو نہ سکو تو رونی صورت بنا لو، اور صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب میں قرآن مجید پڑھا آپؐ نے فرمایا صالح یہ قرأت ہوئی ہے رونا ہوا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تم آیتِ سجدہ پڑھو تو سجدہ کرنے میں جلدی مت کرو جب تک کہ گریہ نہ کرلو۔ اگر تم میں سے کسی کی آنکھ سے آنسو نہ نکلے تو چاہئے کہ اس کا دل زاری کرے اور بتکلف رونے کی تدبیر یہ ہے کہ اپنے دل پر حزن موجود کرے کہ رونا غم سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن حزن کے ساتھ اترا ہے پس جب تم اس کو پڑھو تو حزن کیا کرو اور حزن کو دل میں موجود کرنے کی صورت یہ ہے کہ قرآن کی تہدید اور وعید و میثاق کو سوچے اور پھر اس کے اوامر و نواہی میں اپنی کوتاہی کا خیال کرے تو ضرور حزن اور غم پیدا ہوگا۔ اگر تامل پر بھی اہل صفا کو حزن وغم اور گریہ کی کیفیت پیدا نہ ہو تو دل کی سختی اور گریہ سے محرومی کا تصور کرکے روئے نہیں تو کم از کم رونے کی ظاہری صورت ہی بنا لے۔

تلاوت و غم:۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھتے ہوئے رونا چاہئے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنا لو اور کوشش کرو۔

Marfat.com

"بے شک قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا" کا قول بھی یہی مفہوم رکھتا ہے اور جب تم اسے پڑھو تو غمگین ہو جاؤ" یعنی قرآن مجید میں زجر و وعید ہے اور اس قسم کی سزاؤں کا ذکر آتا ہے کہ انکے پڑھنے سے آہ و بکا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اب اگر حقیقی طور پر غم اور رونا نہ آسکے تو اقرار و تصدیق واضح کرنے کے لئے رونے اور غم کی کیفیت ہی بنا لو۔ رونے اور غم کے باعث تلاوت کی حالت میں بندے کا دھیان سب سے کٹ کر تلاوت میں ہی رہے گا۔ اس طرح وہ کلام اللہ میں غور و فکر کرے گا۔ پھر ممکن ہے کہ اس کے دل پر معانی کا گذر ہو اور یہ رونا اور غم اس کے دل کو غیر اللہ سے پاک وصاف کر دے گا اس لئے رونے والے کا دل غم سے بھرپور ہوتا ہے جس کے باعث وہ آہ و بکا میں ڈوب گیا اور ایک غمزدہ کا دل رلانے والے کے سوا سب سے غافل ہو چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ...... "جب تم سجدہ میں سبحان پڑھو تو سجدے میں جلدی نہ کرو بلکہ پہلے رولو۔ اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو اس کا دل ہی رولے۔ دل کا رونا اس کا خوف و حزن ہے یعنی اگر علماء کی طرح مطالب وغیرہ سمجھ کر رونا نہیں آتا تو رونا نہ آنے پر دل ہی غمگین ہو جائے اور دل میں ڈرے کہ آخر اہلِ معرفت کا وصف کیوں پیدا نہیں ہو رہا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تفسیر میں یہ معنیٰ مروی ہے کہ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ "بے شک کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ پڑتی ہیں"۔ (البقرہ ۲: ۷۴)

ذوق و شوق اور خوش الحانی سے پڑھنا :-

قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا اور قرأت کو سنوار کر ادا کرنا مگر حروف کو اتنا نہ کھینچے کہ الفاظ بدل جائیں یا ان کے انتظام میں ابتری ہو جائے بلکہ اس نیک نیت کے

Marfat.com

ساتھ پڑھے کہ یہ سنت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو اور فرمایا ما اَذن اللہ بشیئ ما اذن للنبی ان یتغنی بالقرآن (صحیح بخاری باب فضائل القرآن)

اللہ تعالیٰ توجہ کے ساتھ کسی چیز کی سماعت نہیں فرماتا جتنی توجہ کے ساتھ تمہارے نبی کے قرآن پڑھنے کی سماعت فرماتا ہے۔ جبکہ وہ غنا کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں

لیس منا من لم یتغن بالقران بعض لوگ اس حدیث سے یہ مراد لیتے ہیں کہ استغناء مقصود ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد لہجہ کو سنوارنا اور الحان سے پڑھنا ہے اور لغت والوں کے نزدیک ثواب کے قریب پچھلے ہی معنی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سماعِ قرآن۔

حدیث میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتظار کر رہے تھے کہ انہیں دیر ہو گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا "تجھے کس چیز نے روکے رکھا" عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ایک آدمی کی قرأت سن رہی تھی اس احسن آواز سے قرأت میں نے کبھی نہیں سنی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھے اور اس کی قرأت سنتے رہے پھر واپس آکر فرمایا یہ ابو حذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام سالمؓ ہیں سب حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے میری امت میں ایسے قراء پیدا کئے۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت سنی آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے یہ سب دیر تک ٹھہرے پھر آپؐ نے فرمایا کہ

"جو یہ چاہے کہ قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھے جیسے نازل ہوا تو وہ ابن ام عبدؓ کی قرأت کے مطابق پڑھے۔

جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کو فرمایا "پڑھو" انہوں

Marfat.com

نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپؐ پر نازل کیا گیا" آپؐ نے فرمایا..... "میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں" چنانچہ وہ پڑھنے لگے اور جب اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" "پس کیوں کر ہوگا جس وقت ہم لائیں گے ہر امت سے ایک گواہی دینے والا اور ہم لائے تجھ کو ان پر گواہ" تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب جمع ہوتے تو اپنے میں سے ایک کو حکم دیتے کہ وہ قرآن کی کوئی سورت پڑھے۔ حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ کو فرمایا کرتے "ہمیں ہمارے رب کی یاد کراؤ" چنانچہ وہ قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیتے حتیٰ کہ نماز کا وقت آجاتا۔

فہم و بصیرت اور قلبی استغراق سے پڑھنا:۔ یعنی کلام کی عظمت اور بزرگی کو جاننا اور خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کو خلق پر سمجھنا کہ اس نے عرشِ بریں سے اس کلام کو ایسے درجہ میں اتار دیا کہ خلق کی سمجھ میں آجائے تو اب تامل کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی خلق پر کتنی ہے کہ جو کلام اس کی صفت قدیم اور اس کی ذات کے ساتھ قائم تھا اس کے معانی کو خلق کی سمجھ میں پہنچا دیا اور وہ صفت حروف و اصوات کے پیچ کس طرح خلق پر ظاہر ہوئی حالانکہ حروف و اصوات بشر کی صفات ہیں لیکن چونکہ بشر کو طاقت نہیں کہ اپنی صفاتِ نفس کے ذریعے خدا تعالیٰ کی صفات کو سمجھ سکے اس لئے ان حروف و اصوات کے پیرایہ میں اس صفت کو کر دیا۔

مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پڑھی اور بیس دفعہ اس کو دہرایا اور اتنی دفعہ پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ اس کے معانی میں فکر کرتے تھے۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات ہم کو نماز پڑھائی اور تمام رات ایک آیت کو مکرر پڑھتے رہے اور وہ آیت یہ ہے۔ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (المائدہ ۵: ۱۱۸)

Marfat.com

"اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے بے شک تو غالب حکمت والا ہے" اور تمیم داری نے ایک رات اسی آیت میں بسر کر دی۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۔ (الجاثیۃ ۴۵: ۲۱)

"کیا جو لوگ برائیاں کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان سب کا مرنا جینا یکساں ہو جائے (کیسا غلط تصور ہے) کیا برا حکم ہے جو وہ لگاتے ہیں

اور سعید بن جبیرؓ نے اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰسٓ: ۵۹) "اور اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ"۔

خود کو مخاطب سمجھ کر پڑھنا:۔

اس کی صورت یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والا خود کو قرآن کا مخاطب سمجھے یعنی اگر امر و نہی سنے تو سمجھے کہ حکم مجھ کو ہوا ہے اور مجھے ہی منع کیا گیا ہے اسی طرح اگر وعدہ، وعید سنے ان کو اپنے حق میں فرض کرے اور اگر پہلے لوگوں اور انبیاء کرام کے قصے سنے تو جانے کہ قصے مقصود نہیں بلکہ ان سے عبرت حاصل کرنی مقصود ہے اور یہ غرض ہے کہ ان کے درمیان میں جو کچھ اپنی حاجت کی بات ہو اس کو اختیار کر لینا چاہئے کیونکہ قرآن مجید کے جتنے حصے ہیں ان کے مضامین میں سے کچھ نہ کچھ فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے حق میں ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما نثبت بہ فوادک تو تلاوت کرنے والے کو فرض کر لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبیوں کا حال اور ان کا ایذا پر صبر کرنا اور خدا تعالیٰ کی مدد کے انتظار میں دین پر جمع کرنا بیان فرمایا اور اس سے ہمارے دلوں کو ثابت رکھنا چاہتا ہے اور اس فرض کرنے اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

سلم کے لئے ہی نہیں اترا۔ بلکہ وہ تمام عالموں کے لئے شفاء و ہدایت اور نور اور رحمت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو نعمت کتاب کا شکر کرنے کا حکم فرمایا۔

فرض کرنا چاہئے کہ اس خطاب سے میں مقصود ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ "اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے"۔ (الانعام ١٩:٦)

محمد بن کعب قرشیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن پہنچا تو گویا اللہ نے اس سے کلام کیا اور تلاوت کرنے والا جب اپنے آپ کو مخاطب سمجھے تو اپنا عمل صرف سرسری پڑھ لینا مقرر نہ کرے بلکہ اس کو اس طرح پڑھے جیسے غلام اپنے آقا کا پروانہ پڑھے جس میں اس نے لکھا ہو کہ اس کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اور اس میں درج فرامین پر کاربند رہنا۔ اسی جہت سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن ہمارے رب کی طرف سے خطوط عہد و پیمان کے ساتھ آئے ہیں ان کو نمازوں میں اہم سمجھیں اور تنہائیوں میں ان پر واقف ہوں اور طاعت میں ان کی تعمیل کریں اور حضرت مالک بن دینارؒ کہا کرتے تھے کہ "اے قرآن والو! قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے۔ قرآن مومن کے حق میں بہار ہے جیسے زمین کے حق میں مینہ بہار ہوا کرتا ہے"۔ اور قتادہؒ نے فرمایا ہے کہ "جس شخص نے قرآن کی ہمنشینی کی وہ فائدہ ہی سے اٹھا"۔

قرآن سے متاثر ہونا یعنی جس طرح آیات مختلف مضامین کی آتی جائیں اسی طرح دل میں مختلف آثار ہوتے جائیں اور جس مضمون کو حزن و خوف سے اور رجا کے لئے سمجھے اسی حالت اور کیفیت سے دل موصوف ہوتا جائے اور جب آدمی کی معرفت کامل ہو گئی تو اس کے دل پر اکثر خوف غالب رہے گا۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ بندہ قرآن پڑھتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے اس کا حزن زیادہ ہو جاتا ہے اور خوشی کم۔ اور رونا زیادہ ہو جاتا ہے اور ہنسنا تھوڑا اور رنج و شغل کثرت سے ہو جاتا ہے اور راحت و بیکار رہنا قلیل۔ اور وہیب بن

Marfat.com

الورد" کہتے ہیں کہ ہم نے ان حدیثوں اور وعظ کی باتوں میں نظر کی۔ مگر قرآن کی تلاوت اور تدبر سے زیادہ کسی چیز کو نہ پایا جس سے دل نرم ہو اور اس میں خشیت پیدا ہو۔غرض کہ بندہ کا تلاوت سے متاثر ہونا یہ ہے کہ جو آیت پڑھے اس کی صفت کے ساتھ موصوف ہو جائے مثلاً" آیتِ وعید پر اور جہاں کہ مغفرت کو بہت شرطوں پر وابستہ کیا ہے۔ خوف سے اتنا گھلے کہ گویا مرجائے اور جس جگہ وسعتِ رحمت اور وعدۂ مغفرت ہو وہاں اتنا خوش ہو کہ گویا خوشی سے اڑ جائے گا اور خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے ذکر کے وقت اپنی گردن اس کے جلال کے سامنے خضوع کرنے اور اس کی عظمت کو معلوم کرنے کی جہت سے جھکا دے اور جب مشرکین کا ذکر آئے اور ان کے وہ قول پڑھے جو اللہ پر محال ہیں مثلاً" ان کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ صاحبِ اولاد ہے یا بی بی رکھتا ہے تو اپنی آواز پست کر دے اور ان کی گفتگو کی قباحت سے دل میں شرمندہ ہو کر منکسر ہو اور جنت کی صفت کے وقت باطن میں اس کا شوق ابھرے اور دوزخ کے حال معلوم ہونے پر اس کے خوف کے مارے بدن تھرا جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کو ارشاد فرمایا مجھے قرآن سناؤ تو حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے سورہ النساء شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

پھر ان کا کیا حال ہو گا جب (قیامت کے دن) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

تو دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اب بس کرو اور یہ اس لئے ارشاد فرمایا کہ اس حالت کے مشاہدہ میں آپؐ کا دل مستغرق ہو اور تلاوت کرنے والوں میں بعض اس طرح کے تھے کہ وعید کی آیتوں پر بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے اور بعض ایسے بھی گزرے کہ آیتوں کے سننے میں انتقال کر گئے۔ حاصل یہ ہے کہ اس طرح کے احوال سے تلاوت کرنے والا

Marfat.com

صرف نقل نہیں رہتا تھا" جب کہے اِنِّیۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔
اگر میں حکم نہ مانوں تو مجھے (قیامت کے) اہم دن کے عذاب سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔
(الزمر ۳۹، ۱۳)

اور دل میں خوف نہ ہو تو یہ پڑھنا صرف کلام کا نقل کرنا ہوا۔ اور جب پڑھے عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ اور توکل و انابت کی حالت نہ ہو تو یہ کہنا زبانی حکایت ہو گی اور جب پڑھے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا۔ تو چاہئے کہ اس کا حال صبر خواہ عزیمت ہو تاکہ اس آیت کے پڑھنے کی کیفیت و حلاوت پائے اور اگر ان صفات سے موصوف نہ ہو گا اور ان حالات میں اس کا دل بدلتا رہے گا تو تلاوت سے اس کو صرف زبان کی حرکت کا فائدہ ہو گا۔ اور جب پڑھنے والا آیات سے گزر جائے اور متاثر نہ ہو تو ان سے روگردان ہو گا اور اسی وجہ سے کسی نے کہا ہے۔

"جو شخص اخلاقِ قرآنی سے متصف نہیں ہوتا وہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پکار کر فرماتا ہے تجھ کو میرے کلام سے کیا واسطہ تو تو مجھ سے روگردان ہے اگر تو میری طرف رجوع نہیں کرتا تو میرے کلام کو مت پڑھ" اور گنہگار آدمی جو قرآن کو مکرر پڑھتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پروانے کو دن بھر میں کئی دفعہ پڑھ لیا کرے اور اس میں حکم ہو کہ ہمارے ملک کو آباد رکھو۔ مگر وہ اس کو اجاڑنے میں مشغول ہو اور اس کے پروانہ کو صرف پڑھ لینے پر اکتفا کرے اور تعمیل الٹی کرے اگر وہ پروانہ نہ پڑھتا اور حکم کے خلاف کرتا تو اس میں بادشاہی پروانہ کی حقارت اور غضبِ سلطانی کا استحقاق غالباً" کم ہوتا اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس کی حرکت نہایت نازیبا ہے اور اسی وجہ سے یوسف بن اسباط نے فرمایا ہے کہ میں قرآن کے پڑھنے کا قصد کرتا ہوں مگر جب اس کے مضامین یاد کرتا ہوں تو غضبِ الٰہی سے ڈر جاتا ہوں اور قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر توبہ اور استغفار کی تسبیح پڑھنے لگتا ہوں۔

Marfat.com

احوالِ تلاوت میں درجہ بدرجہ ترقی کرنا:-

تلاوتِ قرآن میں یہاں تک ترقی کرے کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ سے سنے نہ کہ اپنے آپ سے کیونکہ قرآن پاک پڑھنے کے تین درجے ہیں سب سے ادنیٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو فرض کرے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتا ہے اور میرے پڑھنے کو سنتا ہے تو اس صورت میں اس کی حالت سوال، تملق، انکسار اور عاجزی کی ہو گی دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنے دل سے مشاہدہ کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے اور اپنے لطائف سے اس کو خطاب کرتا ہے اور اپنے انعام و احسان سے اس سے بھید کہتا ہے ایسی صورت میں تلاوت کرنے والے کا مقام حب اور تعظیم سننا اور سمجھنا ہو گا۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ کلام میں متکلم کو دیکھے اور کلمات میں صفات پر دھیان کرے یعنی یہ اپنے نفس کو دیکھے نہ اپنی قرأت پر لحاظ کرے اور نہ اپنے منعم علیہ ہونے کے اعتبار سے اپنے اوپر والے انعام کے متعلق ہونے کا دھیان کرے بلکہ اپنی ہمت اور فکر کو کلام کرنے والے میں فنا کر دے اس طرح کہ گویا متکلم کے مشاہدہ میں غیر کی طرف سے کچھ خبر نہیں۔ یہ درجہ مقربین کا ہے اور اس سے پیشتر کے درجات اصحاب الیمین کے ہیں اور جو قرأت ان تینوں درجات کے علاوہ ہو وہ غافلوں کا درجہ ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے درجہ سوم کو اس طرح ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنی مخلوق کے لئے تجلی فرمائی مگر خلق کے لوگ اس کو نہیں دیکھتے اور ایک بار آپ کو نماز میں ایسی حالت ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو کسی نے اس حالت کی کیفیت پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں آیت کو بار بار دل میں پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ اس کو میں نے متکلم سے سنا پس اس کی قدرت کے مشاہدے کے لئے میرا جسم نہ ٹھہرا اس جیسے درجے میں حلاوت اور مناجات کی لذت بہت ہوتی ہے۔

Marfat.com

تلاوت کرنے والوں کے درجات:۔

تلاوت کے سلسلہ میں لوگوں کے تین درجات ہیں۔سب سے اعلیٰ درجہ اس کا ہے جو کلام اللہ میں متکلم کے اوصاف کا مشاہدہ کرے اور معانی خطاب کے ذریعے اس کے اخلاق کی آگاہی حاصل کرے۔ یہ عارفین مقربین کا مقام ہے۔

بعض اپنے رب کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کے لطف و کرم کے باعث اس سے مناجات کرتے ہیں اور اسی کے انعام و احسان کے باعث اس کو مخاطب کرتے ہیں۔ یہ حیاء و تعظیم کا مقام ہے اور توجہ و فہم کی حالت ہے۔یہ مقام اصحاب یمین کے ابرار کو حاصل ہے۔

بعض یوں محسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے رب عزوجل سے مناجات کر رہے ہیں۔ اس کا مقام سوال اور بے قراری کا ہے اور یہ طلب و تعلق کے حال میں ہے۔ یہ اصحاب یمین کے مخصوص افراد یعنی مریدین کا مقام ہے۔

تلاوتِ قرآن اور فہمِ قرآن:۔

بندے کو چاہئے کہ تلاوت میں مشاہدہ کرے کہ وہ کلام اللہ کی تلاوت کے ذریعے اپنے آقا سے مخاطب ہے اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے کلام کا متکلم ہے اور اس نے بندے کی زبان پر اپنا ذکر و وصف ایک حد تک جاری کیا تاکہ اسے بھی کچھ مل جائے جیساکہ حضرت موسیٰؑ کے سامنے درخت تھا مگر کلام کرنے والے اللہ عزوجل تھے۔

امام جعفر بن محمد صادقؓ فرماتے ہیں کہ

اللہ کی قسم اللہ عزوجل نے اپنے کلام میں مخلوق کے لئے جلوہ افروزی فرمائی مگر لوگ دیکھتے ہی نہیں ایک بار حالت نماز میں ان پر غشی طاری ہو گئی اور گر گئے جب انہیں ہوش آیا تو اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا۔

"میں اپنے دل میں ایک آیت بار بار پڑھتا رہا آخر میں نے متکلم سے یہی آیت سنی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھ کر میں اپنے جسم کو قائم نہ رکھ سکا"۔

Marfat.com

خواص کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ قلوب پر آیات کو بار بار دہراتے ہیں اور ان کی مدد سے مشاہدہ حاصل کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کے مفہوم میں غرق ہو کر بحرِ علم میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اگر تلاوت کرنے والوں کا مشاہدہ اس مقام سے قاصر رہے تو اسی بات کا مشاہدہ کرے کہ وہ کلام کے ذریعہ اس سے مناجات کر رہا ہے اور مناجات کے ذریعے تملق میں مصروف ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان سے اسے خطاب فرمایا اور اس کی حرکت و آواز کے ذریعے اس سے کلام فرمایا تاکہ وہ اس علم کے ذریعے سمجھے جو اس نے عطا کیا۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وصف کے ساتھ کلام فرمائے تو اس کے کلام کے سامنے عرش و فرش نہیں ٹھہر سکتا اور اس کی عظمت و شوکت کے سامنے زمین و آسمان کی ہر چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے علم غیب میں عقلوں سے محجوب رکھا اور دلوں سے اپنی صفت قدرت کے باعث مستور کر دیا اور قلوب کی خاطر اس کی عقول کے علوم ظاہر فرما دیئے اور اپنے لطف و احسان اور شفقت و رحمت کے صدقہ عقلوں کو اس کی سمجھ عطا فرما دی۔

تلاوتِ قرآن کے آداب بجا نہ لانے پر وعیدیں:۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور غضبِ الٰہی سے ڈرتے تھے باوجود اس کے کہ وہ کافی حد تک عمل بھی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ قرآن مجید کے حامل ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید ان کو پیٹ میں سے لعنت کرتا ہے۔ حافظِ قرآن جب اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مجید اسے اندر سے کہتا ہے واللہ! تجھے کیا ہو گیا تو نے مجھے کیوں اٹھایا کہ اپنے رب سے بھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ واضح رہے کہ حافظِ قرآن کو چاہئے کہ شیخ صادق کا مرید ہو جو اس کی کثافت اور تحملِ قرآن کی ممانعت کو دور کرے اور عظمتِ الٰہی کا حجاب اٹھائے کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا مشاہدہ کرے گا تو

Marfat.com

نافرمان نہ ہو گا جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور ان کے وارثان کامل کے بارے میں آیا ہے کہ حجاب کے بغیر ان سے کبھی معصیت واقع نہیں ہوتی۔

یوسف بن اسباطؒ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اللہ تعالیٰ سے سات سو بار استغفار کرتے اور ستر بار یوں کہتے کہ اے اللہ! عمل کے بغیر قرأت کرنے کی وجہ سے مجھ پر غضب نہ کرنا۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرے اسے اپنے رب کی نافرمانی کرنا کیونکر جائز ہو گا جب کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف اسے بلند آواز سے پکارتا ہے کہ تجھے خدا کا واسطہ ہو تو نے مجھے حفظ کیا ہے اس کی مخالفت نہ کر۔ پس حافظِ قرآن کو شایاں نہیں کہ وہ لہو و لعب کرنے والوں کے ساتھ لہو و لعب میں اور لاابالی لوگوں کے ساتھ لا ابالی پن میں اور غافل لوگوں کے ساتھ غفلت میں مشغول ہو۔

قرآن دلوں کے لئے فصلِ بہار ہے:۔

مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ اے قرآن والو! قرآن مجید نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟ کیونکہ قرآن مجید دل کے لئے فصلِ بہار ہے جیسے زمین کے لئے بارش ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے حافظِ قرآن کو مناسب ہے کہ جب لوگ سوئے پڑے ہوں تو یہ اپنی رات کو ممتاز بنائے اور دن کو جب لوگ کھانا کھائیں تو یہ اس کو مبارک بنائے۔ اور جب لوگ خوش ہوں تو یہ غمگین ہو اور جب لوگ لغو گوئی کریں تو یہ خاموش رہے اور جب لوگ اپنے کپڑوں اور رفتار میں فخر کریں تو یہ خشوع کرے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ عالم اور حافظِ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ سخت گیر، جھگڑالو، علم و حدیث سے بلند آوازی کرنے والا اور دنیا کی طرف راغب ہو۔

Marfat.com

کیونکہ جس چیز کا وہ حال ہے اس کا ایک ایک کلمہ اسے دنیا سے بے رغبتی کرنے کو کہتا ہے۔

حضرت صالح المریؒ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قرآن مجید پڑھا جب میں نے ختم کیا تو آپؐ فرمانے لگے یہ تو قرآن مجید ہے گریہ و زاری کہاں ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے دنیا میں کوئی مصیبت ہماری مصیبت سے بڑھ کر نہیں ہم میں سے ہر ایک دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا حالانکہ یہ تمام کا تمام ہماری طرف اللہ کا کلام ہے۔ آپ کے فرزند علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تلاوتِ قرآن کے وقت نہ روئے وہ مغرور ہے کیونکہ قرآن مجید سے اصل مقصود عمل ہے۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو اس قدر روتے کہ سورہ کو ختم نہ کر سکتے اور فرماتے مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو قرآن کی تلاوت کر کے خوش ہوتا ہے مگر اس کی نصائح اور زواجر و مصائب میں سے کسی چیز کے ساتھ اپنے نفس کا مؤاخذہ نہیں کرتا۔

حضرت ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے تھے اکثر دفعہ میں پانچ پانچ رات متواتر ایک ہی آیت کو پڑھتا رہتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرتا ہوں اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھ پر غفلت ڈال کر احسان نہ کرتا تو میں تمام عمر ایک ہی آیت سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا کیونکہ مجھے ہر تدبر میں نیا علم حاصل ہوتا ہے اور قرآنِ مجید کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔

حضرت سید علی خواصؒ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تمام اولیاء کرام کو تلاوت کے وقت قرآن مجید کے معانی محض اپنی کشش سے عطا نہ کرتا تو وہ ایک رات میں تمام قرآن مجید کے ختم کرنے پر کبھی قادر نہ ہوتے اس لئے کہ کاملین کے علوم جو قرآن سے متعلق ہیں وہ فکر سے مستنبط نہیں اور نہ امکانِ نظر کا نتیجہ ہیں وہ تو محض اللہ کی بخشش ہے جو تلاوت کے وقت اللہ ان کو عنایت کرتا ہے سو ان کی تلاوت ہی بمعانی کا عین

Marfat.com

ہے لیکن جب معانی تلاوتِ الفاظ کے بعد حاصل ہوں تو وہ فکر کا نتیجہ ہوں گے۔ نیز فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل کے فرمان کو جو امام احمد بن حنبلؒ کو عالم رویا میں ہوا تھا اس پر محمول کیا جاتا ہے یعنی امام موصوف نے جب خواب میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے اللہ! مقرب لوگ تیرا قرب کس چیز سے حاصل کریں؟ تو فرمایا' اے احمد میرے کلام سے۔ امام موصوف نے عرض کی اے اللہ! فہم کے ساتھ یا بغیر فہم کے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دونوں طرح خواہ فہم سے پڑھے یا بغیر فہم کے۔ پس بغیر فہم کے پڑھنے کا مطلب ہے کہ معانی بطریقِ کشف حاصل ہوں نہ کہ غور و فکر سے۔

حضرت انسؓ فرماتے تھے "بہت سے تلاوت [illegible] لے ایسے ہیں جن کو قرآن مجید لعنت کرتا ہے"۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے "کہ آدمی جب کلام اللہ پڑھتا پڑھتا لغو گفتگو کرتا ہے اور پھر اسے پڑھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے" تجھے میرے کلام سے کیا تعلق ہے؟" حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے "کہ قیامت کے دن حفاظِ قرآن سے انہی باتوں کا سوال ہو گا جن باتوں کی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو پرسش ہو گی کیونکہ ان کو حکم ہے کہ قرآن مجید کے حکم میں قصور نہ کریں"۔ حدیث ہے کہ "اس امت کے اکثر منافق قرآن خوان ہوں گے"۔

شیخ ابو السعود الجارحیؒ فرماتے تھے کہ میں اپنے شیخ کی ملاقات تک بیس سال تک متواتر ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتا رہا ہوں جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تو نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ تو ختموں کی تعداد سے خوش ہوتا رہا اور اپنے نفس سے اس پر عمل کا مطالبہ نہیں کیا پھر انہوں نے فرمایا "ہر ایک آیت میں توبہ کرو اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرو"۔

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبر ۴

توبہ و استغفار

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن مجید اور بیانِ توبہ :-

سالکانِ حق کا پہلا قدم توبہ ہے۔ توبہ کے معنی "رجوع کرنا" کے ہیں۔

التوب کے معنی گناہ کو اچھے طریقے سے چھوڑ دینے کے ہیں اور یہ معذرت کی سب سے بہتر صورت ہے کیونکہ معذرت کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ عذر کنندہ اپنے جرم کا سرے سے انکار کر دے اور کہہ دے (میں نے کیا ہی نہیں) -

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے لئے وجہِ جواز تلاش کرے اور بہانے تراشنے لگ جائے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اعترافِ جرم کے ساتھ آئندہ نہ کرنے کا یقین بھی دلائے۔ اس آخری صورت کو توبہ کہا جاتا ہے مگر شرعاً اسے توبہ تب کہیں گے جب گناہ کو گناہ سمجھ کر چھوڑ دے اور اپنی اگلی زیادتی پر نادم ہو اور دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ اگر ان گناہوں کی تلافی ممکن ہو تو حتی الامکان تلافی کی کوشش کرے۔

قرآن پاک میں بے شمار آیات ہیں جن میں توبہ کا بیان ہے اور توبہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نمونے کے طور پر چند آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمائیں۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا "(التحریم ۶۶: ۸)

"اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو نصیحت ہو جائے"۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ (النور ۲۴: ۳۱)

"اللہ کی طرف توبہ کرو تم سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ"۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۝ (البقرہ ۲: ۲۲۲)

Marfat.com

"بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے پاکیزہ لوگوں کو"۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ ○ (المائدہ ۵:۷۴)

"تو وہ کیوں رجوع نہیں کرتے اللہ کی طرف"۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ ۲:۱۶۰)

"مگر وہ جو توبہ کریں اور اصلاح کریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول کرنے والا"۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○ (آل عمران ۳:۱۷)

"صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور سحری کے وقت مغفرت مانگنے والے"۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بیانِ توبہ:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں بھی توبہ کا بیان ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گناہ پر پشیمان ہونا توبہ ہے اور گناہ کی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں" (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تحقیق بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے تو گناہ اسے غم میں ڈالتا ہے جب اللہ اسے دیکھتا ہے کہ اپنے گناہوں پر غمگین ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے"۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ندامت اٹھانے والا توبہ (کی قبولیت) کا منتظر رہتا ہے اور گناہ پسند کرنے والا عذاب کا

Marfat.com

منتظر ہوتا ہے"۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹)

حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تمہارا رب فرماتا ہے "اگر میرا بندہ میری طرف اس حال میں رجوع کرے کہ توبہ کرکے میری طرف آ جائے اور اس کے گناہوں سے زمین بھری ہو لیکن وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اس کے پاس زمین بھری ہوئی بخشش لے کر آؤں گا"۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ میں گناہوں کو بخشنے کی پوری قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کو بخش دونگا جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے" (مشکواۃ المصابیح صفحہ ۲۰۴)

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس شخص کو یہ بات محبوب ہے کہ اسے اعمال نامہ سے خوشی ہو تو وہ توبہ و استغفار کثرت سے کرے" (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۸)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر انسان خطا کار ہے (یعنی گناہگار ہے) اور بہترین خطاکار یا گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں" (سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۱۳)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ گناہ' کبیرہ نہیں رہتا اور جب گناہ پر (ضد) کی جائے تو کوئی چھوٹا گناہ چھوٹا نہیں رہتا"۔ (احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اس شکستہ دل فریادی کی کیا اچھی آواز ہے کہ جب وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو پھر جب بھی اس نے اپنے گناہ کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کا دل بھر گیا اور بے اختیار اس نے کہا۔ اے پروردگار"۔ (احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

Marfat.com

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

"انسان بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور پھر دوبارہ ان کے پاس بھی نہ جائے"۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۴۷)

توبہ کی حقیقت اور اسکی اقسام:۔

راہِ حق پر چلنے والوں کا پہلا مقام توبہ ہے جس طرح کہ طالبانِ عبادت کے لئے پہلا درجہ طہارت ہے اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ○ (التحریم ۶۶: ۸)

"اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو"۔ نیز فرمایا۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ (النور ۲۴: ۳۱)

"اے ایمان والو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا سکو"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ما من شیئ احب الی اللہ من شاب تائب۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۲۱۷)

"اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ جوان آدمی توبہ کرے"۔

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں"۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۲۰۵)

پھر فرمایا اذا احب اللہ عبدا لن یضرہ ذنب۔

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو گناہ اسے نقصان نہیں دیتا"۔

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ (البقرہ ۲۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا اور خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے"۔

Marfat.com

غرض کہ توبہ کرنے والا بے گناہ ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ بندے کو دوست رکھتا ہے تو گناہ اسے نقصان نہیں پہنچاتا۔ دریافت کیا گیا کہ توبہ کی علامت کیا ہے؟ فرمایا۔ ندامت' لیکن یہ جو فرمایا کہ گناہ دوستوں کے لئے نقصان رساں نہیں اس کا مطلب ہے کہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا اور اس کے ایمان میں خلل نہیں آتا جبکہ ایمان کو گناہ ضائع نہیں کرتا۔ تو اس معصیت کا نقصان جس کا انجامِ کار نجات ہو درحقیقت نقصان و ضیاع نہیں ہے۔

واضح رہے کہ لغت میں توبہ کے معنی رجوع کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں تَابَ اَی رَجَعَ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے باز رہنا اس لئے ہے کہ اسے خدا کے حکم کا خوف ہے، یہی توبہ کی حقیقت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ الندم توبۃ یعنی توبہ ندامت اور شرمندگی ہے۔ یہ ایسا ارشاد ہے جس میں تمام شرائطِ توبہ پنہاں ہیں اس لئے کہ توبہ کی ایک شرط مخالفت پر افسوس کرنا ہے اور دوسری شرط ترک کی حالت میں ذلت محسوس کرنا ہے۔ تیسری شرط گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا ہے۔

یہ تینوں شرطیں ندامت میں موجود ہیں کیونکہ جب ندامت دل میں حاصل ہے تو پہلی دونوں شرطیں اور تیسری شرط اس کے ضمن میں ہوتی ہے۔ ندامت کے بھی تین سبب ہیں جیسا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ پہلا سببِ ندامت یہ ہے کہ جب دل پر سزا کا خوف غلبہ پاتا ہے تب اپنے برے فعلوں پر دل آزردہ ہوتا ہے اور ندامت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ اس کی توجہ اس امر پر مرکوز ہو جائے کہ یہ فرمانِ الٰہی ہے اور اسی کی اطاعت میں اسکی رضا ہے اور نافرمانی میں ناراضگی ہے اور اس فرمانِ الٰہی کا لحاظ اس قدر غالب آئے کہ اس کی مخالفت سے ندامت پیدا ہو۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ جب نعمت کی خواہش اس کے دل پر غالب آ جائے اور وہ جان لے کہ بہ سہ فعل اور نافرمانی سے وہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا تینوں میں سے پہلا تائب دوسرا منیب اور تیسرا اواب ہے۔

Marfat.com

مقاماتِ توبہ :۔ ایسے ہی توبہ کے بھی تین مقام ہیں۔ توبہ' انابت اور اوابت۔

لہٰذا توبہ عذاب کے خوف سے بچے اور انابت حصولِ ثواب سے ہے اور اوابت رعایتِ فرمان سے ہے۔ اس وجہ سے توبہ عام مسلمانوں کا مقام ہے جو گناہ کبیرہ سے ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ○ (التحریم:۶۶)

"اے ایمان والو اللہ کے حضور سچی توبہ کرو"۔

اور انابت اولیاء و مقربین بارگاہ کا مقام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ق : ۵۰:۳۳)

"جو خدا سے حالتِ غیب میں ڈرے اور انابت والا دل لائے"۔

اور اوابت انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا مقام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ۔

"یعنی کتنا اچھا بندہ ہے کہ ہر حال میں خوب رجوع کرتا ہے"۔

لہٰذا اطاعت کے ساتھ کبائر سے رجوع کا نام توبہ ہے اور محبت میں صغائر سے رجوع کا نام انابت ہے اور از خود خدا کی طرف رجوع کا نام اوابت ہے یہ فرق ہے ان کے درمیان جو فواحش سے اوامر کے ساتھ رجوع کرے اور جو حجت اور فاسد اندیشہ سے محبت کے ساتھ رجوع کرے اور جو اپنی خودی کے ساتھ رجوع کرے۔

توبہ کی اصل یہ ہے کہ انسان کا دل خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائے چنانچہ جب بندہ اپنے برے احوال اور قبیح افعال پر غور و فکر کرتا ہے اور اس سے نجات کی کوشش کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس پر توبہ کے اسباب آسان فرما دیتا ہے اور اسے اس کی معصیت کی برائی سے نکال کر اپنی طاعت کی شیرینی میں پہنچا دیتا ہے۔

توبہ کی اقسام :۔

توبہ کی تین اقسام ہیں (۱) ایک خطا سے راہ صواب پر (۲) دوسری درستگی سے

Marfat.com

مزید درستگی پر۔ (۳) تیسری اپنی خودی سے حق تعالیٰ کی طرف۔

(۱)۔ خطا سے راہ صواب پر گامزن ہونے پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔ (آل عمران ۳:۱۳۵)

"یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے برے کام کئے یا اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور انہوں نے خدا کو یاد کرکے گناہوں کی مغفرت چاہی"۔

(۲)۔ اور وہ جو درستگی سے مزید درستگی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی مثال حضرت موسیٰ ؑ کی سی ہے کہ انہوں نے کہا۔ تُبْتُ اِلَيْكَ۔ "یعنی میں تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں"۔

(۳)۔ اور جو اپنی خودی سے حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی مثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

وانه ليغان على قلبى فانى استغفر الله فى اليوم مائة مرة

"بلاشبہ جس وقت میرے دل پر ہلکا سا ابر آ جاتا ہے اس وقت میں یقیناً روزانہ سو مرتبہ خدا سے استغفار کرتا ہوں"۔ (مسند امام احمد بن حنبل ۴:۲۱۱)

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ توبة العوام من الذنوب وتوبة الخواص من الغفلة

"عوام کی توبہ گناہوں سے ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہے"۔

اس لئے کہ عوام سے ظاہر حال پوچھا جائے گا اور خواص سے معاملہ کی تحقیق۔ کیونکہ عوام کے لئے غفلت ہے اور خواص کے لئے حجاب۔

حضرت ابو حفص حزار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

التوبة اذا ذكرت الذنب ثم لا يجد حلاوة عند ذكره فهو التوبة○

"توبہ کی تعریف یہ ہے کہ جب تم گناہ کو یاد کرو پھر تم اس کی یاد میں لذت نہ پاؤ تو وہ توبہ ہے"۔

Marfat.com

اس لئے کہ گناہ کی یاد تو حسرت سے ہو گی یا ارادہ و خواہش سے اگر اس طرح سے یاد کرتا ہے تو گنہگار ہے کیونکہ معصیت کے ارتکاب میں اتنی آفت نہیں ہے جتنی اس کے ارادہ و خواہش میں آفت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ارتکابِ معصیت ایک لحظہ کا ہوتا ہے اور اس کا ارادہ و خواہش دائمی ہمیشہ ہوتا ہے لہٰذا اس کا جسم ایک گھڑی کے لئے معصیت میں رہے وہ ویسا نہیں ہے جس کا دل دن رات اس کی سوچ میں رہتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔

التوبۃ توبتان توبۃ الانابۃ و توبۃ الاستحیاء فتوبۃ الانابۃ ان یتوب العبد خوفا من عقوبتہ و توبۃ الاستحیاء ان یتوب حیاء من کرمہ۔

"یعنی توبہ کی دو صورتیں ہیں ' ایک توبہ انابت ہے

دوسری توبہ استحیاء ہے

توبہ انابت یہ ہے کہ بندہ عذابِ الٰہی کے خوف سے توبہ کرے اور استحیاء یہ ہے کہ بندہ حق تعالٰی کے کرم سے شرم کرکے توبہ کرے۔ خوف والی توبہ جلالِ الٰہی کے کشف سے ہے اور شرم والی توبہ جمالِ الٰہی کے نظارہ سے ہے معلوم ہوا ایک جلالِ الٰہی میں اس کے خوف کی آگ سے جلتا ہے اور دوسرا جمالِ الٰہی میں شرم و حیا کے نور سے روشن ہوتا ہے ان دونوں میں سے ایک سکر میں ہے اور دوسرا ہوش میں ہے۔ اہل حیا اصحاب سکر ہیں اور اہل خوف اصحاب صحو۔

توبہ میں استقامت کا طریقہ:۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ "یا رسول اللہ! میں زبان دراز ہوں اور اپنے اہل و عیال پر زبان درازی کرتا رہتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "تم استغفار کیوں نہیں پڑھتے میں تو دن میں سو مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں"۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے

Marfat.com

قلب پر گھٹا چھائی رہتی ہے اس لئے میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں"

خدا تعالیٰ فرماتا ہے "اے مومنو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو شاید کہ فلاح پاؤ"۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے "اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے سچی خیر خواہی کے ساتھ توبہ کرو"۔

توبہ کی اہمیت:۔ توبہ ہر مقام کی اصل بنیاد اور ہر روحانی حال کی کنجی ہے۔ اس کے ذریعے مقامات کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے عمارت کے لئے زمین ہو جس کے پاس زمین نہ ہو وہ عمارت تعمیر نہیں کر سکتا۔ ایمان اور اس کے فرائض و شرائط کی صحت و درستی کے بعد ان کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں اور اگر ایمان کو شامل کر لیا جائے تو چار چیزیں ہو جاتی ہیں یہ چار چیزیں روحانی اور حقیقی ولادت کے لئے ایسے ہی ضروری ہیں جس طرح اس کے قانونِ قدرت کے مطابق چار طبعی عناصر طبعی ولادت کے لئے ضروری ہیں لہٰذا جس نے ان چار چیزوں کے حقائق سے آگاہی حاصل کر لی۔ وہ آسمانوں کے عالمِ ملکوت میں داخل ہو سکتا ہے اسے قضاء و قدر اور اس کی نشانیوں کا کشف ہو سکتا ہے وہی خدا کے الہامی کلمات کا ذوق و فہم حاصل کر کے تمام روحانی احوال و مقامات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

چار اصول:۔ تمام کرشمہ چار چیزوں کا ہے جنہیں چار اصول بھی کہہ سکتے ہیں۔

پہلا اصول ایمان ہے دوسرا اصول سچی اور مخلصانہ توبہ ہے۔ تیسرا اصول زہد ہے اور چوتھا اور آخری اصول مقام بندگی ہے۔

ان چار اصولوں کی تکمیل کے بعد مندرجہ ذیل چار چیزوں سے مدد لی جائے جو ان کی تکمیل کا باعث ہیں۔

کم بولنا' کم کھانا' کم سونا اور لوگوں سے الگ رہنا۔

تمام مشائخ اور زاہدین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان چار باتوں سے روحانی مقامات برقرار رہتے ہیں اور روحانی احوال درست ہوتے ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ کی

Marfat.com

تائید سے ابدال' ابدال بن جاتے ہیں۔

ایک اور بزرگ کا قول ہے انتباہ نیکی کی رہنمائی کا آغاز ہے جب کوئی اپنی غفلت کی نیند سے چونکے تو یہ چیز اسے بیداری کی راہ تک پہنچا دیتی ہے اور یہ بیداری اسے راہِ ہدایت کی تلاش پر لگا دیتی ہے جب وہ اس کی تلاش میں پھرتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ وہ راہِ حق پر ہے اس لئے وہ تلاشِ حق کرتا ہے اور وہ توبہ کی طرف لوٹتا ہے۔ اس حالِ انتباہ کے بعد اسے بیداری کا حال نصیب ہوتا ہے۔

بیداری :۔ شیخ فارس" کا قول ہے "کامل ترین حال بیداری اور عبرت انگیزی ہے کہتے ہیں بیداری راہِ نجات کے مشاہدہ کے بعد راستے کی لکیر کے ظاہر ہونے کا نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب صحیح بیداری نصیب ہو جائے تو بیدار انسان راہِ توبہ کے آغاز میں پہنچ جاتا ہے۔ بیداری پرہیز گاروں کے دلوں کے لئے مولیٰ کی ایک نشانی ہے جو انہیں راستہ بتاتی ہے اور جب بیداری کی تکمیل ہو جائے تو اسے مقامِ توبہ کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ بہرحال یہ تین حالتیں ہیں جو توبہ سے پہلے رونما ہوتی ہیں۔

محاسبۂ نفس :۔ توبہ کی برقراری کے لئے محاسبہ نفس کی ضرورت ہے محاسبہ کے ذریعے توبہ کو استقامت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اس سے پہلے کہ تمہارا احتساب کیا جائے تم اپنا محاسبہ کر لو۔ اور اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے تم اپنے اعمال کو تول لیا کرو۔ تم اللہ تعالیٰ کی بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرو جب تم اس دن پیش ہو گے تو کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی ہوئی نہیں رہے گی۔

نماز کا محاسبہ :۔ بندۂ حق کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے غفلت میں مبتلا رہتے ہیں اس لئے اس نے انہیں نفسانی خواہشات اور دنیا کی غلامی سے بچانے کے لئے مختلف اوقات میں یہ نمازیں فرض کی ہیں۔ یہ پنج وقتہ نمازیں ایک ایسا

Marfat.com

سلسلہ ہے جو بندوں کو حقِ ربوبیت ادا کرنے کے لئے بندگی اور عبودیت کے مقامات میں جکڑ دیتا ہے اس طرح ہر شخص ایک نماز سے دوسری نماز تک محاسبہ کرتا رہتا ہے اور اپنے عمدہ محاسبہ کی بدولت شیطان کی گذرگاہوں کا انسداد کرتا ہے۔ وہ اس وقت نماز شروع کرتا ہے جب کہ وہ اچھی طرح توبہ اور استغفار کے ذریعے دل کی گرہیں کھول لے کیونکہ خلافِ شرع ہر کلمہ اور ہر حرکت اس کے قلب میں ایک سیاہ داغ ڈال دیتی ہے اور اس میں ایک گرہ لگا دیتی ہے مگر محاسبہ کرنے والا نماز کے لئے اپنے باطن کو ضبط اعضاء و جوارح کے ذریعے آمادہ کرتا ہے اور مقام محاسبہ کو مستحکم کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کا نور دوسری نماز تک اس کے وقت کے تمام اجزاء کو روشن کرتا ہے اس طرح اس کی نماز اس کے اوقات سے منوّر رہتی ہے اور اس کے اوقات نماز کے نور سے روشن اور معمور رہتے ہیں۔

مراقبۂ باطن:۔ حضرت جنیدؒ کا قول ہے۔ "جس کی نگرانی درست ہو اس کی ولایت ہمیشہ باقی رہتی ہے"۔ شیخ واسطیؒ سے دریافت کیا گیا کہ "کون سا کام افضل ہے؟" تو آپ نے فرمایا۔ "افضل کام سرباطن کی نگہداشت ہے جو ظاہر کے محاسبہ اور باطن کے مراقبہ سے ہے ان میں سے ہر ایک کی دوسرے سے تکمیل ہوتی ہے اور ان دونوں سے توبہ قائم رہتی ہے"۔

مراقبہ اور نگہداشت دو عمدہ روحانی حال ہیں توبہ کے مقام کی درستی کے ساتھ یہ بھی درست رہتے ہیں اور ان کی تکمیل سے توبہ درست رہتی ہے لہٰذا محاسبہ' مراقبہ اور نگہداشت مقامِ توبہ کے لئے ضروری ہیں۔

شیخ جریریؒ کا قول ہے۔ ہمارا کام ان دو فضیلتوں پر مبنی ہے۔ (۱) مراقبہ کو ضرور سمجھو (۲) علم تمہاری ظاہری حالت کو اچھی حالت میں برقرار رکھے۔

شیخ مرتعشؒ کا قول ہے۔ مراقبہ ہر لمحہ اور ہر لفظ میں مشاہدۂ حق کے لئے باطن کی نگہداشت کا نام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جو ہر نفس کے عمل کی نگرانی کرتا ہے"۔

Marfat.com

یہ علم قیام ہے اور اسی کے ذریعے علم حال کی تکمیل اور اس کی کمی بیشی کا علم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلقات کا معیار معلوم کرے۔ یہ تمام چیزیں صحیح توبہ کے لئے ضروری ہیں۔ صحیح توبہ ان کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ تصور عزائم کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور عزائم اعمال کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ تصورات سے قلب کے ارادہ کی تکمیل ہوتی ہے اور چونکہ قلب اعضاء و جوارح کا حاکم ہے اس لئے جب تک قلب کوئی ارادہ نہ کرے اس وقت تک اعضاء حرکت میں نہیں آتے لہٰذا مراقبہ ایسی چیز ہے جس کے ذریعے بڑے تصورات کے مواد کا قلع قمع ہوتا ہے۔ مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل ہوتی ہے اور جو تصورات کو ضبط کرے وہ اعضاء و جوارح کی ضروریات کو پورا کر لیتا ہے اس کے بعد مراقبہ سے جو چیز چھوٹ جائے اس کی تلافی محاسبہ کرتا ہے۔

مجاہدۂ نفس :۔ جو کوئی اپنے محاسن و عیوب کو صدق و اخلاص کے ترازو میں نہ تولے وہ کامل مردوں کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا لہٰذا اعمال کی خامیوں کو ملاحظہ کرنا صحیح توبہ کے لئے ضروری ہے اور توبہ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک سچے دل سے مجاہدہ نہ کیا جائے سچے دل سے مجاہدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس میں صبر پایا جائے۔ چنانچہ فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے"۔ یہ مجاہدۂ نفس اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب کہ صبر کیا جائے بہترین صبر وہ ہے جو خدائی راہ میں اختیار کیا جائے یعنی اسے ہمہ تن اسی کی لگن ہو اور وہ سچے دل سے مراقبہ کر کے برے تصورات کو دل سے نکال دے۔

موت سے قبل توبہ میں صلحاء کا عمل :۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مرض میں ان کے دل اس خوف سے گھبراتے کہ ان کی اجل کا آخری وقت ہو اور وہ توبہ بھی نہ

Marfat.com

کر سکیں اور نہ حقوق کی ادائیگی ہو سکے۔ پس وہ آخرت کی طرف نافرمان بن کر جائیں جیسے کہ وہ غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں بدکاری کی ہو اور اسے آقا کی حالتِ غضب اس کے سامنے پکڑ کر لے آئے۔

ایک مرتبہ حسان بن سنانؒ بیمار ہوئے ان کے دوست عیادت کو آئے اور حال دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ "اگر جہنم کی آگ سے بچ جاؤں تو اچھا ہوں"۔ پھر انہوں نے دریافت کیا۔ "آپ کیا چاہتے ہیں؟" انہوں نے کہا "مرنے سے پہلے ایک لمبی رات مل جائے جس کو نماز اور استغفار ہی میں تمام کروں"۔

مالک بن دینارؒ کا عہد:۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں ایک ہمسایہ کے گھر گیا جو مرضِ موت میں مبتلا تھا وہ ایک گناہگار آدمی تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تو اللہ تعالیٰ سے عہد نہیں کرتا کہ تو کبھی گناہ نہیں کرے گا ممکن ہے کہ تو اسی عہد پر مرجائے۔ مالکؒ کہتے ہیں میں نے گھر کے اندر سے ایک آواز سنی کہ اگر اس کا عہد ایسا ہو جیسا کہ وہ ہمارے ساتھ کرتا ہے اور پھر توڑ دیتا ہے تو اس میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے غصہ اور بڑھتا ہے۔ پس مالکؒ غش کھا کر گر پڑے۔

ربیع بن خثیمؒ جب مرضِ موت میں گرفتار ہوئے تو لوگوں نے ان سے کہا "آپ طبیب کیوں نہیں بلواتے؟" وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے۔ "کہاں ہیں عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے درمیان دیگر بہت سی امتیں۔ خدا نے تمام کے سامنے مثالیں بیان کیں اور تمام کو ہلاک کردیا"۔

سفیان بن عینیہؒ فرماتے ہیں ہم فضیل بن عیاضؒ کی عیادت کو گئے تو فرمانے لگے کہ "اگر تم میرے پاس نہ آتے تو مجھے یہ بات تمہارے آنے سے زیادہ پسند تھی میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے پاس اپنے رب عزوجل کی شکایت نہ کروں"۔

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کسی مریض کی عیادت کو گئے ہم نے اس کا حال دریافت کیا اس نے کہا جناب میں دنیا میں آیا تھا تو ناخوش تھا اس میں ظالمانہ زندگی بسر کی اب میں اس سے علیحدہ ہوتا ہوں تو پشیمان ہوں۔

Marfat.com

حسن بصریؒ عطا سلمیؒ کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں گئے ان پر صفرا کا غلبہ تھا۔ حسن بصریؒ نے کہا۔ اے عطا! اگر تم صحن میں لیٹو تو اچھا ہے انہوں نے جواب دیا میں اپنے رب سے شرماتا ہوں کہ وہ مجھے حظِ نفس کے لئے سعی کرتے دیکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بیمار ہوئے تو ان کے لئے طبیب لایا گیا۔ طبیب نے ان کو دیکھا اور کہا کہ ان کا جگر خوفِ الٰہی سے پھٹ گیا ہے میں اس کا علاج نہیں کر سکتا۔

ابوبکر حیاشؒ بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک نصرانی طبیب آیا۔ انہوں نے اسے ہاتھ لگانے سے روک دیا۔ جب وہ اٹھ کر چلا تو انہوں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور فرمایا۔ اے اللہ! جیسے تو نے مجھے کفر کی تکلیف سے نجات دی ہے ایسے ہی جو تیری مرضی ہو میرے ساتھ کر۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں" اکابر کے سوا بہت کم مریض ان چار خصلتوں سے بچ سکتے ہیں (۱) طمع (۲) جھوٹ (۳) شکوہ (۴) ریا۔"

مرض کے شکرانہ میں صدقہ:۔ شداد بن حکیمؒ جب بیمار ہوتے تو مرض کے شکرانہ میں سو درہم صدقہ کرتے۔

حضرت عمر بن خطابؓ جب بیمار ہوتے تو طبیب کے مشورہ کے مطابق عمل نہ کرتے لوگوں نے ایک دفعہ ان سے کہا آپ طبیب کیوں نہیں بلاتے انہوں نے فرمایا "بخدا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تندرستی میرے کان کو ہاتھ لگانے میں ہے تو میں کان کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔

موت میں اہل اللہ کے ارشادات:۔

لوگ یحییٰ بن معاذؒ کے پاس آئے اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا۔ "میں نے دنیا میں ظالمانہ زندگی بسر کی ہے"۔

امام شافعیؒ سے جب لوگوں نے حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا "میں دنیا

Marfat.com

سے رخصت ہونے کو ہوں اور میرے بد اعمال میرے سامنے آنے والے ہیں اور میں خدا کے فضل پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں"۔

حضرت داؤد طائیؒ کے پاس ان کی بیماری میں ایک امیر آیا اور اس نے ایک ہزار دینار ان کے پہلو میں رکھ دیئے اور کہا کہ "انہیں اٹھائیں' اللہ آپ کو آرام دے"۔ پھر دریافت کیا "کیا کوئی اور ضرورت ہے؟" انہوں نے فرمایا "ہاں آج کے بعد پھر تم میرے پاس نہ آنا"۔ پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "یہ میری برائی کو موت سے پہلے اور بھاری بنانا چاہتا ہے"۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس لوگ عیادت کو گئے اور ان سے دریافت کیا۔ "آپ کیا چاہتے ہیں؟" انہوں نے فرمایا "موت سے پہلے اپنے دوست یوسف بن اسباطؒ کو ایک نظر دیکھ لوں"۔

حاتم اصمؒ کسی بخیل کو موت میں خیرات کرتے دیکھتے تو فرماتے۔ "اللہ اسے ہمیشہ بیمار رکھنا' کیونکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور فقراء کے لئے بھی بہتر ہے"۔

حضرت محمد بن سیرینؒ سے لوگوں نے مرضِ موت میں ان کی حالت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا۔ "میں شدید بلا میں گرفتار ہوں اگر بھوکا ہوتا ہوں تو سیر نہیں ہوتا' پیاس لگتی ہے تو بجھتی نہیں اور سونا چاہتا ہوں تو نیند نہیں آتی"۔ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرینؒ بیماری کی حالت میں بہت کم شکایت کیا کرتے تھے لیکن یہ مرض ان پر بھاری ہوا اور اس کے جھیلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اس لئے وہ دوستوں سے کہتے کہ "مہربانی کرکے میرے لئے دعا کرو"۔

ایک مرتبہ فضیل بن عیاضؒ بیمار ہوئے۔ لوگوں نے ان سے حال دریافت کیا تو فرمانے لگے۔ "راضی ہوں مگر میرے لئے لمبی بیماری کی دعا کرو تاکہ میں لوگوں کو نہ دیکھوں اور نہ لوگ مجھے دیکھیں"۔

ابوبکر بن عبداللہؒ کے پاس لوگ عیادت کے لئے گئے ابوبکر دو آدمیوں کے سہارے سے باہر آئے تو لوگوں نے دعا کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اس شخص پر رحم کرے جو اپنے رب کی اطاعت میں مشغول ہو اس سے پہلے کہ اس پر میرے جیسی حالت وارد ہو"۔

مامون کے پاس لوگ آخری وقت میں عیادت کے لئے گئے تو مامون اپنے خادموں کو کہہ رہا تھا۔ "میرے لئے گھوڑے کی جھول بچھاؤ اور اس پر خاکستر پھیلاؤ"۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل کی پھر وہ اس پر لوٹنے لگا اور کہا "اے دائمی ملک کے بادشاہ! فانی ملک کے بادشاہ پر رحم کر"۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا وقتِ وفات قریب آیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی تھی کہ تمہارا دنیاوی سامان اتنا ہونا چاہئے جتنا سوار کا توشہ لیکن افسوس کہ میں نے اس قدر مال و متاع جمع کر لیا ہے"۔ یہ کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا جب ان کا انتقال ہوا تو تمام اسباب کی قیمت صرف پندرہ درہم لگائی گئی۔

ابراہیم نخعیؒ کا جب وقتِ موت قریب آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے پوچھا رونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا۔ "میں اپنے رب کے قاصد کا منتظر ہوں معلوم نہیں وہ جنت کی خوشخبری سناتا ہے یا دوزخ کی"۔

محمد بن منکدرؒ کی موت کا وقت آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا "میں ان گناہوں پر روتا ہوں جنہیں میں اپنی نظر میں حقیر خیال کرتا تھا مگر وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں"۔

محمد بن سیرینؒ کا انتقال ہونے لگا تو وہ روئے۔ لوگوں نے دریافت کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا "گذشتہ زندگی میں کوتاہی اور نارِ جہنم میں جانے پر روتا ہوں"۔

عمر بن عبدالعزیز کی وفات قریب آئی تو فرمانے لگے۔ "اے اللہ! میں نے گناہ کئے ہیں اگر معاف کر دے تو مجھ پر احسان ہے اور اگر عذاب دے تو تیرا عدل ہے ظلم نہیں ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں"۔ پھر جاں بحق ہو گئے۔

Marfat.com

عامر بن قیسؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو روئے اور فرمانے لگے۔ "میں موت کے ڈر سے نہیں روتا اور نہ مجھے دنیا کی حرص ہے بلکہ میں اپنے رب کی جی بھر کر طاعت نہ کرنے پر اور سردیوں کی راتوں میں قیام نہ کرنے پر روتا ہوں"۔

عبداللہ بن مبارکؒ جب فوت ہونے لگے تو اپنے غلام سے کہا۔ "میرا سر مٹی پر رکھ دو"۔ غلام رونے لگا۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کی۔ "مجھے آپ کا وہ آرام یاد آیا ہے جس میں آپ تھے اور اب آپ وہی ہیں کہ اس حالت میں جان دیتے ہیں"۔ انہوں نے فرمایا "میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ میں ایسی حالت میں ہی مروں"۔ پھر فرمانے لگے "اے دوست! جب حالت بدل جائے تو مجھے لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرنا اور ایک دفعہ تلقین کرکے دوبارہ نہ کرنا مگر جب میں اس کے بعد کوئی اور کام کروں"۔

عطاء بن یسارؒ فرماتے تھے کہ امام احمد بن حنبل کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا "اے احمد! تو دنیا سے اس حالت میں جا رہا ہے کہ مجھ سے مامون ہے" انہوں نے فرمایا "میں ابھی تیری عداوت سے مامون نہیں ہوں"۔

امام حسن بصریؒ ایک آدمی کے پاس گئے جو نزع کی حالت میں تھا تو فرمانے لگے "جس کام کا انجام ایسا ہو اس سے شروع ہی سے بے رغبتی لازم ہے"۔

حضرتِ ابوذرؓ کا وقتِ وفات قریب آیا تو فرمانے لگے۔ "اے موت! گلا گھونٹنے میں جلدی کر کیونکہ میں اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں"۔

حضرتِ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے انتقال کا وقت آیا تو فرمانے لگے "اے اللہ! ایک نہایت ہی سخت دل گنہگار بوڑھے پر رحم کر۔ اے اللہ! میری لغزش معاف کر دے اور خطائیں بخش دے اور اس جاہل پر نرمی کر جو تیرے سوا کسی پر بھروسا نہیں کرتا اور نہ کسی سے امید رکھتا ہے"۔ پھر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

ہشام بن عبدالملکؒ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اپنی اولاد کو دیکھا جو ان کے پاس رو رہی تھی اور کہنے لگے۔ "ہشام نے تمہارے لئے دنیا بخش دی اور تم اس پر

Marfat.com

روتے ہو اور اس نے جو کچھ جمع کیا تمہارے لئے چھوڑ دیا اور تم نے اس پر اس کے کمائے ہوئے گناہ چھوڑے پس اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا تو ہشام کا انجام کیسا برا ہے"۔

لہٰذا اگر انہیں صحیح طریقے سے حاصل کیا گیا تو سمجھ لو تمام روحانی مقامات حاصل ہو گئے۔

ایمان کے بعد سب سے پہلی چیز توبہ ہے مگر صحیح توبہ کے ابتدائی مرحلوں پر چند روحانی احوال کی ضرورت ہوتی ہے اگر وہ درست رہیں تو توبہ میں استقامت نصیب ہوتی ہے لہٰذا توبہ سے پہلے ملامت کرنے والے ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ضمیر روحانی حال اور فیضِ خداوندی کا نتیجہ ہے زجر و ملامت کی حالت توبہ کی کنجی اور اس کا آغاز ہے۔

زجر و ملامت :۔

ایک آدمی نے بشر الحافی سے پوچھا "کیا بات ہے کہ میں تمہیں غمگین دیکھتا ہوں"، انہوں نے فرمایا "اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بھٹکا ہوا ہوں۔ راستے سے بھٹک گیا ہوں اور اس کی تلاش میں ہوں اگر یہ معلوم ہوتا کہ منزل مقصود کا راستہ کدھر ہے تو میں اسے تلاش کرتا مگر مجھ پر ایسا خوابِ غفلت طاری ہے کہ اس سے کوئی چھٹکارا نہیں۔ البتہ اگر مجھے زجر و ملامت کی جاتی تو مجھ پر اس کا اثر ہوتا۔

کہتے ہیں کہ "میں نے بصرہ میں ایک بدو کو دیکھا جس کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور ان میں سے پانی بہہ رہا تھا" میں نے اس سے کہا۔"تم اپنی آنکھیں کیوں نہیں پونچھتے؟ اس نے مجھے کہا "طبیب نے منع کر رکھا ہے اور جو منع کرنے سے باز نہ آئے اس کا بھلا نہیں ہوتا"۔

حالِ انتباہ :۔ باطن میں برائی سے روکنے والا ایک حال ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور توبہ کرنے والے کے لئے اس کا وجود ضروری ہے اس طرح باز آ جانے

Marfat.com

کے بعد طالب حق پر انتباہ (بیدار ہونا) کا حال طاری ہوتا ہے جس کے بارے میں ایک بزرگ نے فرمایا ہے "جس نے حوادث اور مختلف کیفیات کے مطالعہ کو ضروری قرار دیا وہ بیدار ہے"۔

شیخ ابو یزید کا قول ہے کہ انتباہ کی پانچ علامتیں ہیں۔

(۱)۔ جب اپنے نفس کو یاد کرے تو اپنے آپ کو فقیر سمجھے۔

(۲)۔ جب اپنے گناہ یاد کرے تو استغفار کرے۔

(۳)۔ جب دنیا کو یاد کرے تو عبرت حاصل کرے۔

(۴)۔ جب آخرت کو یاد کرے تو خوش رہے۔

(۵)۔ جب مولیٰ کو یاد کرے تو لرزہ براندام ہو جائے۔

استغفار کی فضیلت کا بیان :-

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ○ (آل عمران۳:۱۳۵)

"اور وہ لوگ جب برے کام کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں پس وہ فوراً" اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں"۔

حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا "قرآن پاک میں دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو بندہ گناہ کرے اور ان کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے"۔ ایک آیت جو اوپر گذری ہے اور دوسری آیت حسب ذیل ہے۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا○
(النساء:۱۱۰)

"اور جو کوئی برا کام کرے یا ظلم کرے اپنے نفس پر پھر اللہ سے مغفرت مانگے پائے گا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا"۔

Marfat.com

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○ (النصر۱۱۰:۳)

"پس تسبیح بیان کر اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اسی سے مغفرت طلب کر۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

سبحانک اللھم و بحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم اور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص استغفار کی کثرت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر رنج سے کشادگی اور ہر تنگی سے نکاسی کی صورت کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے کہ اس کو خیال بھی نہ ہو" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں دن میں ستر بار استغفار کرتا ہوں اور اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں"

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے دل میں میل آ جاتا ہے یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں"۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تین بار یوں کہے **استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ**۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مثل ہوں یا عالج کی ریت کے شمار کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے موافق یا دنیا کے دنوں کے عدد کے مطابق ہوں۔

ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص یہ کہے گا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ صف جنگ سے بھاگنے والا ہو"۔

Marfat.com

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ "میں اپنے گھر والوں پر سخت زبان تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں میری زبان مجھے دوزخ میں نہ داخل کر دے"۔ آپؐ نے فرمایا "تم استغفار سے غافل کیوں ہو؟ میں دن میں سو مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں"۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "قصہ بہتان میں مجھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"۔ "اگر تو کسی گناہ کی مرتکب ہو تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کر اور توبہ کر کیونکہ گناہ سے توبہ ندامت اور استغفار ہی ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم استغفار میں یہ فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ هَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطِیْئَتِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ

(شرح السنہ، ۵ : ۱۷۲)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "میں ایسا آدمی تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ کو جس قدر اس سے مجھ کو فائدہ دینا منظور ہوتا تھا اس قدر نفع پہنچاتا تھا اور جب کوئی آپؐ کے اصحاب میں سے مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس کو قسم کھلا لیتا تھا جب وہ قسم کھا لیتا تو میں یقین کر لیتا تھا"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایماندار جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور اپنی حرکت سے باز آئے اور استغفار پڑھے تب اس کا دل اس سیاہ نقطہ سے صاف ہو جاتا ہے ورنہ اگر گناہ زیادہ کرے تو وہ نقطہ بڑھتے بڑھتے اس کے دل پر چھا جاتا ہے" اور اسی سیاہی کے چھا جانے کا نام رات ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ اور یہ بھی انہی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

اللهم اجعلنی من الذین اذا احسنوا استبشروا واذا اساءوا استغفروا

اور فرمایا کہ "جب کوئی گناہ کرے اور کہے **اللهم اغفرلی** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا پھر معلوم ہوا کہ میرا کوئی رب ہے جو گناہ پر مؤاخذہ کرتا ہے اور خطا کو معاف کرتا ہے۔ اے بندے! جو چاہے سو کر میں نے تجھے بخش دیا"۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "جو استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہ پر مصر نہیں کہلاتا اگرچہ ایک دن میں ستر بار اس گناہ کو کرے" اور فرمایا "ایک آدمی نے کبھی گناہ نہیں کیا تھا آسمان کی طرف نگاہ کر کے کہا "میرا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اے میرے رب مجھے بخش دے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں نے بخش دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر جان لیا کہ اللہ تعالیٰ میرے حال پر مطلع ہے تو اس کا گناہ بخشا جائے گا گو وہ مغفرت کی درخواست نہ کرے۔

استغفار کے منقول کلمات:-

اور مروی ہے کہ افضل استغفاروں میں سے یہ کلمات ہیں۔

اَللّٰهُمَّ انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء لك بذنبی فاغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت قال من قالها بعد ما یصبح موقنا بها فمات من یومه کان من اهل الجنة ومن قالها بعد ما یمسی موقنا بها فمات من لیلة کان من اهل الجنة (مسند امام احمد)

آثار خالد بن معداد کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں میں سے مجھ کو زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو میری محبت کے باعث آپس میں محبت رکھتے ہیں اور ان کے دل مسجدوں سے وابستہ ہیں اور استغفار کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جب میں زمین والوں کو سزا دینا چاہتا ہوں تو وہ یاد آ جاتے ہیں اس لئے ان کے طفیل میں زمین والوں کو جانے دیتا ہوں اور عذاب کو ان پر سے ہٹا دیتا ہوں"۔

اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید تم کو تمہارا مرض اور دوا دونوں بتاتا ہے

Marfat.com

تمہارا روگ تو گناہ اور دوا استغفار ہے"۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص تباہ ہوتا ہے تعجب ہے کہ نجات اس کے ساتھ ہے اور پھر وہ ہلاک ہو جاتا ہے" لوگوں نے پوچھا کہ "نجات کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ استغفار ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے دل میں استغفار نہیں ڈالا کہ اس کو عذاب دینا چاہتا ہو یعنی جس کو عذاب دینا منظور نہیں اس کو استغفار کا الہام کر دیتا ہے"۔

اور فضیلؒ کا قول ہے کہ "بندے کی طرف سے استغفر اللہ کہنے کا معنی ہے کہ مجھ کو معاف کر دے"۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ "بندہ گناہ اور نعمت کے درمیان ہے ان دونوں چیزوں کی اصلاح بجز استغفار اور شکر کے نہیں"۔

اور ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ "تم میں سے کوئی یوں مت کہے **استغفر اللّٰہ اتوب الیہ** کہ یہ گناہ اور جھوٹ ہو گا بلکہ یوں کہا کرو **اللھم اغفرلی وتب علی**

فضیل فرماتے ہیں کہ "استغفار بغیر گناہ ترک کرنے کے جھوٹوں کی توبہ ہے"۔

اور رابعہ عدویہؒ نے کہا ہے کہ "ہم لوگوں کے استغفار کے لئے بہت سا استغفار چاہیئے یعنی دل غافل سے استغفار کرنا بھی ایک گناہ اور ہنسی ہے اس کے لئے اور استغفار کرنا چاہیئے"۔ اور بعض حکماء نے فرمایا ہے کہ "جو کوئی ندامت سے پیشتر استغفار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے اور اس کو اس بات کا علم نہیں"۔ ایک اعرابی کو کسی نے سنا کہ "کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا الٰہی گناہ پر اصرار کرنے کے باوجود میرا استغفار کہنا ملامت ہے اور تیرے عفو کی وسعت کو معلوم ہے میرا استغفار سے چپ رہنا بھی عاجزی ہے تجھ کو ہر چند میری پرواہ نہیں مگر تو مجھ پر نعمتیں اور احسان کر کے میرا دوست بنتا ہے اور میری یہ شامت ہے کہ باوجود تیری طرف محتاج ہونے کے گناہ کر کے تیرا دشمن بنتا ہوں۔ تو معاف فرمانے والا ہے تو میرے بڑے

Marfat.com

گناہ کو اپنی بڑی عفو میں داخل کر دے"۔

اور ابو عبداللہ وراقؒ کہتے ہیں کہ اگر تیرے اوپر قطروں کے شمار اور سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہوں اور جب تو اپنے رب سے یہ دعا اخلاص کے ساتھ مانگے گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ گناہ تجھ سے دور ہو جائیں گے"۔ دعا یہ ہے۔

استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ استغفرک لک من کل امر و عدتنا مبین نفسہ ثم لم الفک بہ و استغفرک من کل عمل اردت بہ وجھک فخالطہ غیرک و استغفر من کل نعمۃ انعمت بہا علی فاستعنت بہا علی معصیتک و استغفرک یا عالم الغیب و الشھادۃ من کل ذنب اتمت فی ضیاء النھار و سوا اللیل فی بلد فلا و سر و علانیۃ ○ کہتے ہیں کہ یہ استغفار حضرت خضر علیہ السلام کا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر ۵

درود و سلام

Marfat.com

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (الاحزاب ۳۳ : ۵۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو"۔

صلوٰۃ و سلام کے معنی:۔ لفظ صلوٰۃ عربی زبان میں چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے رحمت، دعا، مدح و ثنا

آیت مذکورہ میں صلوٰۃ کی جو نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ سے مراد آپؐ کے لئے دعا کرنا ہے اور عام مومنین کی طرف سے صلوٰۃ کا مفہوم دعا و مدح و ثنا کا مجموعہ ہے۔

اور لفظ "سلام" مصدر بمعنیٰ "سلامت" استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد نقائص و عیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے اور "السلام علیک" کے معنیٰ نقائص اور آفات سے سلامتی کے ہیں۔

اور بعض حضرات نے یہاں لفظِ سلام سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات لی ہے کیونکہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے تو السلام علیک سے مراد ہوگا اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت و رعایت پر متولی اور خود کفیل ہے۔

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت عظمت شان کا خاص مظہر ہے جس میں اول یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں اور پھر عام مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا

Marfat.com

کریں۔

اس میں صلوٰۃ (درود) کی نسبت جو حق تعالیٰ کی طرف ہے اس کے معنی رحمت و شفقت کے ساتھ اعزاز و اکرام ہے اور فرشتوں کے درود کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مزید رحمت و اعزاز کی دعا کرتے ہیں اور مسلمانوں کو صلوٰۃ بھیجنے کے ارشاد کا بھی یہی مفہوم ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مزید رحمت و اعزاز کی دعا کرتے ہیں۔

صلوٰۃ و سلام کا طریقہ :۔ صلوٰۃ و سلام کا طریقہ صحابہ کرامؓ نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا تھا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا حکم دیا ہے ایک صلوٰۃ اور دوسرے سلام۔ سلام کا طریقہ تو التحیات (نماز) میں ہمیں بتلا دیا ہے **السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ** لیکن صلوٰۃ کا طریقہ ہمیں معلوم نہیں وہ بتلا دیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صلواۃ کے لئے یہ الفاظ پڑھا کرو۔ "

اللھم صل علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید○

اسی لئے التحیات کے بعد نماز میں اسی درود شریف کا پڑھنا سنت قرار دیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عظیمہ کا تقاضا یہ تھا کہ مسلمان اپنی طرف سے اس احسان عظیم کا کوئی بدلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے لیکن اس درود شریف میں جو الفاظ مسلمانوں کو تلقین کئے گئے ہیں ان کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اپنی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تحفہ پیش کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے دعا و درخواست کریں کہ وہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید رحمت نازل فرمائے۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

Marfat.com

اتنا بلند ہے کہ تمام امت مل کر بھی آپؐ کے شایان شان کوئی تحفہ پیش کرنے کی قدرت نہیں رکھتی جو آپؐ کے احسانات کا کچھ بدل ہو سکے۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا و درخواست کریں کہ وہی اپنی شان کے مطابق مزید رحمت اور لطف و کرم کا نزول فرمائے ہمارے محسن اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس درخواست و دعا کی حاجت نہیں بلکہ اس کا سارا فائدہ بھی ہمیں ہی پہنچتا ہے۔

درود شریف کے فضائل اور دینی و دنیوی مقاصد کے حصول میں اس کی برکات مستند روایات سے نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا"۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۷۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا"۔ (سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا حتیٰ کہ آپؐ ایک کھجور کے باغ میں داخل ہوئے وہاں آپؐ نے ایک لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات نہ دے دی ہو۔ میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک آپؐ نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور فرمایا۔ اے عبدالرحمٰن! تمہیں کیا ہو گیا۔ میں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھ سے کہا کہ میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو فرماتا ہے کہ جو شخص آپؐ پر درود پڑھے میں بھی اس پر درود پڑھتا ہوں۔ اور جو کوئی آپؐ کو سلام کرتا ہے میں اس پر سلام بھیجتا ہوں"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۹۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

"درود بھیجنا گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جانوں کے آزاد کرنے سے افضل ہے یا یہ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔ (کنز الاعمال جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

حضرت براء بن عازبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے ذریعے اس کے دس درجے بلند کرتے ہیں اور دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۱، ۱۴۹)

حضرت ابی کاہلؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر محبت و شوق سے تین مرتبہ دن میں اور تین مرتبہ رات میں درود بھیجے گا تو میرے ذمہ ہے کہ میں اس کے اس دن اور رات کے گناہوں کے لئے استغفار کروں"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۹)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر دن میں ایک ہزار بار درود بھیجے اسے اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۴۳)

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ "کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے اتنا قریب ہو جاؤں جتنا زبان سے کلام یا بدن سے روح یا آنکھ سے نور یا کان سے سماعت پس اگر تم چاہتے ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کرو"۔ (درۃ الناصحین جلد ۲ صفحہ ۵۱، ۵۰)

درود و سلام کا آپؐ کی خدمت میں پیش ہونا:۔

اس کائنات میں جو کوئی آپؐ کی ذات اقدس پر درود بھیجتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا ہے آپ کی خدمت اقدس میں مقرر فرشتے اس

Marfat.com

درود و سلام عرض کرنے والے کا نام اور اس کی ولدیت کا تذکرہ کر کے عرض کرتے ہیں فلاں نے آپؐ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ بعض اہلِ محبت و ادب ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر آقا علیہ السلام شفقت فرماتے ہوئے خود ان کا درود سنتے ہیں اور جواب سے نوازتے ہیں۔ خصوصاً" روضۂ اقدس کے زائرین و حاضرین کا صلوٰۃ و سلام خود ہی سماعت فرماتے ہیں۔ امتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاں اس کا نام اور تذکرہ ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہو وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے"۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک اللہ سبحانہ کے فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں"۔

آقا علیہ السلام کی غلاموں پر حد درجہ شفقت:۔

متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی آپؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو آپؐ اس امتی کو خود جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے ایک فرشتہ بھی مقرر کر رکھا ہے جو ہر درود بھیجنے والے کو اس کا جواب دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے چہرۂ انور کے خطوط

Marfat.com

چمک رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج تک اس سے زیادہ بشاشت اور خندہ پیشانی کے عالم میں کبھی آپؐ کو نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں کیوں خوش نہ ہوں اور مجھ پر خوشی کے آثار کیوں نہ ظاہر ہوں جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی ابھی مجھ سے مل کر گئے ہیں اور بتلا کر گئے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپؐ کی امت میں سے آپؐ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا اور فرشتہ بھی اسے وہی بات کہے گا جو اس نے آپؐ کے متعلق کہی۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش سے لے کر قیامت تک ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو درود پڑھنے والے کو یہ جواب دیتا ہے کہ "تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت نازل ہو"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں سے ایک فرشتے کو مخلوقات کی آواز سننے کی قوت عطا فرمائی ہے جو میری قبر پر تا قیامت کھڑا رہے گا میری امت میں سے جو کوئی مجھ پر ایک بار بھی درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ سن کر مجھے بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس رحمتیں درود بھیجنے والے پر نازل فرماتے ہیں اور اگر درود پڑھنے والا بڑھا دے تو اللہ تعالیٰ بھی بڑھا دیتا ہے"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۴۵)

ہمہ وقت درود شریف :-

درود شریف ایسی عبادت ہے جو ہر وقت کی جا سکتی ہے اس میں وقت یا حال کی کوئی قید نہیں بلکہ امتی جتنا درود و سلام پڑھے اتنا کم ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دو تہائی رات گذرتی تو نمازِ شب کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور

Marfat.com

فرمایا کرتے۔
لوگو! اللہ کا ذکر کیا کرو' اللہ کو یاد کرو تھرتھرا دینے والی ساعت آگئی اور اس کے بعد رونگٹے کھڑے کر دینے والی دوسری ساعت ہے۔ موت اپنا سامان لے کر آگئی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!میں کثرت سے آپؐ پر درود پڑھتا ہوں یہ فرمایئے کہ میں آپؐ پر درود بھیجنے کے لئے اپنے اعمال و اوراد میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ میں نے عرض کیا کیا ایک چوتھائی مقرر کروں! آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے اور اگر تو زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا۔ دو تہائی کر لوں!تو آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے اور زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہو گا میں نے عرض کیا اپنی دعا کا سارا وقت مقرر کر لوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ کفایت کرے گا اور تیرے تمام مقاصد پورے کرے گا اور تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۸)

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے جو کچھ وہ درود میں کہتا ہے وہی فرشتے اس پر بھیجتے ہیں اب ہر انسان کو اختیار ہے کہ مجھ پر درود کم پڑھے یا زیادہ۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۶۵)

یہ وسیلہ بھی ضروری ہے دعا سے پہلے:۔

دعا عبادات کا مغز ہے مگر اس کی قبولیت بارگاہِ خداوندی میں تب ہے جب اس میں حضور صلی اللہ علیہ کی ذات اقدس پر درود و سلام ہو۔
حضرت فضالہ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور کہا اللھم اغفرلی وارحمنی "یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "اے نمازی!تو نے جلدی سے کام لیا جب تو نماز پڑھ چکا

Marfat.com

تو بیٹھ کر پہلے اللہ کی تعریف بیان کرتا پھر مجھ پر درود و سلام پڑھتا اور پھر دعا مانگتا"۔
(سنن نسائی جلد ا صفحہ ۱۲۹)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا آپؐ نے فرمایا۔ ایھا المصلی ادع تجب۔ (سنن ابی داوٗد جلد ا صفحہ ۲۰۸) "اے نمازی! اب دعا مانگ تیری دعا قبول ہو گی"۔

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ بھی وہاں جلوہ افروز تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے لئے دعا مانگی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا(سل تعط سل تعط "اب جو تو اللہ سے مانگے گا عطا کیا جائے گا"۔ (جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۶۶)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر دعا روک دی جاتی ہے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۴۴)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ ہوتا ہے یہاں تک کہ مجھ پر اور میری آل پر درود بھیجا جائے جب دعا مانگنے والا ایسا کرے تو یہ پردہ اٹھ جاتا ہے اور دعا قبولیت کے مقام میں داخل ہو جاتی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو دعا واپس لوٹ آئے گی"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۴۲)

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں۔

"ہر دعا آسمان اور زمین کے درمیان کھڑی رہتی ہے اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جائے"۔

Marfat.com

تارکِ صلوٰۃ و سلام کے لئے وعید:-

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا آپ کو سب سے بڑے بخیل کی نشاندہی کروں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ شخص سب سے بڑا بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا ہو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ "افسوس اس شخص پر جو قیامت کی دن بھی میری زیارت سے محروم رہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے۔ فرمایا وہ بخیل ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ بخیل کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا "جو میرا نام سنے مگر مجھ پر درود نہ پڑھے"۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا"۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۶۵)

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ جنت کے راستہ سے بھٹک جائے گا"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۶)

حضرت محمد بن حنفیہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پڑھنا پسند نہ کرے تو وہ جنت کے راستہ سے بھٹک گیا"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۷)

Marfat.com

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے فضائل:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب جمعرات کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو چاندی کے دفتر اور سونے کی قلمیں دیکر بھیجتا ہے وہ جمعرات و جمعہ کو کثرت سے درود پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید چمکتی رات اور روشن دن (یعنی جمعرات و جمعہ کے دن) کثرت سے درود شریف پڑھا کرو"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۶)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجنے کی کثرت کیا کرو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو جو شخص مجھ پر کثرت سے درود بھیجنے والا ہو گا وہ لوگوں سے درجہ میں مجھ سے زیادہ قریب ہو گا"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۵۵)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجے قیامت کے دن اس کی شفاعت میرے ذمے ہو گی"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ایک لاکھ مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں اور ایک لاکھ گناہ جھاڑ دیتے ہیں اور جنت میں اس کے ایک لاکھ درجے بلند ہو جاتے ہیں"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر ہر جمعہ کے دن چالیس مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجھ پر ایک دفعہ ایسا درود شریف پڑھے جو اللہ کے ہاں

Marfat.com

قبول ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتے ہیں"۔ (القول البدیع صفحہ ۲۹۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھ پر درود شریف بھیجنا پل صراط پر روشنی کا سبب ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے اسی سالہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عیسیٰ ثقفیؒ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعرات کے دن مجھ پر پچاس مرتبہ درود بھیجے گا قیامت کے دن اس سے مصافحہ کروں گا"۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۴۳)

نسیان کا علاج:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے فرمایا "جو شخص بھول جانے کا خوف رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی کثرت کرے"۔ (القول البدیع صفحہ ۱۷۰)

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا:۔

جب حضرت آدمؑ کو جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ وہ (محمدؐ) تیری صلب (اولاد) میں پیدا ہوں گے اور آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے بعد ازاں جب دوبارہ حضرت آدمؑ نے جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی دائیں ہاتھ کی انگشت میں منتقل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی اسی وجہ سے اُنگلی کو انگشتِ شہادت کہا جاتا ہے۔ روض الفائق میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا جیسے آئینے میں کوئی چیز نظر آتی ہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوما اور اپنی آنکھوں کے ساتھ لگایا پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی

Marfat.com

اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا جو شخص میرا نام اذان میں سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے گا تو کبھی اندھا نہیں ہوگا (تفسیر روح البیان جلد ۷، صفحہ ۲۲۹)۔

حضرت سفیان بن عینیہؒ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے عاشورۂ محرم کو مسجد میں تشریف لائے اور نمازِ جمعہ کے بعد ستون کے نزدیک بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسولؐ آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں)۔

جب حضرت بلالؓ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر محبت سے انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے بھول کر اور ارادہ سے سرزد ہونے والے ظاہر و باطن کے تمام گناہوں سے درگذر فرمائے گا اور میں اس کے گناہوں کی بخشش کی درخواست کرونگا (تفسیر روح البیان جلد ۷، صفحہ ۲۲۹)۔

اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کی فضیلت:۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم موذن کی اذان سنو تو جو کلمات وہ کہے تم بھی اس کے ساتھ ساتھ انہیں کہو جب اذان ختم ہو جائے تو مجھ پر درود شریف پڑھو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے درود شریف کے بعد میرے لئے وسیلے کا سوال کرو وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی خاص قرب والے بندے کے لئے بنایا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ خاص بندہ میں ہی ہوں گا جو شخص اس طریقہ سے میرے لئے

Marfat.com

وسیلہ کا سوال کرتا ہے۔ اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی (القول البدیع صفحہ ۱۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد دعاء وسیلہ پڑھے اور مجھ پر درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے (القول البدیع صفحہ ۱۴۰)۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا:۔

سیدۂ عالم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل بیان کرتی ہیں کہ آپؐ جب بھی مسجد میں داخل ہوتے درود شریف پڑھتے اور اس کے بعد عرض کرتے اے مولا! میری لغزشیں معاف فرما دے۔ اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اسی طرح جب آپؐ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو اولا" درود پاک پڑھتے اور عرض کرتے اے مولا! میری لغزشوں سے درگزر فرما۔ اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ (القول البدیع صفحہ ۱۳۸)

سیدنا علیؓ سے مروی ہے

اذا مررتم بالمساجد فصلوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "جب تم مساجد سے گذرو تو آپؐ پر درود پڑھو" (القول البدیع صفحہ ۱۷۷) حضرت ابو اسیر ساعدیؓ سے مروی ہے کہ رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اذا دخل احدکم فی المسجد فلیصل علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم لیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتک** "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر کہے اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"

درود شریف کے بعض منقول کلمات:۔

درود شریف پڑھنے کے لئے شریعت نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کئے یہ آسانی پیدا فرمائی کہ باادب جن کلمات کے ساتھ درود و سلام عرض کرنا چاہے کرے ہاں بعض کلمات درودِ ابراہیمی کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا

Marfat.com

افضل ہونا مسلم ہے ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی(۸۰)مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اسی ۸۰ سالہ گناہ معاف فرما دے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ کیسے پڑھے؟ آپؐ نے یہ کلمات تلقین فرمائے **اللھم صلی علی محمد عبدک و نبیک ورسولک النبی الامی** (القول البدیع صفحہ ۱۳۵) "اے اللہ رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے برگزیدہ بندے نبی اور رسول ہیں اور اپنے امی نبی پر"

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان کلمات کے ساتھ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ اس کو اتنا درجہ عطا کرے گا کہ ستر فرشتے وہ درجہ ہزار دن تک لکھتے تھک جائیں گے" **جزی اللہ عنا محمدا وھوا ہلہ** "اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے آقا کو وہ جزا دے جس کے وہ اہل ہیں"۔

زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا:

ہر امتی کی خواہش ہے کہ کبھی خواب کی صورت میں وہ اپنے آقا کریم کی زیارت سے مشرف ہو یہ صرف کرم کی بات ہے جس کو نواز دیں ہاں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ محبوب چیز حضورِ دل کے ساتھ درود کی کثرت ہے (الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۰۴)۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جو شخص چاہتا ہے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو اسے چاہئے کہ وہ یہ عمل کرے جمعہ کی رات دو رکعت نماز نفل ادا کرے ان میں ہر رکعت میں پچیس پچیس دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے اس کے بعد ایک ہزار دفعہ درود و سلام ان الفاظ میں پڑھے صلی اللہ علی محمد النبی الامی (القول البدیع صفحہ ۱۲۷) امی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا درود وسلام ہو' انشاء اللہ وہ امتی دیدار سے فیضیاب ہوگا۔

Marfat.com

صلوٰۃ و سلام کی برکات:۔

حضرت زید صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب ہم ایک چوراہے پر کھڑے ہوئے تھے تو ایک اعرابی آیا اس نے سلام عرض کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا اے اعرابی! جب تو آیا تھا تو نے کیا پڑھا تھا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہاں فرشتوں نے آسمانوں کے کناروں کو بھرا ہوا ہے۔ اعرابی نے عرض کیا کہ حضور میں نے یہ درود پاک پڑھا تھا **اللھم صلی اللہ علی محمد حتی لا تبقی صلوۃ اللھم بارک علی محمد حتی لا تبقی برکۃ اللھم سلم علی محمد حتی لا یبقی سلام اللھم ارحم محمد حتی لا تبقی رحمۃ۔**

ایک شخص نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ اور تنگیءِ معاش کی شکایت کی تو اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو السلام علیکم کہہ چاہے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام کر(السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ)اور ایک مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھو۔ اس شخص نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کھول دیا حتیٰ کہ اس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اس کے رزق سے نفع پہنچا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے پہلی سیڑھی پر رونق افروز ہوئے تو فرمایا آمین' یوں ہی دوسری اور تیسری سیڑھی پر آمین کہی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی حضور تین بار آمین کہنے کا سبب کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا بد بخت ہوا وہ شخص جس نے رمضان المبارک پایا۔ رمضان المبارک نکل گیا اور وہ بخشا نہ گیا میں نے کہا آمین! دوسرا وہ شخص بد بخت ہے جس نے اپنی زندگی میں والدین کو پایا یا دونوں میں سے کسی ایک کو اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔ میں نے کہا آمین! تیسرا وہ بد بخت شخص ہے جس کے

Marfat.com

پاس آپؐ کا ذکر ہوا اور اس نے آپؐ پر درود پاک نہ پڑھا تو میں نے کہا آمین!۔"

کتاب مصباح انظلام میں ہے کہ حضرت ابو حفص ابو حدادؒ فرماتے ہیں "میں مدینہ منورہ حاضر ہوا' ایک وقت ایسا آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ بھوک سخت لگی ہوئی تھی یونہی پندرہ دن گذر گئے۔ جب میں زیادہ ہی نڈھال ہو گیا تو میں نے اپنا پیٹ روضۂ مقدس کے ساتھ لگا دیا اور کثرت سے درود پاک پڑھا اور عرض کی یا رسول اللہ! اپنے مہمان کو کچھ کھلایئے' بھوک نے نڈھال کر دیا ہے وہیں پر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند غالب کر دی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب اور حضرت فاروق اعظمؓ بائیں جانب تھے اور حیدر کرارؓ سامنے تھے مجھے مولا علی شیر خداؓ نے فرمایا "اٹھ سرکار تشریف لائے ہیں' میں اٹھا اور دست بوسی کی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی۔ میں نے آدھی کھالی اور آنکھ کھل گئی جب میں بیدار ہوا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں پڑی تھی۔

ایک نیک صالح بزرگ محمد بن سعید بن مطرفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا کہ اتنی مقدار درود پاک پڑھ کر سویا کروں گا اور روزانہ پڑھتا رہا ایک دن میں اپنے بالا خانے میں درود پاک پڑھ کر بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی اتفاق سے میری بیوی بالا خانے میں سوئی ہوئی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ذات گرامی جس پر میں درود پاک پڑھا کرتا تھا یعنی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے کے دروازے سے اندر تشریف لائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بالا خانہ جگمگا اٹھا نور ہی نور ہو گیا پھر سرکار محبوب کبریا صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا "اے میرے پیارے امتی! جس منہ سے مجھ پر درود پاک پڑھا کرتا تھا لا! میں اس کو بوسہ دوں۔ مجھے یہ خیال کر کے (چہ نسبت خاک رابعالم پاک) شرم آئی تو میں نے اپنا منہ پھیر لیا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا تو ایسی خوشبو مہکی کہ کستوری کیا ہوتی ہے اور اس خوشبو کی مہک کی وجہ سے میری

Marfat.com

بیوی بیدار ہو گئی اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ سارا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا بلکہ میرے رخسار سے آٹھ دن تک خوشبو کی لپٹیں نکلتی رہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ، حضرت خلفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھتا تھا اس کا انتقال ہو گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑتا پھر رہا ہے میں نے اس سے کہا تو حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا پھر یہ اعزاز و اکرام تیرا کس بات پر ہو رہا ہے۔اس نے کہا کہ حدیثیں تو تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف حدیث میں آتا اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے بدلے میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔

حضرت ابو سلیمان محمد بن حسین حرانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابو سلیمان!جب تو حدیث شریف میں میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر وسلم کیوں نہیں پڑھتا یہ چار حروف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت محمد بن ابی سلیمانؒ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا - اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی - میں نے پوچھا کس عمل پر؟ انہوں نے فرمایا میں ہر حدیث میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر درود لکھا کرتا تھا۔

حضرت شبلیؒ نے بیان فرمایا ہے کہ میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ اس نے جواب دیا حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں؟ بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے منکر و نکیر کے سوال وجواب کا وقت بڑا ہی خطرناک اور دشوار تھا حتیٰ کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے کہ نہیں اچانک مجھ سے کہا گیا کہ دنیا میں تیری زبان بیکار رہی اس وجہ سے تجھ پر مصیبت آئی ہے پھر جب عذاب کے فرشتوں نے مجھے مارنے کا قصد کیا تو کیا

Marfat.com

دیکھتا ہوں کہ میرے اور ان فرشتوں کے درمیان ایک نوری انسان حائل ہو گیا جو کہ نہایت حسین و جمیل تھا اور اس کے جسم پاک سے خوشبو مہکتی تھی منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات وہ مجھے پڑھاتا گیا اور میں فرشتوں کو جواب دیتا گیا۔ اور میں کامیاب ہوتا گیا۔ پھر میں نے اس نوری انسان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ میں تیرا وہ درود ہوں' جو دنیا میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا تھا۔ اب تو فکر نہ کر میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ قبر میں' حشر میں' پل صراط میں' ہر مشکل کے وقت میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرا مددگار رہوں گا۔

حضرت شیخ ابوالحسن بن حارث لیثیؒ جو کہ پابندِ شرع اور متبع سنت اور درود پاک کی کثرت کرنے والے تھے' فرماتے ہیں کہ مجھ پر گردش کے دن آگئے۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی اور عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ عید آگئی۔ اور میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے میں بچوں کو عید کرا سکوں نہ کوئی کپڑا نہ کوئی چیز کھانے کو۔ جب عید کی رات آئی وہ میرے لئے نہایت ہی کرب و پریشانی کی رات تھی۔ رات کی کچھ گھڑیاں گزری ہوں گی کہ کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ میرے دروازے پر کچھ لوگ ہیں۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کافی لوگ ہیں انہوں نے شمعیں اٹھائی ہوئیں ہیں اور ان میں سے ایک سفید پوش جو کہ اپنے علاقے کا رئیس تھا وہ آگے آیا ہم حیران رہ گئے کہ یہ اس وقت کیوں آئے ہیں۔ اس رئیس نے بتایا کہ میں آپ کو بتاؤں کہ ہم کیوں آئے ہیں۔ آج رات میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شاہِ کونین امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور مجھے فرمایا کہ ابوالحسن اور اس کے بچے بڑی تنگدستی اور فقر و فاقہ کے دن گزار رہے ہیں۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے جا' جا کر ان کی خدمت کر۔ اس کے بچوں کے کپڑے لے جاؤ اور دیگر ضروریات خرچہ وغیرہ' تاکہ وہ اچھے طریقے سے عید کر سکیں اور خوش ہو جائیں۔ لہٰذا یہ کچھ سامان عید قبول کیجئے اور میں درزی بلا کر ساتھ لایا ہوں جو یہ کھڑے ہیں لہٰذا آپ بچوں کو بلائیں تاکہ ان کے لباس کی پیمائش کریں اور ان کے

Marfat.com

کپڑے سل جائیں پھر اس نے درزیوں کو حکم دیا کہ پہلے بچوں کے کپڑے تیار کرو بعد میں بڑوں کے۔ لہذا صبح ہونے سے پہلے پہلے سب کچھ تیار ہو گیا اور صبح کو گھر والوں نے خوشی خوشی عید منائی یہ برکتیں ساری درود پاک کی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبر ۶

صلوٰۃ کا مفہوم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کے لیے اصل عربی لفظ صلوٰۃ ہے صلوٰۃ کے معنیٰ عربی اور عبرانی زبانوں میں دعا کے ہیں اس لیے نماز کی لفظی حقیقت خدا سے درخواست و التجاء ہے اور اس کی معنوی حقیقت بھی یہی ہے یعنی مخلوق کا اپنے دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار کرنا اس رحمٰن و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ ادا کرنا اور حسنِ ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار کرنا نماز ہے۔

بعض کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ "صلّی" سے مشتق ہے اور وہ آگ ہے چنانچہ جب ہم کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا چاہتے ہیں تو اسکو آگ دکھاتے ہیں اسے آگ کے قریب لے جاتے ہیں اور وہ اس کی تپش سے سیدھی ہو جاتی ہے اسی طرح انسان میں اس کے نفس کے سبب کجی ہے، جو برائی کا حکم دیتا ہے اور ذاتِ الٰہی کے انوار ایسے ہیں کہ اگر اس پر سے پردے ہٹا دیے جائیں تو جو چیز بھی وہاں موجود ہو گی اسے جلا ڈالیں گے پس جب مومن سطوتِ الٰہی اور عظمتِ ربانی کے شعلہ سے سینک جاتا ہے تو اس سے نفس کی کجی دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کو دولتِ معراج حاصل ہو جاتی ہے۔ پس مصلّی بھی اسی طرح ہوا جیسے کوئی آگ سے سینکتا ہے لہٰذا جس شخص نے نماز کی آگ سے سینک پائی اور اس کے سبب سے اس کی کجی دور ہو گئی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ مگر یہ کہ صرف قسم پوری کرنے کے لیے اسے پل صراط پر سے گزرنا پڑے گا۔

قرآن میں نماز کی فرضیت۔

قرآن مجید میں تقریباً سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا ذکر اور اس کی بجا آوری کی تاکید

Marfat.com

آئی ہے اور اس کو ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اسکا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے ارشاد فرمایا

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (الروم ۳۰: ۳۱)

"نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے مت ہو جاؤ"

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۝

"نماز قائم کر بے شک نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا بڑا ذکر ہے" (العنکبوت ۲۹: ۴۵)

اس آیت کریمہ میں نماز کی دو حکمتیں بیان کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور دوسری یہ کہ نماز خدا کی یاد ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝ (طٰہٰ ۲۰: ۱۴)

"اور میری یاد کیلئے نماز قائم کر"

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر نماز سے مدد حاصل کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ۝ (البقرۃ ۲: ۴۵)

"نماز اور صبر کے ذریعے سے مدد چاہو"

اللہ رب العزت ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ۝ (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴: ۱۵)

"وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک صاف کر لیا اور اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی"

اس آیت مبارکہ کا مفہوم اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ نماز جو انسان کو دنیوی و اخروی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے کا باعث بنی ہے اس کے لیے نفس کو تمام آلائشوں اور ہر قسم کے میل کچیل سے پاک و صاف کر لینا بنیادی شرط ہے۔ مذموم نفسانی خواہشات اور اخلاقی رذائل سے رستگاری اور رہائی ہی انسان کو فلاح و کامرانی کی راہ پر گامزن کر سکتی ہے اور یہی نماز کی روحانی معراج کی طرف پہلا قدم

Marfat.com

نماز میں خشوع و خضوع کرنے والوں کے لیے ارشاد فرمایا گیا۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ (المؤمنون ۲۳: ۱۰)

"ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں"۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن میں نماز میں خشوع و خضوع کے لیے کہا گیا ہے۔ قرآن کی تصریح کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو اور اسکی تاکید نہ کی ہو خصوصاً" ملتِ ابراہیمی میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

قرآن میں نماز کے اوقات:۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نماز مقرر اوقات میں فرض کی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء ۴: ۱۰۳)

"بے شک نماز مومنین پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے"

قرآن پاک میں متعدد آیات میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے اوقات کا بالتصریح اور بالاجمال ذکر ہے سورہ طٰہٰ کی صرف ایک آیت سے اوقاتِ پنجگانہ کی تفصیل کا استدلال کیا جاسکتا ہے ارشاد فرمایا

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ○ (طٰہٰ ۲۰: ۱۳۰)

"اور اپنے رب کی پاکی بیان کر سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بیان کر اور دن کے کناروں پر اس امید کے ساتھ کہ تو راضی ہو جائے"

آفتاب نکلنے سے پہلے مراد فجر ہے غروب ہونے سے پہلے عصر ہے رات کے کچھ وقت سے مراد عشاء ہے اور دن کے کناروں پر سے مراد ظہر اور مغرب ہے اسی طرح ان اوقاتِ پنجگانہ کو علیحدہ علیحدہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا

Marfat.com

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ ○ (الاسراء: ۱۷ : ۷۸)

"زوالِ آفتاب کے وقت نماز قائم کر" زوالِ آفتاب کے وقت نماز قائم کرنے سے مراد نماز ظہر ہے"

وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ (ق: ۵۰ : ۳۹)

"اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے خدا کی تسبیح بیان کر"

اس سے مراد عصر کی نماز ہے'

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ○ (الدہر ۷۶ : ۲۵)

"اور اپنے رب کا نام لو صبح کو اور عصر کو'

یہاں پر صبح اور عصر دو نمازوں کا ذکر ہے۔

اس طرح قرآن مجید میں عصر کی نماز کو الصلوٰۃ الوسطیٰ بھی کہا گیا ہے کیونکہ یہ درمیان میں ہے۔

فضیلتِ نماز احادیث کی روشنی میں:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں بانٹ دیا ہے چنانچہ جب میرا بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی اور جب وہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی۔ جب وہ کہتا ہے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سب کام میرے سپرد اور میرے حوالے کر دیے۔ اور جب وہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تو اس وقت معبود برحق فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان (معاملہ) ہے جب وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور جو کچھ اس نے طلب کیا وہ پورا ہوگا پس نماز میرے اور اس کے درمیان ایک تعلق

Marfat.com

ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز دین کا ستون ہے اور جس نے اس سے ہاتھ اٹھایا اس نے اپنے دین کو برباد کیا" اور لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا کام افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " نماز کو وقت پر ادا کرنا (افضل ترین فعل ہے)۔"

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز جنت کی کنجی ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے بڑھ کر کوئی محبوب چیز اپنے بندوں پر فرض قرار نہیں دی کیونکہ اگر کوئی چیز محبوب تر ہوتی تو اپنے فرشتوں کو اسی میں مشغول رکھتا اور وہ سب نماز میں مصروف رہتے ہیں ان میں سے بعض رکوع میں بعض سجود میں بعض قیام میں اور بعض قعود میں رہتے ہیں" نیز فرمایا۔

"قیامت کے دن سب سے پہلی چیز جو دیکھی جائے گی نماز ہی ہو گی اگر مکمل ہو گی اور شرائط کے مطابق ادا کی گئی ہو گی تو اس کی پذیرائی ہو گی۔ اور دوسرے تمام اعمال اس کے تابع ہوں گے۔ اور جیسے بھی ہوں گے قبول کر لیے جائیں گے لیکن اگر اس چیز کو ناقص پایا گیا تو اس کو دوسرے اعمال سمیت اس کے منہ پر مارا جائے گا" نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص طہارت اچھی کرتا ہے۔ نماز وقت پر ادا کرتا ہے اور رکوع و سجود مکمل طور پر بجا لاتا ہے اور دل سے خشوع و خضوع اور عجز و انکساری کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز عرشِ سفید تک جا پہنچتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر نگاہ رکھے جیسے تو نے میری نگہداشت کی اور جو کوئی نماز وقت پر ادا نہیں کرتا طہارت اچھی طرح نہیں کرتا رکوع و سجود میں خشوع و خضوع کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کی نماز آسمان تک جاتے جاتے ہی سیاہ ہو جاتی ہے اور کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ایسے ہی ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا اور یہی کچھ کہتی رہتی ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ایسا چاہتے ہیں تب اس کی نماز کو پھٹے پرانے کپڑوں میں لپیٹ کر اس کے منہ پر واپس

Marfat.com

دے مارتے ہیں۔"

نماز میں خشوع و خضوع:۔

چونکہ نماز خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق استوار کرتی ہے اس لیے بندے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس تعلق میں خشوع و خضوع کا اظہار کرے تاکہ اس کے جذبۂ بندگی پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا دبدبہ اور سطوت قائم رہے منقول ہے کہ جب کسی شے پر تجلیاتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو وہ شے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کرتی ہے اور جو شخص نماز میں واصل بحق ہو اس کے لیے افقِ جمال سے تجلی نمودار ہوتی ہے تو وہ خشوع و خضوع کرتا ہے اور نجات و رستگاری انہی لوگوں کے لیے ہے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اگر دل سے خشوع و خضوع کا زوال ہو گا تو فلاح کا بھی زوال ہو گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ○ (طٰہٰ: ۲۰: ۱۴)

"تم میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو"

پس جب نماز ذکر خداوندی کے لیے ہو گی تو اس میں سہو ونسیان کا کس طرح گذر ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ○ (النساء: ۴: ۴۳)

"نماز کے قریب مت جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم کیا کر رہے ہو"

یعنی جسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے وہ کس طرح ذکرِ الٰہی کر سکتا ہے یعنی ایک مدہوش شخص کچھ کہتا ہے اور عقل موجود نہیں ہے اور ایک غافل نماز پڑھ رہا ہے تو اس میں بھی عقل حاضر نہیں ہے تو وہ دونوں ایک جیسے ہیں

منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابتدا میں نماز پڑھتے تھے تو اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور دائیں بائیں دیکھتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المؤمنون: ۲۳:۱)
"وہ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرتے ہیں" تو ان حضرات نے اپنی نگاہیں اور اپنے منہ اس طرح نیچے کر لیے جس طرح سجدہ کرتے تھے اور اس کے بعد ان کے بارے میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ آسمان کی طرف یا اِدھر اُدھر نظر کرتے ہوں۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتا ہے پس جب وہ کسی طرف کو ملتفت ہوتا ہے یا کسی طرف توجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! کیا وہ تیرے لیے مجھ سے بہتر ہے (جس کی طرف تو دیکھ رہا ہے)؟میری طرف منہ کر میں تیرے حق میں بہتر ہوں اس شخص سے جس کی طرف تو نے توجہ کی۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا تو آپؐ نے فرمایا" اگر اس شخص کے دل میں خشوع اور خضوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح بھی خشوع و خضوع کرتے (اس نمازی کے دل میں خشوع و خضوع نہیں ہے)" اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ تم جس وقت نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو جس طرح ایک رخصت ہونے والا نماز پڑھتا ہے کیونکہ نمازی اللہ کی جانب دل سے رواں دواں ہیں اس وقت وہ اپنی خواہشوں اپنی دنیا اور —— اس کی تمام چیزوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہے۔

جب نماز کا وقت آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا پوچھا گیا۔ اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا مگر انھوں نے معذوری ظاہر کر دی اور میں نے اسے اٹھا لیا معلوم نہیں اس کے آداب پورے کر سکوں یا نہ۔

حضرت حاتم بن اصمؒ کی نماز کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا "جب نماز کا وقت آجاتا ہے تو میں پوری طرح وضو کرکے اس جگہ آ جاتا ہوں جہاں نماز

Marfat.com

پڑھنا چاہتا ہوں جب میرے اعضاء پر سکون ہو جاتے ہیں تو میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اس وقت کعبہ کو اپنے سامنے' پل صراط کو نیچے' جنت کو دائیں' دوزخ کو بائیں' ملک الموت کو پیچھے اور اس کو اپنی آخری نماز سمجھ کر خوف و امید کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہوں۔ دل سے تصدیق کرتے ہوئے تکبیر کہتا ہوں' ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں' تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں' خشوع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں بائیں ران پر بیٹھتا ہوں بائیں پیر کو بچھاتا اور دائیں کو کھڑا کرتا ہوں اور سراپا خلوص بن جاتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوئی یا کہ نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "خشوع و خضوع والے کی دو رکعتیں سیاہ دل والے کی ساری رات کی عبادت سے بہتر ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "آخر زمانے میں میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے دنیا اور دنیا کی محبت کا ذکر کرتے رہیں گے ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو آپؓ کا جسم کانپنے لگتا — اور دانت بجنے لگتے۔ وجہ دریافت کی گئی تو آپؓ نے فرمایا "امانت کی ادائیگی اور فرض پورا کرنے کا وقت قریب آگیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اسے کیسے ادا کروں گا۔"

حکایت:۔

حضرت خلف بن ایوبؒ نماز میں تھے کہ انھیں کسی جانور نے کاٹ لیا اور خون بہہ نکلا مگر آپ کو محسوس ہی نہیں ہوا یہاں تک کہ ابن سعیدؒ باہر آئے انھوں نے آپ کو بتایا اور خون آلود کپڑا دھویا پوچھا گیا آپ کو جانور نے کاٹ لیا اور خون بھی بہا مگر آپ کو محسوس نہ ہوا! آپ نے جواب دیا اسے کیسے محسوس ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو اس کے پیچھے ملک الموت ہو بائیں طرف دوزخ اور قدموں کے نیچے پل صراط ہو۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن ذر رحمتہ اللہ علیہ جلیل القدر عابد اور زاہد تھے ان کے ہاتھ میں ایک ایسا زخم پڑ گیا کہ اطباء نے کہا اس ہاتھ کو کاٹنا پڑے گا آپ نے کہا کاٹ دو۔ اطباء نے کہا آپ کو رسیوں سے جکڑے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں۔آپ نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ جب میں نماز شروع کروں تب کاٹ لینا چنانچہ جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ کا ہاتھ کاٹ لیا گیا مگر آپ کو محسوس بھی نہیں ہوا۔

حضرت شیخ ابو علی وقاق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابو علیؒ کی عیادت کو گیا جن کا شمار مشائخ کبائر میں ہوتا تھا میں نے ان کے گرد ان کے شاگردوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ مرد صالح رو رہے تھے میں نے کہا اے شیخ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں انھوں نے فرمایا میں اپنی نمازوں کے قضاء ہونے پر رو رہا ہوں۔میں نے کہا آپ تو عبادت گذار شخص تھے پھر نمازیں کسطرح قضاء ہوئیں انھوں نے فرمایا میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدہ سے غفلت میں سر اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں۔

نماز میں حضورِ قلب:۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لیے اول وقت ہی سے تیاری کرتے' ان میں سے بعض پر تو وضو کے وقت ہی سے آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے نشان ظاہر ہونے لگتے اور بعض پر اس وقت سے جب حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی حتیٰ کہ اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتے خصوصاً جب وہ نماز سے پہلے کسی علم کے مطالعہ یا کسی مقدمہ وغیرہ میں مشغول ہوتے کیونکہ ایسے وقت خشوع و خضوع کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے بجز اس کے کہ وقت سے پہلے تیاری کی جائے۔

حضرت شیخ افضل الدین رحمتہ اللہ علیہ نماز میں حاضر ہونے کے لیے وقت سے دس درجے پہلے ہی تیاری کرتے ایک دن کسی نے ان سے کہا آپ کو تو بحمد اللہ کوئی دنیاوی علاقہ نہیں جو آپ کو حضوری سے روکے تو آپ نے فرمایا ہر شخص کے موانع

Marfat.com

حسبِ مقام ہوتے ہیں۔ اگر صلحاء کے لیے قبل از نماز حجاب نہ ہوتا تو ان کا چہرہ نماز میں کھڑے ہوتے وقت زرد نہ ہوتا۔ پس ہر ایک ولی کے لیے حجاب کا ہونا ضروری ہے اور وہ حجاب نماز میں کھڑا ہونے کے وقت اٹھتا ہے اور اس کی بدولت وہ اللہ ربّ العزت کی تعظیم میں ترقی کرتا ہے۔ اگر حجاب کا وجود نہ ہوتا تو نماز کے وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سینہ کی آواز دور سے سنائی نہ دیتی اور اکابر سے بھی یہی منقول ہے کہ وہ نماز میں اللہ کی تعظیم میں ترقی کرتے کیونکہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوتے، جیسے غلام آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے

عن عبادہ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰت افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءھن وصلٰھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفر لہ
(مشکوٰۃ المصابیح : ۵۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اللہ رب العزت نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور انہیں وقت پر ادا کرے اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورا کرے تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ وہ اسکی بخشش فرمائے گا۔"

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہو گا وہ نماز ہے اگر وہ کامل نکلی تو بندے کے تمام اعمال مقبول ہوں گے اور اگر وہ ناقص نکلی تو بندے کے دوسرے اعمال بھی مردود ہوں گے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا خشوع و خضوع اور رکوع و سجود پوری طرح ادا نہ کرے تو وہ سیاہ رنگ کی شکل میں نکلتی ہے اور اپنے پڑھنے والے سے کہتی ہے' اللہ تعالیٰ تجھے ایسے ہی ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا ہے یہاں تک کہ جب وہاں پہنچتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اسی نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے

Marfat.com

مروی ہے کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے کسی آدمی کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے اور سجدہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جنت میں میرا ایک ایسی حور سے نکاح کر دے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس پر حسن بصریؒ نے کہا اے فلاں! میں نے تجھ سا بے شرم طالب حور نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ سے حور کے نکاح کا سوال کرتا ہے حالانکہ تو نماز میں کھیل رہا ہے۔

مسلم بن یسار رحمتہ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تھے تو انھیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے نیز انھوں نے اپنے عیال کو فرمایا تھا کہ جب مجھے نماز پڑھتے دیکھو تو اپنی آوازوں کو بلند کیا کرو کیونکہ جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری باتیں نہیں سنتا اتفاق سے مسجد کا ایک کونہ گر پڑا آپ اس وقت اس مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے سخت شور مچ گیا اور تمام لوگ مسجد سے باہر نکل گئے لیکن آپ کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ نے سلام پھیرا۔

وہب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اور تیرے گھر یعنی مسجد میں کس آدمی کو جانا مناسب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ جو میری کبریائی کے سامنے تواضع کرے اور محض میرے لیے شہوات سے بچے اور بھوکے کو کھانا دے اور مسافر کو جگہ دے اور مصیبت زدہ پر رحم کھائے پس یہ وہ شخص ہے جسے میرے گھر میں آنا چاہیے اور جس کی دعا میں قبول کرتا ہوں۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں اپنی بے ادبیوں کو اپنی طاعت سے زیادہ نہ دیکھوں۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا کثرتِ سجدہ کی وجہ سے سجاد نام پڑ گیا تھا اور فرماتے تھے سجدہ میں خضوع رکوع کے خضوع سے افضل ہے اس لیے میں بکثرت سجدہ کرتا ہوں۔

مروی ہے کہ آپؓ کا روزانہ وظیفہ ایک ہزار رکعت تھا

Marfat.com

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ چٹائی کے بغیر زمین پر سجدہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ "یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خضوع کے زیادہ قریب ہے۔"

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے "ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی مسجد میں جاتا تو کانپنے لگتا اور ہیبت الٰہی کے مارے اس کی حالت بدل جاتی یہاں تک کہ وہ دنیاوی امور کو بالکل بھول جاتا۔"

شیخ علی خواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام کے ان آخری لوگوں میں سے ہیں جو مسجد میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکتے تھے مگر لوگوں کے پیچھے ہو کر۔

حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مسجد میں بیٹھا وہ گویا اپنے پروردگار کے ساتھ بیٹھتا ہے عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجد میں حلقوں میں بیٹھیں گے اور اس میں دنیاوی باتیں کریں گے پس تم ان کے پاس مت بیٹھنا۔ یہ حکم مباح باتوں کے متعلق ہے پھر جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر علماء صالحین کی غیبت کرتے ہیں ان کا کیا حال ہو گا ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں!

Marfat.com

باب نمبر ۷

دُعا کی فضیلت

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا کی فضیلت قرآن کی روشنی میں:۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ○

(البقرۃ: ۲: ۱۸۶)

"جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں پس میں قریب ہوں میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں"

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ○ (الاعراف ۷: ۵۵)

"اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں"

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی○ (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۱۰)

"آپ فرما دیجئے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں"

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ○ (المؤمن: ۴۰: ۶۰)

"اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر"

دعا کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:۔

حضرت بشیر نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء ھو العبادۃ۔ دعا مانگنا عبادت ہے'(اصحاب سنن دحاکم)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادعونی استجب لکم کو آخر آیت تک پڑھا ایک

Marfat.com

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الدعاء مخ العبادۃ (ترمذی)

دعا عبادت کا مغز ہے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس شیئی اکرم علی اللہ من الدعاء (سنن ابن ماجہ)

"کوئی چیز اللہ کے حضور دعا سے بزرگ تر نہیں"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلوا اللہ من فضلہ فان اللہ یحب ان یسئال و افضل العبادۃ انتظار الفرج (مشکوۃ المصابیح ۱۹۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کرو کیونکہ اس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس سے مانگے اور بہترین عبادت کشادگی کا منتظر رہنا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نیکی کرنے کے ساتھ دعا اسقدر کافی ہے جیسے کھانے کے ساتھ نمک کی مقدار ہوتی ہے"۔

مذکورہ آیات و احادیث سے دعا کی فضیلت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ انسان لاکھ عبادت کرے لیکن معلوم نہیں کہ بخشا جائے گا یا نہیں لیکن عبادات کرکے وہ اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے کہ مولا مجھ سے جو کچھ ہونا تھا کر دیا اب تو ہی بخش دے تب وہ بخشا جاتا ہے۔

دعا کے آداب:۔

دعا کے آداب درج ذیل ہیں

اول :۔ اول یہ ہے کہ دعا کے لیے اوقات شریفہ کا منتظر رہے جیسے سال میں سے عرفہ کا روز اور مہینوں میں رمضان کا مہینہ اور ہفتوں میں جمعہ کا روز اور رات کی

Marfat.com

ساعتوں میں سحر کا وقت جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ٥ (الذریٰت ، ۵۱ : ۱۸)

"اور سحری کے اوقات میں وہ معافی مانگتے ہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر شب میں جب تہائی پچھلی رات رہتی ہے تو آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں قبول کروں اور کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں اور کوئی ہے مجھ سے مغفرت کا خواہاں پس میں اس کو بخش دوں"۔

اور کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ (سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ) یعنی میں عنقریب تمھارے لیے اپنے رب سے درخواستِ مغفرت کروں گا تو اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ سحر کے وقت دعا کریں گے چنانچہ آپ پچھلے پہر اٹھے اور دعا مانگی اور ان کی اولاد ان کے پیچھے آمین کہتی جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ میں نے ان کا قصور معاف کیا اور ان کو پیغمبر کر دیا۔

دوئم :۔ دعا کا دوسرا ادب یہ ہے کہ عمدہ حالات کو غنیمت جانے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "جب راہِ خدا میں فوجیں دشمنوں سے بھڑتی ہیں اور بارش برسنے کے وقت اور فرض نماز کے وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پس ان وقتوں میں دعا مانگنا غنیمت جانو۔"

اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ "نمازیں بہترین ساعات میں مقرر ہوتی ہیں تو ان کے بعد دعا مانگنا اپنے اوپر لازم کر لو۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اذان اور تکبیر کے بیچ میں دعا نہیں ہوتی" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی"۔ اور فی الواقع بہتر اوقات میں حالات بھی بہتر ہوتے ہیں مثلاً" سحر کا وقت دل کی صفائی اور اخلاص اور تشویش میں ڈالنے والی چیزوں سے خالی ہونے کا وقت ہے اور عرفہ اور جمعہ کا روز ہمتوں کے جمع ہونے اور خدا تعالیٰ کی رحمت اتارنے کے لیے دلوں کے متفق

Marfat.com

ہونے کا وقت ہے اور وقتوں کی عمدگی کا ایک سبب یہ ہے کہ حالات اس سے عمدہ ہوتے ہیں باقی اسرار جو اس میں ہیں ان پر ہر بشر کو واقفیت نہیں اور سجدہ کی حالت بھی دعا کے قبول ہونے کے لئے مناسب ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ وہو ساجد فاکثروا الدعاء (ریاض الصالحین ۳۶۳)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سب حالتوں سے زیادہ بندہ اپنے رب کے قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے پس سجدہ میں دعا کی کثرت کرو۔"

اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ "مجھے حالتِ سجدہ اور رکوع میں قرآن کا پڑھنا منع کر دیا گیا ہے پس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کیا کرو۔ اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے خوب کوشش کرو کہ یہ حالت اس بات کی شایاں ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو۔"

سوم :- تیسرا ادب یہ ہے کہ دعا قبلہ رخ ہو کر مانگے اور اپنے ہاتھ اتنے اونچے کرے کہ بغلوں کی سفیدی معلوم ہونے لگے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے موقف میں تشریف لائے اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمہارا رب حیا والا کریم ہے جب بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے اس بات سے کہ وہ ان کو خالی پھیر دے۔"

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی معلوم ہونے لگتی
اور دعا میں اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ نہ کرتے"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ایک آدمی کے پاس سے گذرے کہ وہ دعا کرتا تھا اور اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک انگلی پر اکتفا کر۔"

اور حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ان ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھاؤ پہلے اس سے کہ زنجیروں میں جکڑے جائیں۔" پھر دعا کے آخر میں چاہیے کہ اپنے منہ پر پھیرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے ہاتھوں کو دعا میں پھیلاتے تو ان کو نہ ہٹاتے جب تک کہ اپنے چہرہ مبارک پر نہ پھیر لیتے اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے تو دونوں ہتیلیاں ملا لیتے اور ان کے اندر کا رخ اپنے منہ کی طرف رکھتے یہ صورت ہاتھوں کی ہوئی اور دعا کے وقت نگاہ آسمان کی طرف ہونی چاہئے۔"

چہارم :۔ تضرع اور خشوع کرنا رغبت اور خوف رکھنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا (الانبیاء ۲۱ : ۹۰)

"بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کا تضرع سنے۔"

اور بعض اکابر سلف کا گزر ایک واعظ پر سے ہوا وہ دعا میں قافیہ بندی کر رہا تھا۔ انھوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے بلاغت جتاتے ہو؟ گواہ رہو کہ میں نے حبیب عجمی کو دعا مانگتے دیکھا ہے جن کی دعا کی برکت مشہور ہے وہ اپنی دعا میں اس سے زیادہ نہیں فرماتے

اللهم اجعلنا جيدين اللهم لا تفضحنا يوم القيامة اللهم وفقنا للخير

"اور ہر طرف سے لوگ آپ کے پیچھے دعا مانگتے تھے"

پنجم :۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ دعا قبول ہونے کا یقین کرے اور اس بات میں سچی

Marfat.com

توقع کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ یہ نہ کہے کہ الٰہی تو بخش دے اگر چاہے اور اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ قطعی درخواست کرے کہ مجھ کو بخش دے اور رحم کر کیونکہ اس پر کوئی زبردستی کرنیوالا نہیں" اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا مانگو کہ تم کو قبول ہونے کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا اور حضرت ابو سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ تم اپنے نفس کی خرابی سے واقف ہو کر دعا سے باز نہ رہو اور یہ مت جانو کہ ہم برے ہیں اور ہماری دعا قبول نہیں ہو گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو خلق میں سب سے بُرے یعنی شیطان ملعون کی بھی دعا قبول فرمائی ہے چنانچہ قرآن میں موجود ہے

قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (الحجر ۱۵ : ۳۶)

"اس نے کہا اے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک جب لوگ اٹھائے جائیں گے"

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (الحجر ۱۵ : ۳۷)

"فرمایا تو ان میں سے ہے جن کو معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے"

ششم = چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا میں مبالغہ کرے یعنی عمدہ حالات میں اس کی مداومت کرے اور تین بار دعا کے الفاظ کہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے اور اگر سوال کرتے تو تین بار کرتے" اور چاہیے کہ دعا کے قبول ہونے میں یہ نہ سمجھے کہ دیر ہو گئی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم میں کسی کی دعا تب قبول ہو گی کہ جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی اور جب مانگو تو اللہ سے بہت چیز مانگو کہ تم کریم سے مانگتے ہو"

اور بعض کا قول ہے کہ میں تیس برس سے ایک حاجت طلب کرتا ہوں اور وہ قبول نہیں ہوتی مگر مجھے اس کے قبول ہونے کی توقع ہے وہ یہ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ مجھ کو بے فائدہ چیز کے چھوڑنے کی توفیق عنایت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب کوئی تم میں سے اپنے پروردگار سے

Marfat.com

کچھ سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول ہو گیا تو یہ کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ

"اور جس کے قبول ہونے میں کچھ دیر ہو جائے تو کہے"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

ہفتم : ساتواں ادب یہ ہے کہ دعا کو خدا تعالیٰ کے ذکر سے شروع کرے اول ہی سے سوال نہ کرے سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں سنا کہ آپؐ نے دعا شروع کی ہو اور پہلے یہ کلمات نہ کہے ہوں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی الْوَھَّابُ

اور حضرت ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اولاً" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے پھر خاتمہ درود شریف پر کر دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دونوں درود دل کو قبول فرماتا ہے تو وہ اس بات سے بزرگ ہے کہ درودوں کے بیچ کے مطلب کو چھوڑے۔

ایک حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" جب تم اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگو تو ابتدا میرے اوپر درود پڑھنے سے کرو کہ اللہ تعالیٰ کا کام اس امر سے مقتضی نہیں کہ اس سے کوئی دو حاجتیں مانگے تو ایک پوری کر دے اور دوسری کو نہ کرے"۔

ہشتم :۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں لوگوں میں ایک سخت قحط پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ بارش کے لیے دعا کرنے نکلے مگر بارش نہ برسی پھر آپ تین دن باہر تشریف لے گئے اور بارش نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی دعا قبول نہ کروں گا کیونکہ تم میں چغل خور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں وہ کون ہے! ہمیں بتا دے تاکہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال

Marfat.com

دیں۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! چغلی ــــ میں تم کو منع کرتا ہوں اور میں ہی پھر چغلی کھاؤں۔ آپ نے بنی اسرائیل کو کہا تم سب چغلی سے توبہ کرو سب نے توبہ کی۔ اس وقت مینہ برسنے لگا۔

اور حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بار سات برس کی خشکی ہوئی یہاں تک کہ لوگ مردار اور لڑکوں کو کھا گئے او پہاڑوں پر جا جا کر روتے اور تضرع کیا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبروں پر وحی نازل کی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلو گے کہ تمہارے گھٹنے تک گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمانوں کے بادلوں تک لگ جائیں اور دعا کرتے کرتے زبانیں تھک جائیں تب بھی میں کسی دعا کرنیوالے کی دعا قبول نہ کروں گا نہ کسی رونے والے پر ترس کھاؤں گا جب تک کہ حقداروں کے حقوق ان تک نہ پہنچا دو گے۔ جب تب اس امر کے بموجب کار بند ہوئے تو اس روز مینہ برسا۔

اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر قحط پڑا اور کئی بار مینہ کے لیے نکلے اور مینہ نہ برسا اور ان کے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ ان سے کہہ دو کہ تم میری طرف ناپاک بدنوں سے نکلتے ہو اور وہی ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہو جن سے بہت سے خون کیے اور تم نے اپنے پیٹوں کو حرام سے بھر رکھا ہے۔ اب میرا غصہ تم پر زیادہ ہو گیا ہے اور دوری کے سوا تم کو مجھ سے ہرگز کچھ نہ ملے گا۔

اور ابو الصدیق ناجیؒ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے۔ دیکھا کہ ایک چیونٹی کمر کے بل پڑی پاؤں آسمان کی طرف کر کے کہہ رہی ہے کہ الٰہی! ہم بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور ہم کو تیری روزی سے کسی طرح بے پروائی نہیں، ہم کو دوسروں کے گناہوں کے عوض میں ہلاک مت کر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا کہ "لوٹ چلو تم کو مینہ تمہارے سوا دوسرے حیوانوں کی دعا سے ملے گا" اور حضرت اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ لوگ مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے ان میں بلال بن سعدؒ نے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا

Marfat.com

اے حاضرین!تم کو اپنے خطاوار ہونے کا اقرار ہے کہ نہیں!انھوں نے کہا کہ بیشک اقرار ہے پھر حضرت بلال بن سعدؓ نے کہا الٰہی ہم نے سنا ہے کہ تو نے اپنی کتاب مجید میں فرمایا ہے۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ (التوبہ ۹ : ۹۱)

"یعنی نیک کاروں پر کوئی الزام نہیں"۔

اور ہم تو اپنی برائی کا اقرار کر چکے ہیں پس تیری مغفرت ہم جیسوں کے لیے ہے الٰہی!ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر مینہ برسا یہ کہہ کر انھوں نے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے تو پانی برسنے لگا اور مالک بن دینارؒ سے لوگوں نے کہا کہ آپ پروردگار سے ہمارے لیے دعا کریں کہ مینہ برسائے انھوں نے فرمایا تم مینہ میں دیر سمجھتے ہو اور میں پتھروں میں دیر جانتا ہوں یعنی خطائیں ہماری اس قدر ہیں کہ پتھر برسیں۔

اور مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے جنگل میں پہنچے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ"جس شخص نے تم میں سے گناہ کیا ہو وہ لوٹ جائے اتنا کہنا تھا کہ سب لوگ لوٹ گئے صرف ایک شخص جنگل میں رہ گیا آپ نے فرمایا کیا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا اس نے عرض کیا کہ میں اور تو کچھ گناہ نہیں جانتا۔ مگر یہ البتہ ہوا ہے کہ میں ایک روز نماز پڑھ رہا تھا پاس سے ایک عورت گذری میں نے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے آنکھ میں انگلی ڈال کر آنکھ نکال لی اور اس عورت کے پیچھے پھینک دی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو دعا کر اور میں آمین کہتا ہوں اس شخص نے دعا کی اسی وقت آسمان بادلوں سے چھپ گیا اور خوب پانی پڑا اور یحیٰی غسانی کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں خشک سالی ہوئی لوگوں نے اپنے علماء میں سے تین شخص چھانٹے اور ان کے ساتھ دعا کے لیے نکلے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی!تو نے تو رات میں فرمایا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے ہم اس کو معاف کر دیں گے۔الٰہی!ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم کو

Marfat.com

معاف کر اور دوسرے نے کہا الٰہی! تو نے تورات میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے غلاموں کو آزاد کریں الٰہی ہم بھی تیرے غلام ہیں ہم کو آزاد کر اور تیسرے نے کہا الٰہی! تو نے تورات میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے دروازں پر مسکین آکھڑے ہوں تو ہم ان کو محروم نہیں پھیریں گے الٰہی ہم تیرے مسکین ہیں اور تیرے دروازے پر آکھڑے ہوئے ہیں ہماری دعا کو تو نامنظور مت کر اس کے بعد ان پر مینہ برسا۔

اور عطا سلمیؒ کہتے ہیں کہ ایک سال ایسی خشک سالی ہوئی کہ ہم مینہ کی دعا کیلئے نکلے باہر دیکھا تو سعدون مجنون قبرستان میں ہمیں ملے انھوں نے مجھ کو دیکھا اور کہا کیا دن قیامت کا ہے یا لوگ قبروں سے نکل پڑے ہیں میں نے کہا ایسی بات نہیں بلکہ مینہ نہیں برستا اس لیے دعا کو نکلے ہیں انھوں نے کہا کہ اے عطا! کھوٹے سکوں والوں سے کہہ دو کہ کھوٹے دام نہ چلائیں کہ پرکھیا بڑا بینا ہے پھر انھوں نے اپنی آنکھ سے آسمان کو دیکھ کر کہا الٰہی و سیدی و مولائی! اپنے شہروں کو اپنے بندوں کے گناہوں سے ہلاک مت کر بلکہ بہ طفیل اپنے اسمائے مکنون اور اپنی نعمائے مخزون کہ ہم کو کثرت سے شیریں پانی عنایت فرما جس سے تو بندوں کو زندہ کرے اور شہروں کو سیراب فرمائے۔ تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ عطا کہتے ہیں کہ سعدون نے یہ تمام دعا نہ کی تھی کہ آسمان سے رعد کی صدا بلند ہوئی اور بجلی چمکی اور پانی موسلا دھار برسنے لگا۔ سعدون وہاں سے یہ کہتے ہوئے چل دیے۔ زاہد و اہل عبادت کو ہی حقیقت میں فلاح ہے

اور ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال مدینہ منورہ میں آیا۔ خشکی بہت تھی لوگ دعا کے لیے نکلے میں بھی ان کے ساتھ نکلا اتفاقاً ایک حبشی غلام آیا۔ جو ایک موٹی چادر کا تہمد لئے تھا اور دوسری اپنے شانے پر ڈال رکھی تھی۔ وہ میرے برابر بیٹھ گیا میں نے اسے یوں کہتے ہوئے سنا الٰہی! گناہوں کی کثرت سے اور اعمال بد کی وجہ سے تیرے نزدیک یہ صورتیں ذلیل ہو گئی ہیں اور تو نے مینہ کو آسمان سے روک دیا ہے کہ اس سے اپنے بندوں کی تادیب کرے۔ پس حلم و وقار والے اور اے وہ کہ تیرے بندے تیری طرف سے نیکی اور احسان کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تجھ سے

Marfat.com

سوال کرتا ہوں کہ تو اس کو اسی وقت اسی گھڑی پانی دے وہ لڑکا یہی کہتا رہا کہ ابھی اور اسی وقت دے یہاں تک کہ آسمان بادلوں میں چھپ گیااور مینہ برسنے لگا۔

ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں فضیلؒ کے پاس گیا انھوں نے مجھ کو کہا کہ تم اداس معلوم ہوتے ہو۔میں نے کہا ایک بات تھی جس پر دوسرا شخص مجھ سے آگے بڑھ گیا اور وہی اس کا کفیل ہوا ہم تک نوبت نہ پہنچی پھر میں نے ان سے اس قصہ کو نقل کیا وہ چیخ مار کر بے ہوش گر پڑے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مینہ کی دعا کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے۔جب حضرت عمرؓ دعا سے فارغ ہوئے تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ الٰہی!کوئی بلا آسمان سے بغیر گناہ کے نہیں اتری اور نہ کبھی بغیر توبہ کے کوئی بلا ٹلی اور لوگوں نے میری قرابت تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے تیرے سامنے کر دیا ہے اور یہ ہمارے ہاتھ گناہوں کے ساتھ تیری طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانی کے بال توبہ سے تیری طرف کھنچے ہوئے ہیں اور تو وہ نگہبان ہے کہ بھٹکے ہوؤں سے بے خبر نہیں رہتا اور نہ شکستہ حال کو تلف کے موقع میں چھوڑتا ہے۔ اب چھوٹے تضرع کرتے ہیں اور بڑے روتے ہیں اور دہائی کی آوازیں بلند ہوئیں اور تو باطن اور سب کے خفیہ امر کو جانتا ہے الٰہی!بس اپنی فریاد رسی کی بدولت ان کو پانی دے پیشتر اس کے کہ وہ ناامید ہو کر تباہ ہو جائیں کہ تیری رحمت سے بجز کافروں کے اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔راوی کہتا ہے کہ آپ نے یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ پہاڑ جیسا بادل آگیا اور برسنے لگا!

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبر ۸

خلوت نشینی

Marfat.com

Marfat.com

خلوت نشینی قرآن و حدیث کی روشنی میں:-

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو طور پر اپنی ہمکلامی سے نوازنے سے پہلے چالیس دن رات یکسوئی سے اپنی عبادت اور ذکر و فکر میں منہمک رہنے کا حکم فرمایا۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ○ (الاعراف: ۷: ۱۴۲)

"اور ہم نے حضرت موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور اس کی تکمیل مزید دس راتوں سے کی پس ان کے رب کی چالیس راتوں کی میعاد پوری ہو گئی۔

اس عرصہ میں حضرت موسیٰؑ نے خلوت نشینی اختیار فرمائی کیونکہ آپ نے اپنی جگہ اپنی قوم کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے کام کیلئے حضرت ہارونؑ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا چالیس راتوں کی خلوت و عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خصوصی نوازشات اور عنایات سے فیض یاب کیا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مقدسہ کو نزولِ وحی سے قبل خلوت کی طرف بہت راغب کیا گیا اور آپؐ نے غار حرا میں کئی کئی دن خلوت نشینی اختیار فرمائی۔ بچپن سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں خلوت کا رجحان تھا۔ علامہ حلبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میلانِ عزلت و تنہائی نشینی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ألف صلى الله عليه وسلم العبادة والخلوة في حال كونه طفلاً (السيرة الحلبية ۱: ۳۸۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن ہی سے عبادت اور خلوت سے انس رہا"

لیکن جب زمانہء بعثت قریب آیا تو ذوقِ خلوت میں شدید اضافہ ہو گیا۔ ——

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ

ثم حبب اليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد (صحیح بخاری ۱: ۲)

Marfat.com

"پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عزلت نشینی محبوب ہو گئی اور غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار کر کے آپؐ متعدد راتیں عبادت میں مصروف رہتے"

آپؒ فرماتی ہیں

وحبب اللہ تعالی الیہ الخلوۃ فلم یکن شئی احب الیہ من ان یخلو وحدہٗ

"اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خلوت نشینی کو مرغوب بنا دیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت نشین رہنے سے زیادہ کوئی کام بھی پسند نہ تھا۔" (سیرت ابن ہشام ۱: ۲۳۴)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خلوت نشینی تین یا سات دنوں پر یا بعض اوقات تیس یا چالیس ایام پر مشتمل ہوتی تھی اور صوفیاء کرام کی چالیس دنوں کی خلوت نشینی (چلہ) اسی حکم کے تابع ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت کے ایام میں عبادت شریعتِ ابراہیمی کے مطابق ذکر و فکر اور مراقبہ ہوتی تھی۔

ایک مقام پر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

از کم آمیزی تخیل زندہ تر
زندہ تر جوئندہ تر پائندہ تر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

عن عائشۃ اول ما بدأ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جائت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ و ھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ و یتزود لذالک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتز ود لمثلھا حتی جاءہ الحق و ھو فی غار حراء۔(صحیح بخاری ۱: ۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ آپ نیند میں

Marfat.com

سچے خواب دیکھتے تھے جو خواب بھی آپ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح ہوتے۔ پھر آپؐ کو تنہائی مرغوب ہو گئی چنانچہ آپؐ غار حرا میں تنہا مسلسل کئی دن اور کئی راتیں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپؐ اپنا کھانا خود ساتھ لے جاتے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آ کر دوبارہ کھانا لے جاتے یہاں تک کہ غارِ حرا میں حق آپؐ پر نازل ہو گیا۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک سہو میں مبتلا ہوئے چالیس دن اور چالیس رات سجدہ میں پڑے رہے اس کے بعد انھیں خدا کی طرف سے معافی ملی۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ تنہائی اور گوشہ نشینی اربابِ حق کا اصل طریقہ ہے اور جو ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرے اس کی ساری عمر خلوت نشینی میں گزرتی ہے۔ یہی دین داری کا محفوظ راستہ ہے۔ تاہم اگر کوئی اس راہ پر گامزن نہ ہو سکے اور وہ اپنے نفس اور اہل و عیال میں پھنسا ہوا ہو تو اسے بھی ایک حد تک اس طریقہ پر چلنا چاہیے۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ جو بندۂ حق چالیس دن تک خلوصِ دل کے ساتھ خدا کی عبادت کرے خدا اس کے قلب میں نہ صرف حکمت کی نشوونما کرتا ہے بلکہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق بھی پیدا کرتا ہے اور دنیا کے امراض اور ان کے علاج سے بھی آگاہ کرتا ہے اس طرح وہ بندۂ حق سال میں ایک مرتبہ اپنے اوپر قابو پالیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جو کوئی چالیس صبحوں تک اللہ کی طرف خلوصِ دل سے متوجہ رہے حکمت کے چشمے اس کے دل سے پھوٹ کر اس کی زبان پر آتے ہیں۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول ہے میں نے خلوت سے زیادہ اخلاص پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ لہٰذا جس نے خلوت کو اختیار کیا اس نے اخلاص کے ستون کو تھام لیا اور صدق و حقیقت کا ایک بڑا رکن حاصل کر لیا۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے تمھیں برائی اسی سے ملتی ہے جسے تم جانتے ہو اسی وجہ سے بزرگوں کی ایک جماعت

Marfat.com

نے صحبت کو ناپسند کیا ہے اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو افضل قرار دیا ہے اس جماعت میں حضرت ابراہیم بن ادھمؒ، داؤد طائیؒ اور سلیمان الخواصؒ شامل تھے بلکہ سلیمان الخواص کے بارے میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب ایک دفعہ ان سے کہا گیا۔

شیخ ابراہیم بن ادھمؒ آئے ہیں کیا تم ان سے ملاقات نہیں کرو گے؟ انھوں نے فرمایا اگر کوئی خونخوار درندہ میرے پاس آ جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ابراہیم بن ادھمؒ سے ملاقات کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں ان سے ملوں گا تو ان سے اچھی گفتگو کرونگا اور نفس کے بہترین احوال کو ظاہر کر کے نفس کو اپنے اوپر غالب کر لوں گا۔ اس میں ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔

یہ اس شخص کا کلام ہے جو اپنے نفس کو اور اس کے اخلاق کو اچھی طرح جانتا تھا اور امر واقعہ بھی یہ ہے کہ دو ہم نشینوں میں اس بات کا امکان ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عنقریب ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان کا بہترین مال بھیڑ بکریاں ہوں گی جنھیں لیکر وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور پانی کے نشیبی علاقوں میں پھرے گا۔ وہ اپنے مذہب کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کی زبانی اس طرح ذکر کیا ہے۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ (مریم ۱۹ : ۴۸)

"میں تم سے اور ان چیزوں سے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو الگ ہوتا ہوں اور صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں۔

اسی طرح انھوں نے اپنی قوم پر عزلت نشینی کے ذریعے غالب آنے کی کوشش کی۔ عزلت کی دو قسمیں ہیں = (۱) فرض (۲) فضیلت

برائی اور برے لوگوں سے الگ رہنا فرض ہے اور فضول باتوں اور فضول لوگوں سے الگ رہنا فضیلت ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خلوت عزلت سے مختلف ہے خلوت

Marfat.com

دوسروں سے الگ رہنے کو کہتے ہیں۔ اور عزلت نفس اور اس کی خواہشوں اور اللہ سے غافل کرنے والی چیزوں سے الگ رہنے کا نام ہے۔اس لحاظ سے خلوت کا وجود عام ہے اور عزلت کمیاب ہے۔

صحبت کے خطرات:۔

۸۔ شیخ ابو بکر وراقؒ فرماتے ہیں جو فتنے حضرت آدمؑ سے لیکر ہمارے زمانے تک پیدا ہوئے ان سے وہی محفوظ رہا جس نے میل جول سے پرہیز کیا۔

کہتے ہیں "سلامتی کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے خاموشی میں موجود ہیں اور ایک حصہ عزلت نشینی میں ہے"۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ خلوت اصل بنیاد ہے اور میل جول عارضی ہے۔لہٰذا اصل بنیاد کو پکڑنا چاہیے اور صرف بقدرِ ضرورت لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے۔ جب ضرورت کے موقع پر لوگوں سے ملا جائے تو خاموشی اختیار کی جائے کیونکہ یہی اصل بنیاد ہے اور گفتگو عارضی چیز ہے اس لیے صرف ضرورت کے موقع پر ہی بات کی جائے۔

کیونکہ خطرے بہت زیادہ ہیں ان سے محفوظ رہنے کے لئے بہت زیادہ علم کی ضرورت ہے۔ بہر حال اختلاط اور صحبت سے بچنے کے بارے میں بہت سی احادیث و روایات ہیں جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

اس سلسلے کی مکمل ترین روایت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا جب کسی دیندار کی دینداری محفوظ نہ رہے گی۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص اپنے دین کو لیکر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف اور ایک بلند پہاڑ سے دوسرے بلند پہاڑ کی طرف اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے گا۔جس طرح ایک لومڑی چھپ کر بھاگتی پھرتی ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ کب ہو گا؟ فرمایا۔ یہ اس وقت ہو گا جب ذریعہء معاش گناہوں کے سوا اور کسی طریقہ سے حاصل نہیں ہو گا اگر

Marfat.com

ایسا زمانہ آ جائے تو اس وقت مجرد رہنا حلال ہو گا۔ لوگوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے تو ہمیں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ اس زمانے میں انسان کی ہلاکت اپنے والدین کے ہاتھوں سے ہو گی اور اگر اس کے والدین نہیں ہیں تو اس کی ہلاکت بیوی اور اولاد کے ہاتھوں ہو گی۔ اگر اس کی بیوی بچے نہ ہوں گے تو یہ ہلاکت اس کے رشتے داروں کے ہاتھوں ہو گی۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ کیسے ہو گا آپؐ نے فرمایا وہ لوگ اسے تنگی معاش پر شرم دلائیں گے تو وہ اپنی طاقت سے زیادہ کام کرے گا اس طرح وہ اسے ہلاکت کے مقام تک پہنچا دیں گے

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔ (آل عمران ۳: ۱۵۹)

"اگر تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو وہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر (دور) ہو جاتے"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا محبت و رحمت ہیں۔ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ اس عالم گیر محبت کے جذبات کے باوجود آپؐ نے گوشہ نشینی (تنہا) اختیار کی کیونکہ جس میں یہ وصف جس قدر زیادہ مستحکم اور مکمل ہو گا اسی قدر زیادہ ابتدا میں۔ وہ عزلت نشینی اختیار کرے گا۔ اسی لیے آپؐ کو ابتدائی زندگی میں خلوت نشینی (نہیں) مرغوب تھی اور غارِ حرا میں کئی راتیں خلوت نشین ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔ لہٰذا عزلت نشینی محبت کے جذبے کا خاتمہ نہیں کرتی اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا کہ عزلت اس جذبے کو ختم کر دیتی ہے وہ مغالطہ میں ہیں انھوں نے عزلت کو ترک کر کے یہ فضیلت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر یہ ان کی غلطی ہے۔

انبیاء اور اولیاء جن کے اندر محبتِ خلائق کا جذبہ قوی تر ہوتا ہے عزلت نشینی کو اختیار کرتے ہیں۔ جب وہ تصفیہء نفس کا پورا حق ادا کر لیتے ہیں تو روحیں پہلی حقیقی محبت کے ماتحت اپنے ہم جنس کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور جب خدا انھیں مخلوق کی طرف دوبارہ بھیجتا ہے تو ان کا لوگوں سے میل جول کا طریقہ پاکیزہ ہو جاتا ہے بلکہ پاکیزہ نفوس انوارِ روحانی سے روشن ہو جاتے ہیں اور کامل فطری محبت کا جذبہ اس

Marfat.com

صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف خدا کے بندوں سے محبت کرتے ہیں بلکہ بندگانِ خدا بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔اس طرح جو شخص باہمی محبت کے اصول پر عمل پیرا ہو' اس کے نزدیک عزلت نشینی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

خلوت اہلِ صفا کی صفت ہے اور گوشہ نشینی اللہ کے ساتھ وصال کی علامت ہے مرید کے لیے ابتدا میں اپنے ہم جنسوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے۔ گوشہ نشینی کے وقت اس کا عقیدہ یہ ہو کہ لوگوں سے الگ رہنے سے لوگ اس کے شر سے بچے ہوئے ہیں۔

کسی نے ایک خلوت نشین زاہد کو دیکھا اور پوچھا کیا آپ زاہد ہیں؟اس نے جواب دیا نہیں میں تو کتے کا پاسبان ہوں۔میرا نفس کتا ہے جو لوگوں کو کاٹتا ہے لہٰذا میں نے اسے لوگوں میں سے الگ کیا۔ تاکہ وہ اس سے بچے رہیں۔

عزلت در حقیقت بری خصلتوں سے کنارہ کشی کا نام ہے۔لہٰذا عزلت کی تاثیر کی غرض و غایت اپنی صفات کو تبدیل کرنا ہے۔اپنے وطن سے دوری مقصود نہیں یہی وجہ ہے کہ جب کسی نے پوچھا کہ عارف کون ہے؟تو جواب ملا "کائن بائن" ساتھ بھی ہو اور جدا بھی ہو یعنی مقصد یہ ہے کہ وہ مخلوق کے ساتھ رہتا ہے مگر اپنے باطن کے اعتبار سے اس سے جدا ہوتا ہے یعنی اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور باطن مخلوق سے جدا ہوتا ہے اور اس کا باطن فقط اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

ابو یزیدؒ سے مروی ہے میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو میں نے عرض کیا یا اللہ! میں تجھے کیسے پاؤں فرمایا "اپنے نفس سے جدا ہو کر چلے آؤ"

حقیقی خلوت کا معنیٰ:۔

جس نے لوگوں کی صحبت چھوڑ کر خلوت اختیار کی اسے چاہیے کہ وہ اپنے رب کے ذکر کے سوا تمام چیزوں کے ذکر سے علیحدگی اختیار کرے اور سوائے اپنے رب کی رضا کے ہر قسم کے ارادوں سے علیحدہ رہے نیز یہ کہ اگر نفس کسی قسم کے اسباب کا بھی مطالبہ کرے تو یہ اس سے بھی علیحدہ ہو اگر اس میں یہ صفات نہ پائی جائیں تو اس

Marfat.com

کی خلوت اسے آزمائش اور مصیبت میں ڈال دے گی۔

گوشہ نشینی یہ ہے کہ تو لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو جائے مگر اپنے باطن کو لوگوں کی مزاحمت سے محفوظ رکھے اور تمہارے باطن کا تعلق حق کے ساتھ رہے۔

حضرت سہیلؒ فرماتے ہیں کہ خلوت اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ حلال روزی کھائی جائے اور اللہ کے حقوق ادا کیے بغیر کوئی شخص رزق حلال کھا نہیں سکتا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں "میں نے کوئی چیز خلوت سے بڑھ کر اخلاص پر اکسانے والی نہیں دیکھی۔"

ابو عبد اللہ املیؒ فرماتے ہیں "خلوت تمہاری دوست بھوک تمہارا کھانا اور مناجات تمہاری گفتگو ہونی چاہیے اس کا نتیجہ یہ ہو گا یا تو مر جائے گا یا اللہ تک پہنچ جائے گا۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں "وہ شخص جو خلوت میں جا کر مخلوق سے چھپا رہا وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو اللہ کے ساتھ ہو کر مخلوق سے چھپا رہا۔"

سعید بن حربؒ فرماتے ہیں کہ "میں کوفہ میں مالک بن مسعودؒ کے پاس گیا وہ اپنے گھر میں اکیلے تھے میں نے عرض کیا کیا تنہائی میں آپ وحشت محسوس نہیں کرتے؟ فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی شخص اللہ کی صحبت میں وحشت محسوس کر سکتا ہے۔"

خلوت نشینی کے فوائد:۔

اول:۔ خلوت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ عبادت اور ذکر و فکر کے لیے فارغ ہونا اور خلق کی مناجات کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی مناجات سے انس حاصل کرنا اور معاملۂ دین و دنیا اور ملکوتِ زمین و آسمان میں اسرارِ الٰہی کے معلوم کرنے میں لگا رہنا نصیب ہوتا ہے کیونکہ یہ امور فراغت کو چاہتے ہیں اور اختلاط کی صورت میں فراغ میسر نہیں، پس عزلت ہی ان امور کا وسیلہ ہوتی ہے اسی لیے کسی حکیم نے کہا ہے کہ کوئی شخص بغیر کتاب اللہ کے تمسک کے خلوت نہیں کر سکتا اور جو لوگ کتاب اللہ پر تمسک کرتے ہیں وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دنیا سے راحت پائی اور اللہ تعالیٰ کی یاد اسی کے

Marfat.com

سب سے کرتے ہیں۔ذکر اللہ ہی پہ زندہ رہے اور ذکر اللہ ہی پر وفات پائی اور ذکر الٰہی پر ہی اللہ سے جا ملے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں کو اختلاط فکرو ذکر سے مانع ہوتا ہے۔اس لیے ان کے حق میں عزلت ہی بہتر ہے۔اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں غارِ حرا میں سب سے علیٰحدہ ہوکر عزلت فرماتے تھے۔

یہاں تک کہ آپؐ میں نور نبوت کامل ہو گیا۔پھر مخلوق سے آپؐ کو حاجت نہ ہوتی تھی۔ظاہری بدن سے آپ مخلوق کے ساتھ اور دل سے متوجہ الی اللہ ہیں۔حتیٰ کہ لوگوں کو گمان تھا کہ حضرت ابو بکرؓ آپؐ کے خلیل ہیں۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللّٰہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔لیکن تمہارا ساتھی (ابو بکرؓ) اللہ کا دوست ہے ظاہر میں لوگوں سے ملا رہنا۔ اور باطن میں ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ رہنا بجز زور نبوت کے اور کسی کی مجال نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہر ضعیف شخص اپنے نفس سے دھوکے میں آکر اس مرتبہ کی طمع کرنے لگے۔

اور بعض اولیاء اللہ کا درجہ اس قدر جانا کچھ بعید نہیں۔

چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ "میں تیس برس سے اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہوں اور لوگوں کو گمان ہے کہ ہم سے باتیں کرتے ہیں۔ اور یہ بات اس شخص کو میسر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا ڈوبے کہ اس میں غیر کی گنجائش نہ رہے۔

اور ایسا ہونا محال نہیں اس لیے کہ یہ تو مخلوق کے عاشقوں کے ہاں بھی ہو جاتا ہے کہ لوگوں سے ملتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ خود کیا کہتے ہیں۔ اور دوسرے ان سے کیا کہتے ہیں کیونکہ محبوب کی فریفتگی دل پر کمال درجہ کی ہوتی ہے کیونکہ جس شخص پر دنیاوی امور کے باب میں کوئی سخت تردد آپڑتا ہے تو بعض اوقات اس میں ایسا ڈوبتا ہے کہ لوگوں سے ملتا ہے مگر کسی کو نہیں پہچانتا اور نہ ان کی آواز سنتا ہے۔اور عاقلوں کے نزدیک آخرت کا معاملہ بہت بڑا ہے اگر اس کی فکر میں عاشقوں کا ایسا حال ہو

Marfat.com

جائے تو کیا بعید ہے مگر اکثر دل کے لیے عزلت سے مدد لینا بہتر ہے۔اسی وجہ سے کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ خلوت سے لوگوں کی غرض کیا ہے؟تو اس نے جواب دیا کہ اس سے یہ مطلوب ہے فکر و الم پیدا ہو اور علوم دلوں میں ثابت اور مستحکم ہوں تاکہ عمدہ طریقے سے زندگی گزاریں اور معرفت کی شیرینی چکھیں۔کسی راہب سے کہا گیا تم تنہائی پر بڑے صابر ہو۔

اس نے کہا میں تو تنہا نہیں رہتا اپنے پروردگار کا ہمنشین ہوں جب میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے کچھ فرمائے تو اس کی کتاب پڑھنے لگتا ہوں اور اگر چاہتا ہوں کہ میں اس سے کچھ کہوں تو نماز پڑھتا ہوں۔

اور کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ زہد و عزلت سے تجھے کیا چیز ملی؟اس نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ کا انس"۔

حضرت غزوان رقاشیؒ سے کسی نے پوچھا یہ ہم نے مانا کہ آپ ہنستے نہیں مگر آپ کو دوستوں کے پاس بیٹھنے سے کونسی چیز مانع ہے؟انھوں نے کہا کہ جس سے مجھے غرض تھی اسی کی ہمنشینی سے مجھے راحت ملے گی اور دوستوں کے پاس بیٹھنا بیکار ہے۔

حضرت حسن بصریؒ سے لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک شخص ہے کہ ہم نے اس کو جب دیکھا ہے وہ تنہا ایک ستون کی آڑ میں بیٹھا رہتا ہے وہ آپ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا۔آپ نے فرمایا اب اگر تم اس کو دیکھو تو مجھے اطلاع کرنا۔ایک دن لوگوں نے اس کو دیکھا اور آپ سے کہا کہ وہ شخص ہے جس کا حال ہم نے آپ سے کہا تھا۔آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے بندۂ خدا!مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے عزلت پسند ہے مگر کیا بات ہے کہ تم لوگوں کے پاس نہیں بیٹھتے؟انھوں نے جواب دیا کہ ایک ایسا ہی معاملہ ہے جس نے مجھے لوگوں سے ملنے سے روک دیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ پھر ایسے شخص کے پاس بیٹھا کرو جس کا نام حسنؒ ہے؟انہوں نے کہا میں ایسے معاملہ میں لگا ہوا ہوں کہ مجھے نہ لوگوں کے پاس بیٹھنے کی فرصت ہے نہ حسنؒ کی پاس۔آپ نے پوچھا کہ میاں صاحب وہ کونسا امر ہے؟اس نے کہا صبح و شام مجھ پر خدا تعالیٰ کی رحمت

Marfat.com

ہوتی رہتی ہے اور میں گناہ کرتا رہتا ہوں تو میں نے سمجھا کہ نعمت الٰہی پر اسکا شکر کروں اور اپنے گناہوں کے لیے اس سے مغفرت کی درخواست کروں پس ان دونوں باتوں سے مجھے فرصت نہیں ملتی۔ آپ نے فرمایا اے بندۂ خدا! میرے نزدیک تو حسنؒ سے زیادہ سمجھتا ہے جو کام تو نے شروع کر رکھا ہے اس کو جاری رکھ۔

کہتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی بیٹھے ہوئے تھے کہ حرم بن حبانؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ جواب دیا آپ سے انس حاصل کرنے آیا ہوں حضرت اویسؓ نے فرمایا مجھے ایسا کوئی معلوم نہیں ہوتا کہ جو خدا کو پہچاننے کے بعد غیر سے انس حاصل کرے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں اس شخص کا کیا اچھا حال ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہے اور ایک نیک بخت نقل کرتے ہیں کہ میں شام کی سیر کرتا پھرتا تھا کہ ایک عابد کو کسی پہاڑ سے نکلتے دیکھا وہ ایک درخت کی آڑ میں چھپ گیا میں نے اس کے پاس جا کر کہا سبحان اللہ! آپ اتنے بخیل ہیں کہ یہ گوارہ بھی نہیں کرتے کہ میں آپ کو دیکھوں۔اس نے کہا کہ میاں صاحب! اصل بات یہ ہے کہ میں اس پہاڑ میں مدتِ مدید سے اپنے دل کا علاج کر رہا ہوں کہ دنیا اور اہلِ دنیا سے صبر کرے اور اس باب میں میں نے بہت مشقت اٹھائی ہے اور عمر صرف کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں۔ باری تعالیٰ نے میرے دل کا اضطراب دور کیا اور تنہائی و علیحدگی سے اس کو مانوس کر دیا۔اب میں نے تمہیں دیکھا تو خوف ہوا کہ دل کا حال پہلے جیسا نہ ہو جائے تم مجھ سے الگ رہو کہ میں تمہارے شر سے پناہ مانگتا ہوں رب العارفین اور حبیب القانتین کی۔ پھر ایک بار نعرہ مارا کہ آہ افسوس! میں اتنا زیادہ ٹھہرا پھر میری طرف سے منہ پھیر لیا اور ہاتھوں کو جھٹک کر کہا اے دنیا! مجھ سے الگ رہ۔ میرے سوا کسی اور کو اپنی زینت دکھا اور جو تجھ کو چاہے اس کو دھوکا دے۔پھر کہا وہ ذات پاک ہے جس نے اپنی خدمت کی لذت اور اپنی طرف منقطع ہونے کی حلاوت عارفوں کے دلوں کو ایسی چکھائی جس سے ان کے دل بہشت اور حوروں کی یاد بھول گئے اور ان کی طبیعتوں کو

Marfat.com

صرف اپنی ہی یاد میں تسکین دی کہ ان کے نزدیک کوئی چیز اس کی مناجات سے بڑھ کر نہیں۔پھر قدوس قدوس کہتا ہوا چلا گیا غرضیکہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انس اور اس کی معرفت کی کثرت ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے کسی حکیم نے کہا ہے "جب آدمی اپنے آپ میں فضیلت نہیں پاتا تو خود اپنے نفس سے وحشت کرتا ہے اور اسی وجہ سے لوگوں سے زیادہ مل کر وحشت کو اپنے نفس پر سے دفع کرتا ہے لیکن جس صورت میں کہ اس کی ذات میں فضیلت ہوتی ہے تو تنہائی کو تلاش کرتا ہے تاکہ خلوت کے باعث فکر پر مدد لے اور علم و حکمت کو ظاہر کرے" اور کہتے ہیں کہ آدمیوں سے انس حاصل کرنا افلاس کی نشانی ہے حاصل یہ کہ خلوت سے فراغ کا ملنا بہت بڑا فائدہ ہے۔

دوئم:۔

عزلت کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جو گناہ اکثر اختلاط سے سرزد ہوتے ہیں' تنہائی میں آدمی ان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور وہ گناہ چار ہیں۔ (۱) غیبت (۲) ریا کاری (۳) چپ رہنا (۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے چوری چوری طبیعت میں اخلاق قبیحہ اور اعمالِ خبیثہ کا داخل ہونا جن کا باعث حرصِ دنیا ہوتی ہے۔

غیبت کا تو حال یہ ہے کہ اختلاط کی صورت میں اس سے بچا رہنا ایک بڑا کام ہے بجز صدیقوں کے اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ اس لیے کہ غیبت کرنا لوگوں کی عادت ہے جہاں بیٹھتے ہیں اس کا چرچا رکھتے ہیں بلکہ اس میں چاشنی اور لذت اور نقل کی سی حلاوت سمجھتے ہیں اور تنہائی کی وحشت کو اسی سے ٹالتے ہیں پس اگر تم لوگوں سے اختلاط کر کے انھیں کی باتیں کرو گے تو گنہگار ہو گے اور اگر خاموش رہو گے تو بھی غیبت کرنے والوں میں ہی گنے جاؤ گے' کیونکہ غیبت کو سننے والا ایسے ہی ہے جیسے غیبت کرنے والا ہے۔ اگر تم لوگوں کو غیبت سے منع کرو گے تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اور جس کی غیبت کرتے تھے اس کی غیبت چھوڑ کر تمہاری غیبت شروع کر

Marfat.com

دیں گے اور یک نہ شد دو شد کا مضمون ہو گا بلکہ بعید نہیں کہ وہ تمہیں غیبت سے بھی بڑھ کر حقیر جانیں اور گالیاں سنائیں گے

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین کے اصول میں سے ہے اور واجب ہے۔ اور جو شخص لوگوں سے اختلاط کرے گا تو وہ لوگوں میں ضرور بری باتیں دیکھے گا اگر ان بری باتوں کو دیکھ کر سکوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرے گا اور اگر بری باتوں سے منع کرے گا تو خود نقصان اٹھائے گا کہ لوگ اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ اور بعید نہیں کہ جن افعال سے منع کیا ہو ان سے بڑھ کر اسے قبیح افعال دیکھنے پڑیں۔ اور ان افعال سے احتراز تلاش کرنا پڑے جبکہ عزلت میں ان امور سے نجات ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک بار خطبہ پڑھا اور فرمایا لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

"اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کا فکر لازم ہے جو کوئی بھکا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جب تم راہ پر ہوئے، مگر تم اس آیت کو اس کی جگہ استعمال نہیں کرتے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

اذا رأی الناس المنکر فلم یغیرہ اشک ان یعمھم اللہ بعقاب

"اور جب لوگ بری بات کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو عجب نہیں کہ خدا تعالیٰ سب کو عذاب فرمائے گا

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ بندے سے پرسش فرمائے گا یہاں تک کہ یوں ارشاد کرے گا کہ دنیا میں جب تو نے بری بات دیکھی تھی اس کو کیوں نہ روکا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ بندے کو جواب سمجھا دے گا تو وہ عرض کرے گا الٰہی! مجھ کو تیرے رحم کی توقع تھی اور لوگوں سے خوف تھا۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ مار پیٹ سے ڈرے یا ایسی بات سے جس کی طاقت اپنے آپ میں نہ ہو اور اس کی پہچان مشکل ہے اور خطرے سے خالی نہیں اور عزلت میں اس سے

Marfat.com

نجات ہے اور اچھی بات کے کرنے سے خصومت کا ابھار اور سینوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے۔

اور جو شخص امر بالمعروف کا امتحان کرتا ہے ندامت اٹھاتا ہے کیونکہ امر بالمعروف کرنا ایسا ہے کہ جب کوئی ٹیڑھی دیوار کو سیدھا کرنا چاہے تو عجب نہیں کہ دیوار اسی پر آ رہے اور پھر کہے کاش میں اسے جھکی ہوئی ہی رہنے دیتا ہاں اگر کچھ لوگ اس کو مدد دیں اس طرح کہ دیوار کو تھام لیں اور سب ملکر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کریں۔ تو البتہ سیدھا ہونا بدون ضرر کے ہو سکتا ہے۔لیکن امر بالمعروف کرنے میں مدد گار اس زمانہ میں کہاں کہ ان کے سہارے کسی کو کچھ کہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ آدمی کنج عافیت اختیار کرے اور ریا ایک دردِ لا علاج ہے جس سے احتراز کرنا ابدال اور اوتاد کو بھی دشوار ہے کیونکہ جو شخص لوگوں سے ملے گا اسے مدارات کرنی پڑے گی۔ اور جو مدارات کرے گا وہ ریا کرے گااور جو ان کے دکھلاوے کیلئے عمل کرے گا۔ وہ بھی ان باتوں میں مبتلا ہو گا جن میں وہ ہیں اور جیسے وہ تباہ ہوئے ویسے ہی وہ بھی تباہ ہو گا۔

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ" اگر میرے پاس کوئی دوست آئے اور میں اس کے دکھانے کو اپنی داڑھی ہاتھ سے برابر کروں تو مجھے یہ ڈر ہے کہ میرا نام کہیں منافقوں کے دفتر میں نہ لکھا جائے"اور حضرت فضیلؒ تنہا مسجدِ حرام میں بیٹھے تھے کہ ان کا ایک دوست ان کے پاس گیا انھوں نے پوچھا کہ کیسے آئے اس نے کہا دل بہلانے کے لیے انھوں نے فرمایا یہ تو وحشت کا کام ہے کیونکہ تم یہی چاہتے ہو کہ میرے دکھانے کو زینت کرو میں تمہارے دکھانے کو بن سنور کر بیٹھوں اور تم میری خاطر جھوٹ بولو اور میں تمہاری خاطر، بس اس سے بہتر یہ ہے کہ یا تو تم میرے پاس سے چلے جاؤ یا میں تمہارے پاس سے اٹھ جاؤں۔اور کسی عالم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ سے محبت کرتا ہے تو یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی اطلاع اس کو نہ ہو۔

طاؤسؒ خلیفہ ہشام کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو فرمایا کہ اے ہشام! کیسے ہو؟ہشام غصے ہوا اور کہا تم نے مجھے امیر المومنین کیوں نہ کہا آپ نے فرمایا اس

Marfat.com

لیے کہ سب مسلمان تمہاری خلافت پر متفق نہیں تو مجھ کو خوف ہوا کہ امیر المومنین کہنے سے میں کہیں دورغ گو نہ ہو جاؤں" تو جس شخص سے اس طرح کا احتراز ہو سکے اس کو لوگوں سے اختلاط کرنے کا مضائقہ نہیں ورنہ اپنا نام منافقوں کے دفتر میں لکھوانے پر راضی ہو تو اختلاط کرے۔

اکابر جب آپس میں ملتے تھے تو مزاج پوچھنے اور جواب دینے سے احتراز کرتے تھے کیونکہ ان کا دستور احوالِ دین دریافت کرنے کا تھا نہ کہ حالات دنیا پوچھنے کا۔ چنانچہ حاتم اصمؒ نے حامد لفافؒ سے پوچھا کہ تمہارا کیسا حال ہے؟ انھوں نے جواب دیا سالم اور عافیت سے ہوں حاتم کو یہ جواب برا معلوم ہوا کہ اے حامد! سلامتی تو پل صراط کے پار اور عافیت جنت میں ہے اور حضرت عیسیٰؑ سے جب کوئی پوچھتا کہ آج آپ کیسے ہیں تو کہتے ایسا ہوں کہ جس چیز کی توقع کرتا ہوں اس کے حصول پر قادر نہیں اور جس چیز سے ڈرتا ہوں اس کو ٹال نہیں سکتا۔

پس کوئی محتاج مجھ سے زیادہ حاجتمند نہیں۔

حضرت مالک بن دینارؒ سے کسی نے پوچھا کہ آج آپ کیسے ہیں؟ فرمایا کہ عمر گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے جاتے ہیں اور کسی حکیم سے پوچھا کہ تم کیسے ہو؟ اس نے کہا موت کی خاطر اپنی زندگی پسند نہیں کرتا اور اپنے رب کے سامنے اپنے نفس سے راضی نہیں اور کسی دوسرے حکیم سے سوال کیا گیا کہ تم کیسے ہو؟ اس نے کہا اپنے رب کا رزق کھاتا ہوں اور اس کے دشمن شیطان کی اطاعت کرتا ہوں۔

کسی نے محمد بن واسعؒ سے پوچھا آپ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ "جو شخص ہر روز آخرت کی طرف ایک منزل چلتا ہو اس کا حال تم خود ہی سمجھ لو کیا ہو گا" اور حامد لفافؒ سے کسی نے پوچھا کہ تم کیسے ہو؟ کہا کہ یہ تمنا ہے کہ ایک دن اور رات عافیت میں گذرے سائل نے کہا کہ کیا آپ ہر روز عافیت سے نہیں ہیں فرمایا کہ عافیت اس روز ہوتی ہے جس میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں۔

"ایک شخص نزع کی حالت میں تھا اس سے کسی نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے

Marfat.com

کہا کہ "اس شخص کا کیا حال ہو گا جو کہ دور دراز کا سفر بغیر زاد سفر کے طے کرنا چاہتا ہے اور قبر وحشت میں بدوں مونس کے جاتا ہے اور عادل بادشاہ کے سامنے بغیر محبت کے حاضر ہوتا ہے" حضرت حسان بن ابی سنانؒ سے کسی نے پوچھا آپ کیسے ہیں؟ فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو مرے گا اور پھر اٹھایا جائے گا اور پھر حساب لیا جائے گا۔

حضرت ابن سیرینؒ نے ایک عیالدار تنگ دست سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اس کا کیا حال پوچھتے ہو جس کے ذمہ پانچ سو درہم قرض ہوں اور وہ عیالدار ہو۔

اور بعض اکابر فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو جانتا ہوں کہ ایک دوسرے سے ملاقات نہ کرتے تھے۔ لیکن ایک شخص دوسرے کی تمام متاع پر حکم کرتا تو دوسرا اس کو کبھی نہیں روکتا تھا اور اب میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے سے اتنا تپاک کرتے ہیں کہ گھر کی مرغی تک کا حال بھی پوچھتے ہیں۔ لیکن اگر ایک شخص بےتکلفی سے دوسرے سے پیسے لینا چاہے تو وہ اسے ہرگز نہیں دیتا یہ بات ریا اور نفاق کے سوا اور کیا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جب دو شخص آپس میں ملتے ہیں تو ایک کہتا ہے مزاج شریف۔ دوسرا کہتا ہے آپ کا مزاج لطیف۔ نہ اول جواب کا انتظار کرتا ہے اور نہ دوسرا اس کے سوال کا جواب دیتا ہے بلکہ اپنا سوال پیش کرتا ہے۔ انھیں معلوم ہے کہ یہ امر دوسرے کے دکھانے اور تکلف کا ہے بلکہ بعض اوقات تو دل میں کینہ اور بغض ہوتا ہے اور زبان سے خیریت پوچھی جاتی ہے۔

اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں" پہلے لوگ جو السلام علیکم فرماتے تھے یہ اس وقت کہتے تھے جب ان کے دل سلامت ہوتے تھے اور جب ہم کہتے ہیں آپ کیسے ہیں؟ خدا آپ کو تندرست رکھے۔ اور آپ کا مزاج مبارک کس طرح ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت رکھے۔ اگر ان الفاظ میں ہم تأمل کریں، تو یہ سب بدعت کی راہ سے ہیں نہ کہ تعظیم کے طور پر چاہے لوگ ہم سے راضی ہوں یا ناراض"۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایک دوسرے کو ملتے ہی کہو مزاج شریف تو یہ بدعت ہے۔

Marfat.com

ایک شخص نے ابو بکر بن عیاشؒ سے پوچھا مزاج شریف؟ آپ نے اس کو جواب نہ دیا اور کہا ہم کو اس بدعت سے معاف رکھو۔ اور فرمایا کہ اس استفسار کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں جب شہر عمواس میں (جو شام کے ملک میں ہے) وباء طاعون پھیلی اور لوگ کثرت سے مرے تو اس وقت صبح کو جب کوئی اپنے بھائی سے ملتا تھا تو پوچھتا تھا تمہاری صبح بخیر ہوئی یعنی رات کو طاعون سے محفوظ رہے کہ نہیں اور جو شام کو ملتا تو دن کی خیریت پوچھتا کہ شام بخیر گذری پھر رفتہ رفتہ ہر ملاقات میں یہ تکلف جاری ہو گیا غرضیکہ اختلاف عادتوں کے اعتبار سے غالباً" اقسام تکلف اور ریا اور نفاق سے خالی نہیں ہوتا اور یہ سب باتیں بری ہیں ان میں سے کوئی ممنوع و حرام ہے اور کوئی مکروہ اور عزلت کی وجہ سے ان برائیوں سے نجات ملتی رہتی ہے۔ کیونکہ جو شخص خلق سے ملے اور ان کی عادات میں شریک نہ ہو تو لوگ اس سے ناخوش ہوں گے اور اس کو گراں جانیں گے اور اس کی غیبت کریں گے اور اس کو ایذا دینے کے درپے ہوں گے۔ تو ان کا دین اس شخص کے باب میں برباد ہو جائے گا اور اگر یہ ان سے بدلہ لے گا تو اس کی دنیا اور دین دونوں ضائع ہوں گے اور لوگوں کے اعمال اور اخلاق کو دیکھ کر دیکھنے والے کی طبیعت کا ان کو چرا لینا ایک خفیہ مرض ہے اور اس پر عاقلوں کو بھی آگاہی نہیں ہوتی غافلوں کا تو کیا ذکر ہے مثلاً" کوئی شخص فاسق کے پاس مدت تک بیٹھے گو دل میں اس کو برا جانتا ہوں تب بھی اپنے دل کا حال پہلے کی نسبت متفاوت پائے گا۔ یعنی اس کے پاس بیٹھنے سے پہلے جتنی نفرت و گرانی اپنے دل میں محسوس کرتا ہوگا اس قدر نفرت اب نہ رہے گی اس لیے کہ برائی دیکھتے دیکھتے طبیعت پر سہل ہو جاتی ہے اور اس کا برا ہونا دل میں سے جاتا رہتا ہے۔جب کثرت سے دیکھنے کے باعث وہ برائی حقیر ہو جاتی ہے تو کیا عجب ہے کہ آدمی خود اس برائی کے کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اور جب مدت تک آدمی کسی دوسرے کو گناہِ کبیرہ کرتے دیکھتا ہے تو اسے اپنے گناہِ صغیرہ حقیر معلوم ہوتے ہیں اس وجہ سے جب کوئی شخص تونگروں پہ نظر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اپنے اوپر کم سمجھتا ہے۔

Marfat.com

تونگروں کی صحبت اس لیے اختیار کی جاتی ہے تاکہ جو کچھ اپنے پاس ہے اس کو کم جانا جائے اور فقیروں کی صحبت اس لیے پسند ہوتی ہے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہیں انھیں بڑا سمجھے۔یہی حال مطیعوں اور عاصیوں کی طرف دیکھنے کا ہے کہ اس کی تاثیر بھی طبیعت میں ویسی ہی ہے یعنی جو شخص صرف صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ ہی کا حال دیکھے کہ انھوں نے عبادت کس طرح کی اور دنیا سے کیسے کنارے پر رہے تو وہ اپنے نفس کو ہمیشہ ذلیل اور اپنی عبادت کو حقیر سمجھے گا اور جانے گا کہ میں نہایت قاصر ہوں اور تکمیل میں کوشش ضرور کرتا رہے گا اور یہ چاہے گا کہ ان اکابر کی اقتداء نصیب ہو۔اور جو شخص ان حالات کو دیکھے گا جو دنیا داروں پر غالب ہیں یعنی خدا تعالیٰ سے ان کا روگردان رہنا اور دنیا کی طرف متوجہ رہنا اور معاصی کا عادی ہونا تو وہ شخص اپنے دل میں اگر ادنیٰ رغبت بھی نیکی کی پائے گا تو اس کے سبب سے اپنے نفس کو بڑا سمجھے گا۔ اور یہی تباہ ہونے کی صورت ہے اور طبیعت کے بدلنے کے لیے صرف خیر و شر کی باتوں کا سننا کافی ہوا کرتا ہے دیکھنا تو درکنار رہا۔ اور اس بات سے اس حدیث کے معنیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ اس لیے کہ رحمت تو جنت میں داخل ہونے اور دیدار الٰہی کو کہتے ہیں اور یہ باتیں ذکر کے وقت نازل نہیں ہوتیں بلکہ ان کا سبب نازل ہوتا ہے یعنی دل کے اندر سے ایک جوش اور حرص صالحین کی اقتدار کی اور اپنی تقصیر اور کمی پر خجالت اور کراہت ابھرتی ہے الغرض رحمت فعلِ خیر کے باعث ہوتی ہے اور فعلِ خیر رغبت کی جہت سے اور رغبت احوالِ صالحین کے ذکر کرنے سے تو نزول رحمت کے یہی معنیٰ ہوئے کہ وہ چیز نازل ہوتی ہے جو انجام کار ذریعۂ رحمت ہو۔ اور جیسے اس حدیث کے الفاظ سے یہ معنی سمجھ میں آتے ہیں۔ ایسے ہی زیرک آدمی اس کلام کے فحوے سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ فاسقوں کے احوال بیان کرتے وقت لعنت برستی ہے اس لیے کہ کثرت سے ان کا ذکر کرنا گناہوں کو طبیعت پر ہلکا کر دیتا ہے اور لعنت اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کو کہتے ہیں اور دوزخ کا سبب گناہ ہیں۔ اور ان گناہوں کا سبب یہی ہے کہ دل سے ان کی گرانی اور برائی جاتی رہے اور

Marfat.com

گرانی کے جانے کا باعث ان کے ساتھ مانوس ہونا ہے اور انس کثرت کے ساتھ سننے سے ہوتا ہے تو جس صورت میں صالحوں اور فاسقوں کے احوال سننے کا یہ حال ہو تو ان کے دیکھنے کو سمجھ لو کہ بطریق اولیٰ مؤثر ہو گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ آپؐ نے فرمایا

مثل الجلیس السوء کمثل الکیران لم یحرقک بشررہ علق بک من ریحہ

"جیسے کیڑا بو میں بس جاتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی اس طرح فساد دل پر سہل ہو جاتا ہے اور اس کو خبر نہیں ہوتی" اور فرمایا الجلیس الصالح مثل صاحب المسک ان لم یھب لک منہ تجد ریحہ

اور اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جس شخص کو کسی عالم کی لغزش معلوم ہو تو دو وجہ سے اس کا ذکر کرنا حرام ہے اول تو یہ کہ غیبت عالم کی ہو گی دوسرا یہ کہ لوگ عالم کا حال سن کر اس خطا میں سہل انگاری کریں گے۔ اور اس کی گرانی ان کے دلوں سے ساقط ہو جائے گی اور اس پر جرأت کرنا بڑی بات نہ جانیں گے کیونکہ جب کوئی اس خطا کا مرتکب ہو گا اور کوئی اس پر اعتراض کرے گا تو وہ جواب دے گا ہم سے ایسا ہو جانا بعید ہے۔اس میں تو عالم اورعابد بھی مجبور ہیں اور جب تک اس کے اعتقاد میں یہ بات رہے گی کہ ایسی حرکت پر عالم انگشتِ مبارزت نہیں کیا کرتے تب تک اس کو اس حرکت کا ارتکاب برا معلوم ہو گا اور جہاں معتبر اور مقتدا لوگوں کی اس قسم کی کوئی بات سنی تو ان کو اپنی حرکت کی سند ہو جاتی ہے۔مثلاً" وہ اشخاص جو دنیا لینے میں لڑنے جھگڑنے اور اس کے جمع کرنے کے حریص ہیں اور ریاست کی محبت پر کٹ مرتے ہیں ان کے دلوں پر ان امور کی برائی اسی وجہ سے آسان ہے کہ خیال کرتے ہیں کہ صحابہؓ ریاست کی محبت سے محترز نہ تھے بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے مناقشہ کو اپنی سند بیان کرنے لگتے ہیں اور اپنے جی میں تصور کرتے ہیں کہ یہ مناقشہ طلبِ حق کے لیے نہ تھا بلکہ طلبِ ریاست کے لیے تھا پس اسی جھوٹے اعتقاد سے امرِ ریاست ان پر آسان ہو جاتا ہے۔اور اسی قسم کی معصیتوں کے مرتکب ہونے لگتے ہیں اور

Marfat.com

سرشتِ بد لغزشوں کی اتباع اور حسنات سے اعراض پر مائل ہوتی ہے بلکہ جس جگہ لغزش نہیں ہوتی اپنی غرض کے لیے لغزش مان لیتی ہے تاکہ بہانہ مل جائے اور یہ شیطان کے دقیق مکروں میں سے ہے اور اس حوالہ سے اللہ تعالٰی نے شیطان کی مخالفت کرنیوالوں کی ان الفاظ سے تعریف فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ۔ (الزمر ۳۹:۱۸)

"اور جو بات سنتے ہیں اور پھر جو اس میں نیک ہے اس پر چلتے ہیں" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی مثل بیان فرمائی کہ جو شخص بیٹھ کر حکمت کی بات سنے پھر اس میں سے برائی کے سوا اور کچھ یاد نہ رکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی چرواہے کے پاس آئے اور کہے کہ اپنے گلے میں سے ایک موٹی بکری ذبح کے لیے دیدے اور وہ جواب دے کہ گلہ میں جا اور جو بکری تجھے بہتر لگے اس کو پکڑ لے اور وہ گلے کے کتے کا کان پکڑ لائے پس جو شخص آئمہ کی لغزشیں نقل کرتا ہے یہ مثل اس کی بھی ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اکثر آدمیوں کا دستور ہے کہ جب کسی مسلمان کو دیکھیں کہ رمضان کے دنوں میں بلاوجہ روزہ نہیں رکھتا تو اس امر کو اتنا بعید جانیں کہ عجب نہیں کہ اس کو کافر جاننے لگیں۔ لیکن اگر ایسے لوگوں کو دیکھیں جو نماز نہیں پڑھتے تو ان لوگوں سے اتنی نفرت نہیں ہوتی جتنی کہ روزہ نہ رکھنے والوں سے ہوتی ہے حالانکہ بعض کے نزدیک ایک نماز کا ترک بھی موجب کفر ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک گردن مارنے کے باعث ہے اور رمضان کے سب روزے نہ رکھنے سے بھی یہ سزا کسی کے نزدیک نہیں۔اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ نماز میں تساہل اکثر ہوتا ہے۔ اور دن میں پانچ بار اس کا مشاہدہ ہوتا ہے تو دیکھتے دیکھتے دل سے برائی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔ اور روزہ چونکہ سال میں ایک بار ہوتا ہے اس لیے اس کی وقعت بدستور ہے۔اسی طرح اگر کوئی عالم ریشمی کپڑا یا سونے کی انگوٹھی پہن لے یا چاندی کے برتن سے پانی پی لے تو لوگ اس کو سخت برا جانیں گے اور بہت انکار کریں گے حالانکہ اس کو بار ہا بڑی دیر تک لوگوں کی غیبت بھی کرتے دیکھتے ہیں اور برا نہیں جانتے اگرچہ

Marfat.com

غیبت زنا سے بڑھ کر ہے تو حریر پہننے سے بڑھ کر کیسے نہ ہو گی مگر چونکہ غیبت سنتے سنتے اور غیبت کرنے والوں کو دیکھتے دیکھتے دل پر اس کی برائی نہیں ہے اس لیے اس میں سہل انگاری پڑتی ہے۔ پس ان دقائق کو سمجھ کر لوگوں سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

سوم:-

عزلت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ فتنوں اور خصومتوں سے نجات ملتی ہے اور ان میں گرفتار نہ ہونے سے دین اور نفس دونوں محفوظ رہتے ہیں چونکہ فتنوں اور تعصبات سے شہر خالی نہیں تو جو کوئی لوگوں سے الگ رہے گا وہ ان کے فتنوں سے بھی سلامت رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتنوں کا ذکر فرمایا اور ان کا حال اس طرح ارشاد فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ لوگوں کے عہد درہم ہو گئے ہیں اور امانتیں ہلکی پڑ گئی ہیں اور اس صورت سے ہو گئے آپؐ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال دیں۔میں نے عرض کیا آپؐ ایسے وقت میں مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں؟آپؐ نے فرمایا" اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور زبان بند کرو اور جو بات جانتے ہو اس کو کرو جو نہیں جانتے اس کو نہ کرو اور خاص لوگوں کا طریق لازم پکڑو۔"

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ دیندار کا دین سلامت نہ رہے گا مگر جو شخص اپنا دین لیکر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ میں اور ایک بل سے دوسری بل میں لومڑی کی طرح ادھر ادھر بھاگا پھرے گا۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ زمانہ کب آئے گا؟آپؐ نے فرمایا۔ جس وقت معیشت اللہ تعالٰی کی معصیت کے سوا اور کسی چیز سے نہ ملے گی جب ایسا وقت ہو گا تو مجرد رہنا

Marfat.com

واجب ہو گا۔آپؐ نے فرمایا جب وہ وقت ہو گا تو آدمی کی تباہی اس کے والدین کے ہاتھوں ہو گی اور اگر اس کے والدین نہ ہوں گے تو اس کی بیوی اور اولاد کے ہاتھوں ہو گی اور اگر یہ بھی نہ ہوئے تو رشتے داروں کے ہاتھوں ہو گی لوگوں نے عرض کیا یہ کیسے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر تنگدستی کا عیب لگائیں گے تو وہ بتکلف کام کرے گا جس کی اسمیں طاقت نہیں ہوگی اور یہی امر اس کو تباہی کی جگہ پہنچا دے گا اور یہ حدیث ہر چند کے تجرد کے باب میں ہے مگر عزلت بھی اس سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ عیالدار معیشت اور اختلاط سے سے خالی نہیں ہوتا اور کسبِ معاش بغیر معصیت کے نہیں کرتا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ اور ایام کے دنوں میں ہرج کا ذکر فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت آدمی اپنے ہم نشین سے مامون نہ رہے آپ نے عرض کیا کہ اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپؐ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اپنے نفس اور ہاتھ کو روک اور اپنے گھر میں داخل ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی میرے گھر میں آجائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوٹھڑی میں گھس جا میں نے عرض کیا اگر کوئی کوٹھری میں بھی گھس آئے آپؐ نے فرمایا۔ مسجد میں داخل ہو اور اس طرح (آپ نے اپنا پائنچہ پکڑ لیا) کہہ میرا رب خدا ہے یہاں تک کہ تو وفات پا جائے۔

حضرت سعدؓ کو جب لوگوں نے امیر معاویہؓ کے دور میں نکلنے کے لیے اور لڑنے کے لیے کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں لڑنے کو نہیں جاتا ہاں ایک طرح چل سکتا ہوں کہ مجھ کو ایسی تلوار دو جو آنکھوں سے دیکھتی ہو اور زبان سے بولتی ہو اگر کافر کو دیکھے تو بتا دے تاکہ میں اس کو مار ڈالوں اور ایماندار کو دیکھ کر اس کا حال مجھ سے کہہ دے تاکہ میں اس کو نہ ماروں اور فرمایا کہ ہماری اور تمہاری مثل ایسی ہے جیسے کچھ لوگ کھلے راستے پر چلے جا رہے ہوں اور اچانک غبار آلود آندھی چلنے لگے اور راہ بھول جائیں تو کوئی کہے کہ راہ داہنی طرف کو ہے اور وہ اسی طرف کو چل دیں اور

Marfat.com

حیران و پریشان بھٹکتے پھریں اور کوئی کہے کہ راہ بائیں طرف ہے اور اس طرف جا کر خراب ہوں۔جو اس جگہ ٹھہریں اور اتنا صبر کریں کہ آندھی موقوف ہو جائے اور راہ معلوم ہونے لگے۔غرضیکہ حضرت سعدؓ اور کچھ لوگوں نے فتنوں میں شرکت نہ کی اور جب تک فتنہ فرو نہ ہو گیا لوگوں سے اختلاط نہ کیا۔

اور حضرت ابن عمرؓ کا حال لکھتے ہیں کہ جب انھیں خبر ملی کہ حضرت امام حسین نے عراق جانے کا قصد کیا ہے تو آپ پیچھے روانہ ہوئے اور تین منزل پر ملاقات ہو گئی اور آپ نے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں؟انھوں نے فرمایا عراق کا اور جو خطوط عراق سے آئے وہ دکھلائے اور فرمایا کہ یہ ان کے خطوط اور عہد نامے ہیں۔آپ نے کہا ان خطوط پر آپ لحاظ نہ فرمائیں اور وہاں تشریف نہ لے جائیں حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے نہ مانا۔آپ نے کہا میں آپ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ حضرت جبرئیلؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور آپ کو دنیا اور آخرت کے پسند کرنے کا اختیار دیا۔آپؐ نے آخرت کو پسند فرمایا اور آپؑ لخت جگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں واللہ!آپ لوگوں میں سے کوئی دنیا کا والی نہ ہو گا اور آپ سے دنیا کو اسی چیز نے علیحدہ رکھا ہے جو تمہارے حق میں بہتر ہے۔آپ نے واپس جانے سے انکار کیا تو حضرت ابن عمرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام سے معانقہ کر کے رونے لگے اور فرمایا کہ اے شہید!آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور صحابہ میں دس ہزار آدمی تھے مگر فتنہ کے دنوں میں چالیس سے زیادہ لوگوں نے جرأت نہ کی۔طاؤسؒ اپنے گھر میں بیٹھے رہے لوگوں نے ان سے وجہ پوچھی تو جواب دیا زمانے کی خرابی اور حاکموں کے ظلم کے باعث بیٹھ رہا ہوں۔اس سب تقریر سے معلوم ہوا کہ عزلت سے آدمی خصومات اور فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔

چہارم:-

عزلت کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کی ایذا سے رہائی رہتی ہے یعنی لوگ کبھی تو غیبت سے ستاتے ہیں اور کبھی بد گمان ہو کر تہمت لگاتے ہیں۔اور کبھی تم سے وہ

Marfat.com

سوال کرتے ہیں جو پورا نہ ہو سکے اور کبھی چغلی اور جھوٹ سے ایذا دیتے ہیں۔کیونکہ اختلاف کی صورت میں تمہارے اعمال اور اقوال ان کے پیش نظر ہوتے ہیں پس جب تم ان سے عزلت کر لو گے تو ان سب امور سے احتراز رکھنے کی حاجت نہ ہو گی۔جو چاہو گے سو کرو گے ۔اسمیں شک نہیں کہ جو شخص دوسروں سے اختلاط رکھے گا ان کے اعمال میں شریک ہو گا تو اس کا حاسد یا دشمن ضرور ہو گا جو اس پر بد گمانی کرے گا اور یہ وہم کرے گا کہ یہ شخص میری دشمنی پر آمادہ ہے اور اس پر کوئی داؤ چلائے گا اور خفیہ دعا کرے گا اس لیے کہ آدمی جس چیز کے ساتھ حریص ہوتے ہیں تو ہر دوسرے کو اپنے حال میں زیادہ مضر جانتے ہیں چونکہ دنیا پر شدت سے حریص ہیں تو غیر کو سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا رقیب ہے۔

کسی نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے کہا آپ مدینہ منورہ تشریف کیوں نہیں لاتے؟فرمایا اب جو لوگ وہاں ہیں وہ نعمت پر حسد کرتے ہیں یا دوسرے کی تکلیف پر خوش ہوتے ہیں اور ابن سماکؒ کہتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست نے ہم کو خط میں لکھا ہے کہ آدمی دوا تھے کہ ہم ان سے علاج کیا کرتے تھے اور اب ایسے لوگ ہو گئے ہیں جس کا کچھ علاج نہیں تو ان سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حج کا قصد کیا ثابت بنانی جو اولیاء اللہ میں سے تھے نے خبر سن کر کہا آپ حج کو جا رہے ہیں میری خواہش ہے کہ حج کے دوران آپ کے ساتھ رہوں۔حسنؓ نے فرمایا میاں صاحب!اس میں خیر ہے کہ خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ رہیں۔مجھے ڈر ہے کہ اگر ساتھ رہیں گے تو ایک دوسرے کے ایسے حال دیکھیں گے جن سے باہم بغض کی صورت ہو ان اقوال سے عزلت کا ایک اور فائدہ معلوم ہوا یعنی دین اور مروت اور اخلاق اور فقر و غیرہ کا بھرم بندھا رہتا ہے اور عیوب ڈھکے رہتے ہیں۔ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور لوگوں سے احتراز رکھو کیونکہ یہ لوگ اگر اونٹ کی پیٹھ پر چڑھتے ہیں تو اس کی پیٹھ زخمی کر دتے ہیں اور گھوڑے پر سوار ہوں تو اس کی کمر لگا دیتے ہیں.اور اہل ایمان کے دل میں جگہ کرتے ہیں تو اسے خراب کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

پنجم:۔

عزلت کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ نہ لوگ تم سے طمع کریں گے نہ تم اوروں سے۔ اور لوگوں کے طمع کا تم سے منقطع ہونا ایک ایسا امر ہے جو نہایت مفید ہے اس لیے کہ لوگوں کا راضی کر دینا تو ممکن نہیں اس سے بہتر یہی ہے کہ آدمی اپنے ہی نفس کی اصلاح کرے اور ادنیٰ اور آسان حقوق میں سے جنازہ پر جانا اور بیمار پرسی اور ولیموں اور عقدِ نکاح میں حاضر ہونا ہے۔اور ان سب میں تضیع اوقات ہوتا ہے،پھر کچھ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ان میں سے بعض حقوق نہیں ادا کر سکتا اور عذر ہرچند مقبول ہوتا ہے۔مگر ہر ایک عذر ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتا تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں شخص کا حق ادا کیا اور ہمارا حق ادا نہ کیا اور یہی وجہ عداوت کی ہو جاتی ہے۔چنانچہ کہتے ہیں کہ جو شخص بیمار کی عیادت کے وقت نہیں پوچھتا وہ یہ چاہتا ہے کہ بیمار مذکور مرجائے تاکہ اچھا ہونے پر اس کی عیادت نہ کرنے پر شرمندگی نہ ہو۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی دنیا کی بہار اور زینت کو دیکھتا ہے اس کی حرص جنبش کرتی ہے اور حرص کے زور سے طمع ابھرتی ہے اور اکثر طمعوں سے بجز نامرادی کے اور کچھ نہیں پاتا اس لیے بہت ایذا اٹھاتا ہے اور جب دیکھے گا نہیں تو اس کی تمنا اور طمع بھی نہ کرے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا(وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ) (طٰہٰ ۲۰: ۱۳۱)

"اور نہ پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو برتنے کو دی ہم نے" اور عون بن عبد اللہؒ کہتے ہیں کہ ابتداء میں' میں تونگروں کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو ہمیشہ رنجیدہ اور اداس رہتا کہ ان کے کپڑے اپنے کپڑوں سے بہتر دیکھتا اوران کی سواری اپنی سواری سے اچھی پاتا پھر میں نے فقیروں کی ہمنشینی اختیار کی تو مجھے راحت ہو گئی اور کہتے ہیں کہ مزنیؒ ایک روز جامع فسطاط کے دروازہ سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں ابن عبد الحکم اپنے لشکر سمیت وہاں سے گزرا مزنیؒ اس کا حال دیکھ کر ششدر رہ گئے اور یہ آیت پڑھی۔

Marfat.com

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ۔ (الفرقان ۲۵: ۲۰)

"اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے؟"

پھر فرمایا کہ ہاں میں صبر کروں گا اور راضی رہوں ۔ اور آپ تنگ دست کم مایا تھے۔

غرض کہ جو شخص اپنے گھر میں رہتا ہے وہ ان جیسے فتنوں میں مبتلا ہی نہیں ہوتا اور دنیا کی زینت دیکھنے پر تو دو ہی حال ہوں گے یا یہ کہ آدمی کا دین اور یقین قوی ہو اور صبر کرے اور ظاہر ہے کہ صبر کی تلخی صبر سے بھی زیادہ سخت ہے' یا یہ کہ اس کی خواہش اور طمع ابھر کھڑی ہو اور دنیا کی طلب کی تدبیر کرے اور ہمیشہ تباہ ہو جائے۔

خلوت نشینی کے معمولات:۔

کثرتِ عبادت:۔

خلوت نشینی میں چاہیے کہ بندہ ہر وقت خدا کی رضا مندی طلب کرے' قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرے' ذکر و نماز یا مراقبہ میں مصروف رہے' جب ان چیزوں سے تھک جائے تو سو جائے۔ خلوت کے دوران نوافل کثرت سے پڑھے جس قدر نفلی نمازیں اور عبادات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کوشش کی جائے کہ سب کا پورا التزام ہو۔ مثلاً" نمازِ فجر کے بعد اشراق' نماز چاشت' مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ الاوابین' نماز تہجد دیگر سنن اور کثرتِ نوافل کا اہتمام بھی کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ نماز کی برکات نصیب ہوں۔

کلمہ کا ذکر:۔

اکثر مشائخ نے ذکر کے لیے لا الہ الا اللہ کو پسند کیا ہے۔ یہ کلمہ باطن کو منور کرنے اور خیالات میں یکسوئی پیدا کرنے کی زبردست خاصیت رکھتا ہے بشرطیکہ ایک مخلص اور حق پرست اس کا ذکر ہمیشہ کرتا رہے۔ یہ اس کے لیے عطیہء الٰہی ہے جیسا کہ حضرت

Marfat.com

عبد الرحمٰن بن زیدؓ نے اپنے والد کی روایت سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک دفعہ عرض کیا اے پروردگار! مجھ سے اس امت مرحومہ (مسلم قوم) کا حال بیان کر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے پوشیدہ پرہیز گار، حلیم الطبع برگزیدہ علماء موجود ہیں جو پیغمبروں کی مانند ہیں،وہ میری تھوڑی سے بخشش پر خوش ہو جاتے ہیں اور میں بھی ان کے قلیل عمل پر مطمئن ہوں۔کیونکہ میں لا الہ الا اللہ کہنے پر انھیں جنت میں داخل کرونگا۔ اے عیسیٰ!جنت میں ان لوگوں کی اکثریت ہو گی کیونکہ کسی قوم کی زبان پر لا الہ الا اللہ کا ورد اتنا جاری نہیں ہوا جتنا ان کی زبانوں پر جاری ہے اور کسی قوم کی گردنیں اس قدر مسجدوں میں نہیں جھکیں جس قدر ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

ذکرِ ذات:۔

اگر بندہ خلوت میں اپنے دل کی ہم آہنگی کے ساتھ اس کلمہ کا ورد کرتا رہے تو یہ قلب میں راسخ ہو کر نفسانی باتوں کا ازالہ کر دے گا اور قلب میں اس کا مفہوم کلمہ نفس کے قائم مقام ہو جائے گا جب یہ کلمہ دل پر چھا جائے اور زبان اس کی عادی ہو جائے تو قلب اس کو اپنے اندر ایسا جذب کر لیتا ہے کہ اگر کلمہ کی صورت زبان اور قلب سے دور ہو جائے تو اس صورت میں بھی اس کا نور قائم رہے گا اور یہ ذکر مشاہدۂ حق کے ساتھ قائم ہو کر ذکرِ ذات بن جائے گا اور یہی ذکر ذات نور ذکر جوہر بن جانے کے بعد مکاشفہ، مشاہدہ اور معاینہ کہلاتا ہے جو خلوت نشینی کا انتہائی مقصد ہے۔

کثرتِ تلاوت:۔

کسی کو یہ مقام کلمہ کے ذکر سے نہیں بلکہ تلاوتِ قرآنِ کریم کی کثرت سے ملتا ہے اور اس سلسلہ میں قلب کی ہم آہنگی کے ساتھ زبان سے جدوجہد کی جائے تاکہ تلاوت زبان پر جاری ہو جائے اور کلام کا مفہوم نفسانی باتوں کے قائم مقام ہو جائے اس طرح بندہ کو تلاوت اور نماز میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے اور اس سہولت کی

Marfat.com

بدولت باطن منور اور کلام کا نور قلب میں جوہر بن جاتا ہے اور اس سے ذکرِ ذات بھی ہوتا ہے بلکہ یہ نور کلام عظمت الٰہی کے مشاہدہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

کثرتِ اختلاط کی مذمت:-

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ وہ مصلحت شرعیہ کے بغیر لوگوں کے ساتھ میل جول نہ کرتے۔تمام سلف صالحین کی یہی حالت تھی۔ اگر کسی دن انھیں کوئی شخص نہ ملتا تھا تو اسے عید کا دن تصور کرتے۔لہٰذا جو شخص لوگوں سے بکثرت مخالطت کرے وہ طریقِ سلف سے خارج ہو جاتا ہے اور اسے اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں جب کبھی میں اس زمانہ کے مشائخ میں سے کسی کی ملاقات کو گیا ہوں تو بہت کم ایسا ہوا ہے کہ وہ مجلس غیبت سے خالی رہی ہو لہٰذا میں نے اپنے اور دین کے خوف سے ان کی ملاقات کم کر دی نہ کہ ان کے حقوق میں تساہل کی غرض سے یہ تو مشائخ کی مجلسوں کا حال ہے تو دوسرے لوگوں کی ملاقاتوں میں کیا کچھ ہوتا ہوگا پس اس زمانے میں کوئی شخص جب کسی کی ملاقات کو جائے تو اپنے نفس کی پوری پوری حفاظت کرے اور اس پر ہرگز سستی نہ کرے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے تھے عزلت کا مزہ چکھا کرو۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ لوگ اس کے عیوب سے کم واقف ہوں وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔جو شخص لوگوں سے مخالطت کرے گا اس کا دین ضائع ہو جائے گا اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔

حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کا دروازہ بند کر دوں اور مرتے دم تک کسی کو ملنے کو نہ جاؤں۔

امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ربیع بن خثیم اپنی قوم کی مجلس میں ساری عمر میں ایک دفعہ کے سوا کبھی نہیں بیٹھے۔ایک دفعہ آپ گھر کے دروازہ میں بیٹھے تھے کہ ایک پتھر گرا جس سے آپ کا سر زخمی ہو گیا لیکن مارنے والے کا پتہ نہ چلا آپ

Marfat.com

کھڑے ہو گئے اور کہا اے ربیع! تجھے نصیحت کی گئی ہے اس کے بعد مرتے دم تک گھر سے باہر بغیر ضرورت کے نہ نکلے۔

حضرت ربیع فرمایا کرتے تھے جو شخص راستے میں بیٹھے اسے راستے کا حق ادا کرنا چاہیے یعنی سلام کا جواب دے اور مظلوم کی امداد کرے اور ظالم پر شہادت دے اور جو ضرورت میں ہو اس کی امداد کرے۔

ابو حازمؒ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے دوستؓ سے بکثرت ملاقات کرے اسے کہہ دو کہ ان دونوں میں سے ایک سے ایسی بات ضرور ہوگی جو دوسرے کو ناپسند ہو۔لہذا ہر دوست کو مناسب ہے کہ اپنے دوست سے ناغہ کر کے ملا کرے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں "عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قتل و جبر کے بغیر بادشاہت قائم نہ ہوگی اور بخل کے بغیر غنا نہ ہوگا۔ اور اتباع خواہش کے بغیر لوگوں کی صحبت نہ ہو سکے گی۔پس جس شخص پر یہ زمانہ آئے اور وہ صبر اور حفاظتِ نفس کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا ثواب دے گا۔"

نیز آپ فرماتے تھے ہمیں خبر ملی ہے کہ آخر زمانے میں مومن کو لوگوں سے گمنام رہے بغیر راحت نہ مل سکے گی۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کو معلوم ہوا کہ ان کے فرزند علیؒ نے کہا میں ایک ایسے مکان میں رہنا چاہتا ہوں جس میں سے میں لوگوں کو دیکھوں اور لوگ مجھے نہ دیکھیں آپؒ نے فرمایا اس نے دعا کو پورا کیوں نہ کیا یوں کہا ہوتا میں "لوگوں کو نہ دیکھوں اور لوگ مجھے نہ دیکھیں۔"

رہیب بن وردؒ فرماتے ہیں میں نے آج تک لوگوں سے پچاس سال میل جول کیا ہے لیکن کسی نے میری غلطی معاف نہیں کی اور نہ میری لغزش سے درگزر کیا اور جب کبھی ان میں سے کوئی مجھ سے ناراض ہوا تو مجھے اس سے اپنی جان پر امن نہیں ہوا۔

حاتم اصمؒ فرماتے تھے لوگوں کو آگ فرض کرو اور ان کے پاس مت جاؤ۔ اور

Marfat.com

جب ان کے پاس جاؤ تو ان سے ڈرو جیسے آگ کے قریب جانے سے ڈرتے ہو۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "جو شخص لوگوں سے میل جول کرے وہ اس کا دل ضرور خراب کر دیں گے۔"

جعفر بن حمید" فرماتے تھے "بے شک لوگوں پر تیرا حق ہے اور لوگوں کا تجھ پر پس ایک دوسرے سے ڈرتے رہو۔"

حضرت ابراہیم بن ادھم" سفر میں تھے جب واپس آئے تو لوگوں نے سلیمان خواص" سے کہا کیا آپ ان کی ملاقات کو نہیں گئے؟ آپ نے فرمایا "نہیں، ڈرتا ہوں کہ ان سے مل کر چکنی چپڑی باتیں کروں تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں۔"

حسن بن صالح" فرماتے تھے "ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دور سے دوستی رکھتے تھے اور ملاقات کو برا جانتے تھے۔"

حضرت ربیع بن خثیم" فرماتے تھے کہ "آدمی کا عبادت کیلئے گوشہ نشین ہونا اس وقت مناسب ہے جب اس کو دین سے پوری واقفیت ہو جائے" امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "پہلے دین میں تفقہ پیدا کرو پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔"

عبد اللہ بن عباس" فرماتے ہیں "آدمی کا اپنے گھر کے اندر بیٹھے رہنا اچھا ہے کہ لوگ اسے نہ دیکھیں اور وہ لوگوں کو نہ دیکھے۔"

حضرت سفیان ثوری" فرماتے تھے "واللہ! آج کل لوگوں سے علیحدہ رہنا حلال ہے۔ (میں کہتا ہوں) حلال بمعنیٰ واجب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (فقد حلت له شفاعتی) یعنی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو چکی۔

حضرت ابو سفیان" فرماتے تھے "تم لوگوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرو کیونکہ وہ عقلوں کے چور ہیں۔ حضرت ابو بکر وراق" فرماتے تھے کہ جب تک تم لوگوں سے ملنا نہ چھوڑو اللہ تعالیٰ سے محبت کی آرزو نہ کرو اور جب تک تم ظالموں سے ملتے جلتے رہو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خواہش مند نہ رہو اور جب تک تم دنیا کے طالب ہو اللہ کی اپنے ساتھ محبت کا طمع نہ کرو اور جب تک تم یتیم پر سختی کرتے ہو اپنے دل کی نرمی کے طالب

Marfat.com

داؤد طائی" فرماتے تھے "گوشہ نشینی اس کو مناسب ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو لیکن جو لوگ اپنے دل کو دنیا میں لگاتے ہیں ان کو گوشہ نشینی سے کوئی فائدہ نہیں۔پس جو شخص گوشہ نشین ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنا مونس نہ بنائے اور قرآن مجید کے ذریعے مناجات نہ کرے، وہ غلط راستہ پر ہے اور اس کی گوشہ نشینی صحیح نہیں ہے حضرت سفیان ثوری" فرماتے تھے "تو اپنی نشست ایسی جگہ اختیار کر جو تیرے وجود کو مخفی رکھے اور تیری آواز کو پست رکھے۔"

مالک بن دینارؒ فرماتے تھے "جو شخص حق تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس نہ بیٹھا وہ اپنی گوشہ نشینی میں ناکام رہا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔آپ نے فرمایا: قرآن مجید کو بغور پڑھو۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال میں فکر کرو۔ جو شخص ایسا کرے اس نے گویا اللہ تعالیٰ ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے گفتگو کی۔"

داؤد طائی" جب لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تو آپ کے دوستوں نے اس پر ملامت کی۔آپ نے فرمایا "میں لوگوں سے ایسے وقت علیحدہ ہوا ہوں جب میں نے دیکھا کہ چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرتا اور دوست کو دیکھا کہ میرے عیوب شمار کرتا ہے تاکہ جب ناراض ہو تو ان سے میری ہجو کرے۔"

ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے تھے "گوشہ نشینی کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان کوئی برائی نہیں دیکھتا جس کو وہ ناپسند کرے۔"

بشیر بن منصور" فرماتے ہیں "لوگوں سے واقفیت کم کرنے کی کوشش کر کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ عیاذاً باللہ کبھی تیری ذلت کا کوئی واقعہ پیش آجائے۔پس اس وقت بہت کم لوگ تیرے واقف ہوں گے۔

مکحول" فرماتے ہیں "لوگوں کی صحبت میں اگر کچھ نیکی بھی ہو تو ان سے عزلت کرنے میں دین کی زیادہ سلامتی ہے۔"

Marfat.com

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں "میں ابی حبیب البدریؓ سے ملا تو انھوں نے کہا اے سفیان! ہم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی طرف سے اچھائی نہیں دیکھی۔ تو پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ اس کی طرف رجوع نہیں کرتے جس کے سوا کسی سے بھلائی نہیں دیکھتے۔"

میں نے ابراہیم بن ادھمؒ کو شام میں دیکھا تو کہا اے ابو اسحاق! آپ نے خراسان کو چھوڑ دیا ہے اور یہاں بیٹھے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں میری زندگی یہیں پر آرام سے گذرتی معلوم ہوتی ہے۔ میں اپنے دین کو لیکر کوہ بکوہ پھرتا ہوں اس لیے جو کوئی مجھے دیکھتا ہے وہ مجھے ملاح شتربان یا پاگل سمجھتا ہے۔"

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے "ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوا تھے اور لوگ ان سے شفا حاصل کرتے تھے لیکن آجکل لوگ ایسی بیماری بن گئے ہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔

حضرت حماد بن زیدؒ فرماتے تھے کہ "میں مالک بن دینارؒ کی ملاقات کو گیا میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک کتا بیٹھا ہے۔ میں نے اسے ہٹانا چاہا تو انھوں نے فرمایا اے حماد جانے دو یہ اس ہم نشین سے اچھا ہے جو میرے پاس لوگوں کی غیبت کرے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ جب بصرہ سے بغداد آئے تو انھوں نے محمد بن واسعؒ کا پتہ دریافت کیا مگر آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ آپ کی بزرگی کی علامت ہے کہ آپکو کوئی نہیں جانتا چنانچہ وہ آپ کے ساتھ زیادہ محبت و تعظیم کے ساتھ پیش آنے لگے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے "ایک دفعہ میں نے ایک آدمی کو لوگوں سے علیحدہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے پوچھا تم لوگوں سے زیادہ میل جول کیوں نہیں رکھتے؟ اس نے جواب دیا میں ایسی بات میں مشغول ہوں جو اس سے زیادہ اہم ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں ہر روز نعمت اور گناہ کے درمیان رہتا ہوں پس میں اسی نعمت کے شکر اور گناہ کے استغفار میں لگا رہتا ہوں۔ میں نے اسے کہا تو حسن سے زیادہ عقلمند

Marfat.com

ہے پس اے برادر! اکیلا رہ۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے آدمی کی بکثرت واقفیت اس کی قلتِ عقل کے باعث ہے۔"

کسی نے ابراہیم بن ادھمؒ سے کہا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں رکھتے تاکہ انھیں نیکی کی نصیحت کریں اور برائی سے روکیں۔آپ نے فرمایا "میرا ان سے ملاقات نہ کرنا اس حق کو ساقط کرتا ہے۔"

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے کسی نے کہا "آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے آپ نے جواب دیا مجھے اتنی فرصت نہیں۔"

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ سلف عزلت اور تنہائی اس لیے اختیار کرتے کیونکہ اس سے غفلت دور ہو کر بیداری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بکثرت مراقبہ بالغیب ہوتا ہے۔

بخدا میں کسی آدمی کو ملوں اور وہ مجھ کو سلام نہ کہے تو میں اس کا احسان سمجھتا ہوں یہی کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب میں بیمار ہوتا ہوں اور کوئی میری عیادت کو نہ آئے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبر ۹

فاقہ اور کم خوری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاقہ:۔ فاقہ مجاہدہ کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔صوفیاء کرامؒ نے آہستہ آہستہ بھوک کی عادت ڈالی۔قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَ مْوَالِ وَالْاَ نْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۔ (البقرہ ۲ : ۱۵۵)

"بے شک ہم تمہیں کسی چیز کے خوف اور بھوک سے آزمائیں گے اور اموال میں اور جانوں میں اور پھلوں میں کمی کر کے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بطن جائع احب الی اللہ من سبعین عابدا غافلا

"بھوکے پیٹ والا اللہ کے نزدیک ستر غافل عبادت گذاروں سے زیادہ محبوب ہے"

پس بھوکا رہنے کا مقام بہت بلند ہے اور تمام امتوں اور ملتوں میں پسندیدہ ہے۔

بھوکے انسان کے دل و دماغ بہت تیز ہوتے ہیں اور اس کی طبیعت بہت صحت مند ہوتی ہے۔کیونکہ بھوک نفس کو انکساری اور عجز سکھاتی ہے۔بھوکے آدمی کا جسم منکسر اور دل عاجز ہوتا ہے۔قوتِ نفس بھوک سے ختم ہو جاتی ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"پیٹ کو خالی اور دل کو پیاسا رکھو اور جسم کو لباس سے آزاد تاکہ تمہارے دل دید حق سے فیضیاب ہوں"

جسم کو بھوک سے تکلیف ہوتی ہے مگر دل کو روشنی ملتی ہے۔روح کو صفا اور دل کو ضیاء نصیب ہو تو جسمانی تکلیف سے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔پیٹ بھر کر کھانا کوئی قابلِ توقیر چیز نہیں ورنہ مویشیوں کو زیادہ نہ کھلایا جاتا زیادہ کھانا مویشیوں کا کام ہے اور بھوک

Marfat.com

بیماری کا علاج ہے۔بھوک باطن کی پرورش کرتی ہے پیٹ بھر کر کھانا تن پروری ہے بھلا وہ آدمی جو ساری عمر تن پروری میں مصروف رہے اور جسمانی خواہشات پر خرچ کرے اس شخص کی کسطرح برابری کر سکتا ہے جو ساری عمر اپنے باطن کی پرورش کرے راہِ حق میں منفرد ہو اور علائقِ دنیا سے آزاد ہو۔ایک دنیا دار ہے جو دنیا میں صرف کھانے کے لیے ہے اور دوسرا دیندار ہے جسے کھانا صرف عبادت کے لیے ضروری ہے دونوں میں بہت فرق ہے۔

پہلے لوگ صرف اس لیے کھاتے تھے کہ زندہ رہیں اور تم اس لیے زندہ ہو کہ کھاتے رہو۔ بھوک صدیقوں کا طعام، مریدوں کا مسلک اور شیاطین کی قید ہے۔حضرت آدمؑ کا جنت سے نکلنا اور قربِ الٰہی سے محروم ہونا قضاءِ حق سے ایک لقمہ کھانے کی بنا پر تھا۔اصل حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بے چارگی میں بھوکا ہو وہ بھوکا نہیں ہوتا اسے کھانے کی خواہش ہوتی ہے اور کھانے کی خواہش رکھنے والا کھانے والے سے کم نہیں ہوتا۔جسے بھوک کا مقام ملتا ہے وہ کھانے کو ترک کرنیوالا ہوتا ہے۔کھانے سے منع کیا ہوا نہیں ہوتا جو شخص کھانے کا سامان سامنے ہوتے ہوئے اسے ترک کرے اور بھوک کی تکلیف برداشت کرے اسے بھوکا کہا جاتا ہے۔شیطان کو مقید کرنا اور ہوائے نفس کو روکنا بجز بھوک کے ممکن نہیں۔

خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کئی کئی دن تک فاقہ سے رہتے۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا لیکر آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اے فاطمہ،یہ ٹکڑا کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے ایک روٹی پکائی تھی میرے دل نے پسند نہ کیا کہ میں اسے اکیلی کھاؤں۔لہٰذا میں یہ ٹکڑا لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلا کھانا ہے جو تین دنوں کے بعد تمہارے باپ کے منہ میں گیا۔

Marfat.com

بزرگوں کا عمل:- نفس کا یہ طریقہ ہے کہ اگر اسے طمع کا عادی بنایا جائے تو وہ لالچی بن جاتا ہے اور اگر قناعت کا عادی بنایا جائے تو قانع ہو جاتا ہے۔کچھ بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ہر رات غذا کم کرتے رہتے یہاں تک کہ نفس کو کمترین خوراک کا عادی بناتے۔بعض نیک بندے خوراک کا چھواروں کی گٹھلیوں سے اندازہ لگاتے اور ہر رات خوراک میں سے ایک گٹھلی کم کر دیتے۔بعض تر و تازہ لکڑی سے اندازہ لگاتے اور ہر رات لکڑی کے خشک ہونے کے مطابق خوراک میں کمی کر دیتے۔

ایک بزرگ زاہد خلیفہ نے بھوکا رہنے کا انتہائی درجہ حاصل کیا تھا وہ ہر مہینے میں صرف ایک بادام کھاتے تھے۔ابتداء میں وہ لکڑی کے خشک ہونے کے مطابق خوراک کم کرتے رہے' پھر بھوکے رہنے لگے یہاں تک کہ ایک مہینے میں صرف ایک بادام کھاتے۔

کچھ درویش روٹی کا اٹھائیسواں حصہ کم کرتے تھے۔یہاں تک کہ ایک مہینے میں ایک روٹی کم ہو جاتی۔کچھ لوگ خوراک میں تو کمی نہیں کرتے تھے مگر بتدریج کھانے کی مدت میں تاخیر کر دیتے تھے۔یعنی کئی کئی رات تک کھانا نہیں کھاتے تھے چنانچہ ایک جماعت کا یہی طرزِ عمل رہا کہ وہ سات سات دن' دس دس دن' پندرہ پندرہ دن' یہاں تک کہ چالیس دن تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔

نور سے بھوک کا ازالہ:- شیخ سہل بن عبد اللہؒ سے کہا گیا" یہ شخص چالیس اور اس سے زیادہ دن تک بھوکا رہنے کے بعد صرف ایک مرتبہ کھاتا ہے۔اس کی بھوک کا شعلہ کہاں چلا جاتا ہے۔ فرمایا!خدا کا نور اسے بجھا دیتا ہے۔جب میں نے ایک بزرگ سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس بات کا ایسی عبارت میں جواب دیا جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جلوۂ حق سے ایسی فرحت محسوس کرتے ہیں جس سے ان کی بھوک کا شعلہ بجھ جاتا ہے۔ایسے واقعات مخلوق میں بھی رونما ہوتے ہیں کہ اگر کوئی بھوکا ہو اور اس حالت میں وہ اچانک کوئی خوش خبری سنے تو اس کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ ایسی حالت خوف کی صورت میں بھی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

شیخ ابو طالب مکیؒ فرماتے ہیں میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جس نے غذا کو ملتوی کر کے اپنے نفس کو چالیس دن تک بھوکے رہنے کا عادی بنایا وہ ہر رات افطار کو اس کے آخری حصہ تک موخر کرتا تھا یہاں تک کہ وہ ہر نصف مہینے میں ایک رات بھوکا رہتا تھا اس طرح وہ ایک سال اور چار مہینے میں چالیس دن فاقہ کشی کرتا تھا اس کے بعد بتدریج یہی عمل کرتا رہا یہاں تک کہ چالیس دن اس کے لیے ایک دن کی مانند ہو گئے مجھے یہ بتایا گیا کہ جو شخص ایسا کام کرتا ہے اس پر عالمِ ملکوت کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور عالمِ جبروت کی قدرت کا مفہوم منکشف ہوتا ہے کیونکہ اللہ اپنی تجلیات کو جس طرح چاہے نمودار کرتا ہے۔

فاقہ کش مشائخ:۔ روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ چھ دن بھوکے رہتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سات دن بھوکے رہا کرتے تھے حضرت سفیان ثوریؒ اور ابراہیم بن ادہمؒ تین تین دن بھوکے رہتے تھے۔

شیخ محمد بن عبد اللہؒ جو عمویہ کے نام سے مشہور رہتے اور شیخ احمد الاسود الدینوری کے ساتھی تھے چالیس دن تک بھوکے رہتے تھے۔

نہایت اہم نکتہ:۔ یہ ذہن نشین رہے کہ اگر فاقہ کشی اور کم کھانا ہی مکمل فضیلت ہوتا تو تمام پیغمبر اس کام کو ضرور کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کو انتہائی درجہ تک پہنچاتے مگر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ چیز بھی فضیلت میں داخل ہے لیکن خدا کے فضل و عنایت کا یہ واحد طریقہ نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جو روزانہ کھانا کھاتا ہو وہ اس سے افضل ہو جو چالیس دن تک فاقہ کشی کرتا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جسے قدرت کے کسی مفہوم کا کشف نہ ہو وہ اس سے افضل ہو جسے قدرت کا کشف حاصل ہو۔ لہٰذا جو خدائے قادر کی قربت کا مستحق بن گیا ہو وہ اس کی قدرت پر نہ تو تعجب کرتا ہے اور نہ انکار کرتا ہے بلکہ وہ یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کی قدرت علم و حکمت کے اجزا کے پردوں سے نمودار ہو رہی ہے۔

بہرحال جو بندۂ خدا چالیس دن تک خلوصِ قلب کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا

Marfat.com

رہے اور مذکورہ بالا اقسام کے مطابق ذکر و عمل اور خوراک کی کمی کے ذریعے اپنی روحانیت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے اس پر عالم ملکوت کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور عالمِ جبروت کی قدرت کا مفہوم منکشف ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات کو جس طرح چاہے نمودار کرتا ہے۔

کم خوری کے بارے میں صوفیاء کرام کے اقوال:۔

شیخ سھل بن عبد اللہؒ کا قول ہے جس نے چالیس دن تک فاقہ کشی کی اس کے لیے عالمِ ملکوت کی قدرت نمودار ہو گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کوئی بندۂ خدا اس وقت تک ایسا حقیقی زہد جس میں کسی قسم کا شائبہ نہ ہو اختیار نہیں کر سکتا جب تک عالم ملکوت کی قدرت کا مشاہدہ نہ کرے۔

کسی نے سہل بن عبد اللہؒ سے کہا ایک شخص دن میں ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہے وہ کیسا ہے؟ فرمایا یہ صدیقین کا کھانا ہے۔ پھر پوچھا جو کوئی دوبار کھانا کھاتا ہے جواب دیا یہ مومنین کا کھانا ہے۔ پھر پوچھا جو کوئی تین بار کھانا کھاتا ہے فرمایا گھر والوں سے کہہ دو تمہارے لیے تھان تیار کر دیں یہ جانوروں کا کھانا ہے جو چارا کھاتے رہتے ہیں۔

بھوک نور ہے، سیری آگ ہے اور شہوت ایندھن ہے، جس سے جلنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اسکی آگ اس وقت تک نہیں بجھتی جب تک شہوت والے کو جلا نہیں دیتی۔

عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں "ایک قسم کے پرندے تھے جو چالیس دن تک بھوکے رہے پھر ہوا میں اڑ گئے چند دنوں کے بعد جب لوٹ آئے تو ان سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔"

شیخ سھل بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو پیٹ بھر کر کھانے میں معصیت و جہالت کو رکھ دیا اور بھوک میں علم و حکمت کو"

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں "بھوک مریدوں کے لیے ریاضت ہے، تائبین کے لیے تجربہ، زاہدوں کے لیے حسنِ معاملہ اور عارفوں کے لیے کرامت و بزرگی اگر بھوک

Marfat.com

ایسی چیز ہوتی جو بازاروں میں خریدی جا سکتی تو آخرت کے طالبین ـــــ جب بھی بازار داخل ہوتے یہ مناسب نہ ہوتا کہ بھوک کے سوا کسی اور چیز کو خریدتے۔

ابو سلیمان دارائیؒ فرماتے ہیں "سیر ہو کر کھانا دنیا کی کنجی ہے اور فاقہ آخرت کی۔ فرماتے ہیں "میرے نزدیک رات بھر قیام میں گزارنے سے یہ بہتر ہے کہ میں رات کو ایک لقمہ کم کھاؤں۔''

معلوم ہونا چاہیے کہ اہل معرفت کے رگ وپے اللہ تعالیٰ کے اسرار کے مظہر ہوتے ہیں ان کے دل و نگاہ حق کے مقام ہوتے ہیں' دلوں کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، عقل و ہوا ان کی درگاہ پر سرنگوں ہوتی ہے' روح عقل کی ممد ہوتی ہے اور نفس ہوا کا مددگار ہوتا ہے۔ جس قدر طبیعت خوراک سے پرورش پاتی ہے' نفس قوی ہوتا ہے اور نفس میں بالیدگی آتی ہے اور اس کا غلبہ اعضاء پر ہوتا ہے اور ہر رگ میں ایک نیا حجاب رونما ہوتا ہے۔ جب نفس کو غذا سے قوت نہیں پہنچتی تو نفس اور ہوائے نفس میں ضعف پیدا ہوتا ہے' عقل کو قوت حاصل ہوتی ہے اور وہ نفس سے منقطع ہو جاتی ہے۔ اسرارِ الٰہی اور اس کے نشانات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ جب نفس اپنی حرکات میں سرنگوں ہو جاتا ہے' ہوس وجود سے خالی ہو جاتی ہے' جھوٹی ارادت جلوۂ حق کے سامنے محو ہو جاتی ہے' اس وقت مرید کو دولتِ مقصود نصیب ہوتی ہے۔

حضرت ابو العباس قصابؒ فرماتے ہیں "میری طاعت و معصیت دو چیزوں سے وابستہ ہے' طعام کے بعد معاصی کا مادہ طبیعت میں موجزن ہوتا ہے۔ جب طعام سے دستبردار ہوتا ہوں تو طاعت کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مشاہدہ بھوک کا ثمر ہے کیونکہ مشاہدہ مجاہدہ سے قائم ہوتا ہے۔ اگر سیر ہو کر مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے تو وہ اس بھوک سے بہتر ہے جو صرف مجاہدہ اور ریاضت تک محدود ہو اور اس سے مشاہدہ حاصل نہ ہو۔ مشاہدہ مردانِ حق کی معرکہ گاہ ہے اور مجاہدہ بچوں کا کھیل۔ وہ سیری بہتر ہے جس میں مشاہدۂ حق ہو اس بھوک سے جس میں صرف مشاہدۂ خلق ہو!

Marfat.com

باب نمبر ۱۰

خاموشی اور کم گوئی

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خاموشی کی فضیلت آیاتِ قرآنی کی روشنی میں:۔

قوت گویائی نعمت عظمیٰ ہے اس کی وجہ سے انسان دیگر جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ (الاسراء ۱۷:۷۰)

ترجمہ: "ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے"۔

مفسرین کرام نے یہاں پر "کرمنا" سے مراد گویائی لیا ہے یعنی ہم نے بنی آدم کو بولنے کی طاقت عطا کی۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ قوتِ گویائی جتنی بڑی نعمت ہے اتنی ہی خرابی کا سرچشمہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اخوف ما اخاف علی امتی اللسان۔

"امت سے متعلق میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ زبان ہے۔

گفتار کی مثال شراب کی سی ہے جو عقل کو مست کر دیتی ہے اور جسے اس کی لت پڑ جائے وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ لہٰذا خاموشی ہی میں نجات ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صمت نجا۔ (جو خاموش رہا کامیاب ہوا)۔

قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران میں آتا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا وَّسَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ۔ (آل عمران ۳:۴۱)

"عرض کی اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن کلام نہیں کرو گے اپنے رب کو بہت زیادہ یاد کرو اور

Marfat.com

صبح و شام اسی کی تسبیح کرو"

اس آیتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ خاموشی بہت بڑی نعمت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی صورت میں بہت بڑی نعمت عطا کرنا تھی لہٰذا انھیں خاموش رہنے کی تلقین فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ صبح و شام تسبیح کرنے کا بھی حکم فرمایا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر سورہ مریم میں بھی اسکا ذکر آتا ہے جس سے خاموشی کی فضیلت و اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (مریم ۱۹:۱۰)

"حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار! مجھے کوئی نشانی عطا فرما۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین رات لوگوں سے کلام نہ کرے"

ان آیات کریمہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہاں خاموشی سے مراد دنیاوی گفتگو سے پرہیز کرنا ہے جو گفتگو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے اس سے بچنا اور خاموشی اختیار کرنا قرآن پاک کی رو سے انعاماتِ خداوندی سے بہرہ یاب ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کی سب سے محبوب چیز اولاد کی دولت سے نوازا۔

خاموشی کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ایک ذخیرہ موجود ہے، جس سے خاموشی کی اہمیت و فضیلت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من كان يومن بالله و اليوم الاخر فليقل خيرا او ليصمت و من كان يومن بالله و اليوم الاخر فلا يوذ جاره ومن كان يومن بالله و اليوم الاخر فليكرم ضيفه (الصحیح للبخاری: ۲/ ۹۵۹)

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اچھی بات منہ سے نکالے یا خاموش رہے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ

Marfat.com

اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی خاطر داری اور عزت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو کوئی بغیر سوچے سمجھے بات کہے تو وہ دوزخ کے اندر مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی دور ڈالا جائے گا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ (الصحیح للبخاری ۲: ۹۵۸)

"جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں"۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

عن عقبۃ بن عامرؓ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما النجاۃ؟ قال املک علیک لسانک و یسعک بیتک و ابک علی خطیئتک (جامع ترمذی ۲: ۶۲)

یا رسول اللہ! نجات کس طرح ہے؟ فرمایا اپنی زبان روک رکھو اور چاہیے کہ تمہارا گھر غیر کشادہ ہو اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم اذا اصبح ابن ادم فان الاعضاء کلھا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانما نحن بک فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا (جامع ترمذی ۲: ۶۶)

کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء جھک کر زبان سے کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا (کنز العمال ج ۳ ص ۳۵۱)

"جو خاموش رہا نجات پا گیا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا ذر الا ادلک علی خصلتین. ھما اخف علی الظھر واثقل فی المیزان قال قلت بلی قال طول الصمت و حسن الخلق والذی نفسی بیدہ ما عمل الخلائق بمثلھما۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۵)

اے ابوذرؓ! میں تجھ کو دو ایسی باتیں نہ بتلاؤں جو نہایت سبک اور ہلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں؟ حضرت ابو ذرؓ نے عرض کی ہاں ضرور بتائیں. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان دو خصلتوں سے بہتر مخلوق کیلئے کوئی کام نہیں ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مقام الرجل بالصمت افضل من عبادۃ ستین سنۃ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴)

"مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پر ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

عن عمران بن حطانؓ قال اتیت ابا ذرؓ فوجدتہ فی المسجد محتبیا بکساء اسود وحدہ فقلت یا ابا ذرؓ ما ھذہ الوحدۃ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوحدۃ خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدۃ واملاء الخیر خیر من السکوت والسکوت خیر من املاء الشر (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴)

حضرت عمران بن حطان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ذرؓ کے پاس گیا وہ مسجد میں سیاہ چادر لپیٹے تنہا بیٹھے تھے میں نے کہا ابو ذرؓ یہ تنہائی کیسی ہے؟ حضرت ابو ذرؓ نے کہا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تنہائی برے

Marfat.com

ہمنشیں سے بہتر ہے اور صالح ہمنشین تنہائی سے بہتر اور بھلائی کا سکھانا خاموشی سے بہتر ہے اور برائی کی تعلیم سے خاموشی بہتر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص زبان سے بات کرتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ اس سے کچھ نقصان بھی ہو گا حالانکہ وہ اس کے سبب ستر سال تک نیچے آگ میں گرتا رہتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصمت حکم وقلیل فاعلہ (کنزالعمال ۲ : ۲۵۰)

خاموشی میں کئی حکمتیں ہیں لیکن خاموشی اختیار کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الصمت ارفع العبادۃ (کنزالعمال ۲ : ۲۵۰)

خاموشی سب سے اونچی عبادت ہے۔

حضرت محرز بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الصمت زین للعالم وستر للجاھل (کنزالعمال ۲ : ۲۵۰)

خاموشی عالم کے لیے زینت ہے اور جاہل کے لیے پردہ ہے۔

حضرت مالک بن یخامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کرو۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "روزہ دار کی خاموشی تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے اور اس کی دعا قبول ہے، اس کے عمل دو گنا کیے جاتے ہیں۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا"سب سے افضل صدقہ زبان کی حفاظت ہے۔"

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوّل العبادۃ الصمت (کنزالعمال ۲: ۳۵۰)

عبادت میں سب سے پہلی چیز خاموشی اختیار کرنا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"آدم کے بیٹے کے اکثر گناہ اس کی زبان میں ہیں۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تو اس وقت تک گناہوں سے بچا رہے گا جب تک تو خاموش رہے گا پھر جب تو نے خاموشی توڑی اور تو بول پڑا پھر یا تو وہ بات تیرے فائدے کے لیے ہو گی یا وہ تجھ پر وبال بن جائے گی۔"

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیم الدین الصلوٰۃ وسنام العمل الجہاد وافضل اخلاق الاسلام الصمت حتی یسلم الناس منک (کنزالعمال ج ۲ ۔۔)

"دین کا قائم ہونا نماز پڑھنے سے ہے اور عمل کی بلندی جہاد سے ہوتی ہے اور اسلام کے افضل اخلاق میں سے خاموشی ہے جب تک تجھ سے لوگ سلامت رہیں۔"

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رحم اللہ امرأ قال حقًا او سکت ، رحم اللہ رجلا قام من اللیل فصلی ثم قال لامرأتہ قومی فصلی (کنزالعمال ج ۳ ص ۳۵۲)

"اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو سچی بات کہتا یا خاموش رہتا ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو کھڑا ہو کر نفل پڑھتا ہے پھر اپنی بیوی سے کہتا ہے اے خوش بخت اٹھ کھڑی ہو اور نماز پڑھ۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"احب الاعمال الی اللہ حفظ اللسان (کنز العمال ج ۳ ص ۳۵۱)

اللہ کے ہاں پیارے عملوں میں سے سب سے پیارا عمل زبان کی حفاظت ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یبلغ العبد حقیقۃ الایمان حتی یخزن من لسانہ (کنز العمال ج ۳ ص ۵۵۴)

" تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو کامل نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی زبان کو خزانہ نہ بنائے (یعنی بند نہ رکھے)"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

العافیۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ فی الصمت والعاشر فی العزلۃ عن الناس (کنز العمال ج ۳ ص ۳۵۰)

"عافیت کے دس حصے ہیں نو حصے خاموشی میں اور دسواں حصہ تنہائی میں ہے۔"

حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ عزو جل قال فسکتوا فلم یجبہ احد قال ھو حفظ اللسان۔ (الترغیب والترہیب ۳ : ۵۲۵)

""کون سے عمل اللہ کے ہاں پیارے ہیں؟ صحابہ کرامؓ خاموش ہو گئے کسی نے جواب نہ دیا پھر آپؐ نے خود ہی فرمایا۔ وہ زبان کی حفاظت ہے۔"

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دفع غضبہٗ دفع اللہ عنہ عذابہ و من حفظ لسانہ ستر اللہ عورتہ (الترغیب والترہیب ۳ : ۵۲۵)

"جو شخص اپنے غصے کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب دور کرے گا اور جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے اور اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنی زبان کو (انگلیوں سے پکڑ کر) کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو! خدا تمہاری مغفرت کرے (یعنی ایسا نہ کرو) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اُس زبان نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا ہے۔"

حضرت ربیع بن خثیمؒ نے متواتر بیس سال تک دنیاوی بات چیت نہیں کی جب وہ صبح کرتے تو دوات کاغذ اور قلم رکھ لیتے جو کچھ وہ بولتے اسے لکھ لیتے پھر شام کو اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ زہے نصیب وہ شخص جس نے اپنی زبان کو خزانہ بنایا اور اس کے لیے اس کا گھر فراخ ہے اور وہ اپنے گناہوں پر روتا ہے۔

حضرت خالد ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام سیاہ فام غلام اور بڑھئی تھے ان کے مالک نے ان سے کہا کہ ہمارے لیے یہ بکری ذبح کرو۔ انھوں نے اسے ذبح کیا وہ بولا اس سے دو بہترین گوشت کی بوٹیاں نکالو۔ انھوں نے زبان اور دل نکال کر پیش کر دیا پھر مالک نے کہا اس سے دو گندی بوٹیاں نکالو آپ نے پھر زبان اور دل نکال کر پیش کر دیا۔ مالک بولا میں نے تجھے حکم دیا تھا اس بکری سے دو پاکیزہ بوٹیاں نکال تو تو نے زبان اور دل نکالا اور پھر میں نے تجھے حکم دیا کہ اس بکری سے دو گندی بوٹیاں نکال تو پھر تو نے زبان اور دل کو نکالا۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ دونوں ٹھیک رہیں تو ان سے زیادہ پاکیزہ اور صاف کوئی

Marfat.com

چیز نہیں اور اگر یہ دونوں اعضاء گندے ہو جائیں تو ان سے زیادہ گندی بوئی اور کوئی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۲ : ۴۴۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا" تو اس بات پر تو قادر ہے کہ خاموشی کو اپنا کلام بنالے لیکن تو اس پر قادر نہیں ہے کہ اپنے کلام کو خاموشی بنالے۔"

ایک اور جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اذا تم العقل نقص الکلام (نہج البلاغۃ ج ۴ صـ۱۵)

"جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو گفتگو کم ہو جاتی ہے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللسان سبع ان خلی عنہ عقر (نہج البلاغۃ ج ۴ صـ۱۵)

" زبان ایک درندہ ہے اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ ڈالے۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں" جس کی گفتگو زیادہ ہو اس کی خطائیں زیادہ ہوتیں ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں اس کا حیا کم ہو جاتا ہے اور جس کا حیا کم ہو جاتا ہے اسکا تقوٰی کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقوٰی کم ہو جاتا ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جاتا ہے وہ آگ میں داخل ہو گا۔"

حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے منہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعے سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں۔

حضرت امام مالک بن دینار رضی اللہ فرماتے ہیں کہ" ابرار تین باتوں کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں۔"

کان الابرار یتواصون بثلاث ، لبسجن اللسان و کثرۃ الاستغفار والعزلۃ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ صـ۳۷۷)

(۱) زبان کو بند رکھنا (۲) استغفار کثرت سے کرنا (۳) گوشہ نشینی اختیار کرنا۔ عوام کی خاموشی زبان کی گفتگو سے ہے اور صالحین کی خاموشی دلوں کے خیالات سے ہے اور

Marfat.com

عاشقوں کی خاموشی اسرار کے وسوسوں سے ہے۔ حضرت ابن عیینہ فرماتے ہیں جو شخص بھلائی سے محروم ہو جائے اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے اگر وہ بھلائی اور خاموشی دونوں سے محروم ہو گیا تو پھر اس کے لیے مرنا ہی بہتر ہے۔

جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو انھوں نے طویل خاموشی اختیار کی۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ بولتے کیوں نہیں۔ انھوں نے فرمایا بولنے نے تو مجھے مچھلی کے پیٹ میں ڈالا تھا۔

امام ابن عربیؒ فرماتے ہیں خاموشی کی دو قسمیں ہیں ایک خاموشی زبان کا باتوں سے خاموش رہنا ہے وہ باتیں جو غیر اللہ کے لیے ہوں غیر اللہ کے ساتھ ہوں دوسرا دل کی۔ خاموشی ہے دل میں انسانی وسوسہ کسی وقت نہ پڑے۔ جو شخص زبان کا خاموش ہو لیکن دل کا خاموش نہ ہو اس کے گناہوں کا وزن ہلکا ہو جائے گا اور جس شخص کی زبان اور دل دونوں خاموش ہوں اس پر مخفی اسرار کھلیں گے اور تجلیاتِ ربانی وارد ہوں گی اور جس شخص کا دل خاموش ہو لیکن زبان خاموش نہ ہو وہ جب بولے گا حکمت اور دانائی سے بولے گا اور وہ شخص جس کی نہ زبان خاموش ہے اور نہ دل خاموش ہے وہ شیطان کا غلام اور اس کا تابع فرمان ہو گا۔

پس زبان کی خاموشی عوام و سالکین کی منزل ہے اور دل کی خاموشی مقربین و اہل مشاہدہ اور صاحبانِ حال کی منزل ہے اور سالکین کی خاموشی ان کی آفات سے سلامتی ہے جبکہ مقربین کی خاموشی محبت کے نغموں کے حال والی ہے اور جو تمام احوال میں خاموشی اختیار کرے اس کی بات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ہوتی پس جب وہ اغیار کی باتوں سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتوں میں مشغول ہوتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے۔ جس کی تائید اسے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا بولنا صحیح اور درست ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عبد اللہ بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اقلل کلامک واستعذ من شرہ　　ان البلاء ببعضہ مقرون

واحفظ لسانک واحتفظ من عیہ　　حتی یکون کانہ مسجون

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۲۷)

"گفتگو تھوڑی کر اور اس کے شر سے پناہ مانگ بعض اوقات گفتگو کے ساتھ مصیبت ملی ہوتی ہے اور اپنی زبان کی حفاظت کر اور اس پر پہرہ بٹھا حتیٰ کہ وہ زبان قیدی کی طرح ہو جائے"

حضرت یزید بن ابی حبیب فرماتے ہیں "گفتگو کرنیوالا فتنہ کا انتظار کرتا ہے اور خاموش رہنے والا رحمت کا منتظر رہتا ہے۔"

حضرت ابو ذیال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس طرح تم کلام کرنا سیکھتے ہو اسی طرح سے خاموشی سیکھو۔ اگر کلام تجھے ہدایت کرتا ہے تو اسی طرح خاموشی تجھے بچائے گی۔"

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

خيركم من تعلم القرآن وعلمه

Marfat.com

Marfat.com

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکہ آراء تصانیف (مارچ 2003ء تک)

A- قرآنیات

01۔عرفان القرآن (ترجمہ پارہ 1-20،30)

02۔عرفان القرآن (ترجمہ پارہ 1-15 جلد)

03۔تفسیر منہاج القرآن (سورۃ الفاتحہ، جزو اوّل)

04۔تفسیر منہاج القرآن (سورۃ البقرہ)

05۔حکمت استعاذہ

06۔تسمیۃ القرآن

07۔معارف الکوثر

08۔فلسفۂ تسمیہ

09۔معارف اسم اللہ

10۔مناهج العرفان فی لفظ القرآن

11۔لفظِ ربّ العالمین کی علمی و سائنسی تحقیق

12۔صفتِ رحمت کی شانِ امتیاز

13۔اسمائے سورۂ فاتحہ

14۔سورۂ فاتحہ اور تصورِ ہدایت

15۔اُسلوب سورۂ فاتحہ اور نظامِ فکر و عمل

16۔سورۂ فاتحہ اور تعلیماتِ طریقت

17۔سورۂ فاتحہ اور اِنسانی زندگی کا اِعتقادی پہلو

18۔شانِ اوّلیت اور سورۂ فاتحہ

19۔سورۂ فاتحہ اور حیاتِ انسانی کا عملی پہلو (تصورِ عبادت)

20۔سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت

21۔فطرت کا قرآنی تصور

22۔لا إکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ

23۔کنزالایمان کی فنی حیثیت

B- ایمانیات

24۔ارکانِ ایمان

25۔ایمان اور اسلام

26۔شہادتِ توحید

27۔حقیقتِ توحید و رسالت

28۔ایمان بالرسالت

29۔ایمان بالکتب

30۔ایمان بالقدر

31۔ایمان بالآخرت

32۔مومن کون ہے؟

33۔مناظرۂ ڈنمارک

C- اِلٰہیات

34۔اطاعتِ الٰہی

35۔ذکرِ الٰہی

36۔محبتِ الٰہی

37۔خشیتِ الٰہی اور اُس کے تقاضے

D- اِعتقادیات

38۔عقیدۂ توحید اور حقیقتِ شرک

39۔مسئلہ اِستغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت

40۔ایصالِ ثواب اور اُس کی شرعی حیثیت

41۔تصورِ بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت

42۔عقیدۂ توسل

43۔عقیدۂ شفاعت

44۔عقیدۂ علمِ غیب

45۔شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ

46۔عقیدۂ ختمِ نبوت اور فتنۂ قادیانیت

Marfat.com

47۔ عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی

48۔ مرزائے قادیان اور تشریعی نبوت کا دعویٰ

49۔ مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت

50۔ عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

51۔ خوابوں اور بشارات پر اعتراضات کا علمی محاکمہ

52۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

53۔ منافقت اور اُس کی علامات

54۔ سُنّیت کیا ہے؟

55۔ منہاج العقائد

56۔ تصورِ استعانت

E۔ سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ

57۔ مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد اول)

58۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دوم)

59۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)

60۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد چہارم)

61۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد پنجم)

62۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ششم)

63۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)

64۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)

65۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد نہم)

66۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)

67۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا علمی فیضان

68۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی تاریخی اہمیت

69۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت

70۔ قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کا نظریاتی و انقلابی فلسفہ

71۔ نورِ محمدی خِلقت سے وِلادت تک (میلاد نامہ)

72۔ تاریخ مولد النبی ﷺ

73۔ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

74۔ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں

75۔ حیاۃُ النبی ﷺ

76۔ فلسفۂ معراج النبی ﷺ

77۔ قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ

78۔ حسن سراپائے رسول ﷺ

79۔ الاربعین فی فضائل النبی الامین ﷺ

80۔ بُشریٰ للمؤمنین فی شفاعة سيد المرسلين ﷺ

81۔ اسمائے مصطفیٰ ﷺ

82۔ معارف الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ

83۔ تحفة السرور فی تفسير آيه نور

84۔ نور الابصار بذكر النبی المختار ﷺ

85۔ تذکارِ رسالت

86۔ خصائصِ مصطفیٰ ﷺ

87۔ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)

88۔ فضیلتِ درود و سلام

89۔ ایمان کا مرکز و محور (ذاتِ مصطفیٰ ﷺ)

90۔ عشقِ رسول ﷺ وقت کی اہم ضرورت

91۔ عشقِ رسول ﷺ اِستحکامِ ایمان کا واحد ذریعہ

92۔ غلامیٔ رسول حقیقی تقویٰ کی اَساس

93۔ تحفظِ ناموسِ رسالت

94۔ اسیرانِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ

F۔ عبادات

95۔ ارکانِ اسلام

96۔ فلسفۂ نماز

97۔ آدابِ نماز

98۔ نماز اور فلسفۂ اِجتماعیت

Marfat.com

99- نماز کا فلسفۂ معراج

100- فلسفۂ صوم

101- فلسفہ و اَحکامِ حج

G- روحانیات

102- حقیقتِ تصوف (جلد اول)

103- اِسلامی تربیتی نصاب (جلد اول)

104- اِسلامی تربیتی نصاب (جلد دوم)

105- سلوک و تصوف کا عملی دستور

106- اَخلاق الانبیاء

107- تذکرے اور صحبتیں

108- حسنِ اَعمال

109- حسنِ اَحوال

110- حسنِ اَخلاق

111- صفائے قلب و باطن

112- فسادِ قلب اور اُس کا علاج

113- زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے

114- ہر شخص اپنے نشۂ عمل میں گرفتار ہے

115- ہمارا اُصلی وطن

116- تربیت کا قرآنی منہاج

117- جرم، توبہ اور اِصلاحِ اَحوال

118- طبقاتِ العباد

119- حقیقتِ اعتکاف

H- فقہیات

120- منہاجُ المسائل

121- نص اور تعبیرِ نص

122- تحقیقِ مسائل کا شرعی اُسلوب

123- اِجتہاد اور اُس کا دائرۂ کار

124- عصرِ حاضر اور فلسفۂ اِجتہاد

125- تاریخِ فقہ میں ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ کا مقام

I- تعلیمات

126- اِسلام کا تصورِ علم

127- علم ..... توجیہی یا تخلیقی

128- دینی اور لادینی علوم کے اِصلاح طلب پہلو

129- تعلیمی مسائل پر اِنٹرویو

130- تعلیماتِ اسلام

J- اِقتصادیات

131- معاشی مسئلہ اور اُس کا اسلامی حل

132- بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ

133- بلاسود بنکاری اور اسلامی معیشت

134- بجلی مہنگی کیوں؟ IPPS کا معاملہ کیا ہے؟

K- جہادیات

135- حقیقتِ جہاد

136- جہاد بالمال

137- فلسفۂ شہادتِ امام حسین علیہ السلام

138- شہادتِ امام حسین علیہ السلام (حقائق و واقعات)

139- شہادتِ امام حسین علیہ السلام ایک پیغام

140- ذبحِ عظیم (ذبحِ اسمٰعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین علیہ السلام تک)

L- فکریات

141- قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد اول)

142- قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد دوم)

143- مقصدِ بعثتِ انبیاء علیہم السلام

144- منہاجُ الافکار (جلد اول)

145- منہاجُ الافکار (جلد دوم)

Marfat.com

146۔ منہاج الافکار (جلد سوم)
147۔ اِسلامی فلسفۂ زندگی
148۔ ہمارا دینی زوال اور اُسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج
149۔ ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اُس کا تدارک
150۔ دورِ حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ
151۔ خدمتِ دین کی توفیق
152۔ قرآنی فلسفۂ تبلیغ
153۔ اِسلام کا تصورِ اعتدال و توازن
154۔ حقوقِ والدین
155۔ اِسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام
156۔ نوجوان نسل دین سے دُور کیوں؟
157۔ عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری
158۔ تحریکِ منہاج القرآن 'افکار و ہدایات'
159۔ تحریکِ منہاج القرآن انٹرویوز کی روشنی میں
160۔ تحریکِ منہاج القرآن کی انقلابی فکر
161۔ روایتی سیاست یا مصطفوی انقلاب.....!
162۔ اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر
163۔ اہم انٹرویو

M- اِنقلابیات

164۔ نظامِ مصطفیٰ (ایک انقلاب آفریں پیغام)
165۔ حصولِ مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
166۔ پیغمبرانہ جدوجہد اور اُس کے نتائج
167۔ پیغمبرِ انقلاب اور صحیفۂ انقلاب
168۔ قرآنی فلسفۂ عروج و زوال
169۔ باطل قوتوں کو کھلا چیلنج
170۔ سفرِ انقلاب
171۔ مصطفوی انقلاب میں طلبہ کا کردار
172۔ سیرت النبی ﷺ اور اِنقلابی جدوجہد
173۔ مقصدِ بعثت انبیاء علیہم السلام

N- سیاسیات

174۔ سیاسی مسئلہ اور اُس کا اِسلامی حل
175۔ تصورِ دین اور حیاتِ نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو
176۔ نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اِسلام
177۔ آئندہ سیاسی پروگرام

O- قانونیات

178۔ میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ
179۔ اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات
180۔ اسلامی اور مغربی تصور قانون کا تقابلی جائزہ
181۔ اِسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور

P- شخصیات

182۔ پیکرِ عشق رسول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ
183۔ فضائل و مراتب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
184۔ حبِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
185۔ السیف الجلي علی منکر ولایة علي رضی اللہ عنہ
186۔ سیرتِ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
187۔ سیرتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
188۔ سیرتِ سیدۂ عالم فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
189۔ القول المعتبر فی الإمام المنتظر
190۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفۂ خودی
191۔ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم
192۔ اقبالؒ کا خواب اور آج کا پاکستان
193۔ اقبالؒ اور پیغامِ عشقِ رسول ﷺ
194۔ اِقبال اور تصورِ عشق
195۔ اِقبال کا مردِ مومن

Marfat.com

Q- اسلام اور سائنس

196۔ اسلام اور جدید سائنس

197۔ تخلیقِ کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی جائزہ)

198۔ انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء

199۔ امراضِ قلب سے بچاؤ کی تدابیر

200۔ شانِ اولیاء قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں

R- عربی کتب

201۔ معهد منهاج القرآن

202۔ التصوّر الإسلامی لطبیعةِ البشریة

203۔ نهجُ التربیةِ الإجتماعیةِ فی القرآن

204۔ التصوّر التشریعی للحکم الإسلامی

205۔ فلسفةُ الإجتهاد و العالم المعاصر

206۔ الجریمة فی الفقهِ الإسلامی

207۔ منهاجُ الخطبات للعیدینِ و الجمعات

208۔ قواعدُ الإقتصادِ فی الإسلام

209۔ الإقتصاد الأربوی والنظام المصرفی الإسلامی

S- انگلش کتب

210. 'Irfan-ul-Qur'an (English Translation of Holy Quran, part-1)
211. Sirat-ur-Rasul, vol.1
212. The Ghadir Declaration
213. The Awaited Imam
214. Creation of Man
215. Islamic Penal System and its Philosophy
216. Beseeching for Help (*Istighathah*)
217. Islamic Concept of Intermediation (*Tawassul*)
218. Real Islamic Faith and the Prophet's Stature
219. Greetings and Salutations on the Prophet (saw)
220. Spiritualism and Magnetism
221. Islam on prevention of Heart Diseases
222. Islamic Philosophy of Human Life
223. Islam in Various Perspectives
224. Islam and Christianity
225. Islam and Criminality
226. Qur'anic Concept of Human Guidance
227. Islamic Concept of Human Nature
228. Divine Pleasure
229. Qur'anic Philosophy of Benevolence (*Ihsan*)
230. Islam and Freedom of Human Will
231. Islamic Concept of Law
232. Philosophy of Ijtihad and the Modern World
233. Qur'anic Basis of Constitutional Theory
234. Islam - The State Religion
235. Legal Character of Islamic Punishments
236. Legal Structure of Islamic Punishments
237. Classification of Islamic Punishments
238. Islamic Philosophy of Punishments
239. Islamic Concept of Crime
240. Qur'an on Creation and Expansion of Universe
241. Creation and Evolution of the Universe

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب درج ذیل شہروں میں دستیاب ہیں

لاہور (پنجاب)

نمبر شمار	نام کتب خانہ
1	منہاج القرآن پبلی کیشنز، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، 38۔اردو بازار لاہور فون:7320682-7312801
2	فیروز سنز مال روڈ لاہور فون 98-6301196
3	ماورا بکس مال روڈ لاہور فون 6303390
4	ملٹی لائن بکس ریگل چوک لاہور فون 7353564
5	ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور فون 7221953
6	سنگِ میل پبلی کیشنز لوئر مال لاہور فون 7220100
7	پبلشرز یونائیٹڈ انارکلی لاہور فون 7352238
8	مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور فون 7237500
9	اسلام بکڈ پو گنج بخش روڈ لاہور فون 7352795
10	اظہار سنز اردو بازار لاہور فون 7357579
11	شیخ غلام حسین اینڈ سنز اردو بازار لاہور فون 7247292
12	مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ مرکز اویس بھائی لاہور فون 7113653
13	مکتبہ نبویہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور 7324948
14	الائیڈ بک کمپنی نقی مارکیٹ ریگل چوک لاہور

راولپنڈی۔اسلام آباد

نمبر شمار	نام کتب خانہ
1	مسٹر بکس اسلام آباد فون 278843
2	بک ٹاؤن F-10 مرکز اسلام آباد فون 299604
3	احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی فون 5558320

Marfat.com

4 مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی فون 5552781

5 مکتبہ ملت فیصل مسجد اسلام آباد فون 254111

متفرق سیل پوائنٹس

1 قدیمی اسلامی کتب خانہ خدایار اندرون بوہڑ گیٹ ملتان فون 540079

2 کارواں بک سینٹر ڈیفنس ملتان فون 544714

3 مکتبہ اسلامیہ لالہ موسیٰ فون 512453

4 اقراء بک سیلرز رسول پلازہ کارنر امین پور بازار فیصل آباد 626250

5 مکتبہ نوریہ، نزد دربار بابا بلھے شاہ قصور

6 وحید کاپی ہاؤس اردو بازار قصور 761337

7 بک کارنر مین بازار جہلم 624306

8 طارق بک سینٹر شاندار چوک جہلم 622108

9 حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ 594495

10 جاوید بک ڈپو اردو بازار شیخوپورہ 53122

11 چوہدری امانت علی اینڈ سنز ریلوے روڈ رحیم یار خان 72626

12 مکتبہ سعیدیہ رضویہ نیو الٰہی مارکیٹ فوارہ چوک گجرات

13 فاروق سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں

14 انصاف کتاب گھر بلاک نمبر 8 ڈیرہ غازی خان

15 مکتبہ زکریا بلاک نمبر 10 ڈیرہ غازی خاں

16 چوہدری بک ڈپو دینہ جہلم

17 چوہدری بک سیلرز جی ٹی روڈ دینہ 631374

Marfat.com

سرحد

1 یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور 212534

2 مدینہ بک بنک G-30 بلور پلازا پشاور کینٹ

بلوچستان

1 بلال کلینک ابراہیم سٹریٹ میکانگی روڈ کوئٹہ بلوچستان فون 844313

حیدر آباد (سندھ)

1 ہاشمیہ بک سنٹر گاڑی کھاتہ حیدر آباد سندھ فون 28769

2 جاپان کلاتھ ہاؤس تلک چاڑی روڈ حیدر آباد سندھ فون 619534

سکھر

1 کتاب مرکز سکھر (سندھ) فون 25755

2 قادری بک سٹور نیم کی چاڑی اردو بازار سکھر فون 26420

کراچی

1 ضیاء القرآن اردو بازار کراچی فون نمبر 2630411

2 عباسی کتب عباسی جونا مارکیٹ کراچی فون 7526456

3 مکتبہ المدینہ اردو بازار کراچی فون 2628331

4 محمد سعید اینڈ سنز اردو بازار کراچی فون 213117

5 علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی فون 218713

6 ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی

7 مکتبہ برہان اردو بازار کراچی فون 2636569

8 دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون 2631861

9 رحمٰن بک ہاؤس اردو بازار کراچی فون 7766751

Marfat.com

Marfat.com

دور حاضر کے عظیم اسلامی مفکر، مفسر، معلم اور نابغۂ عصر
پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کے شہر جھنگ میں 1951ء

میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور قانون کے امتحانات اعلیٰ ترین اعزازات کے ساتھ پاس کئے۔ 1986ء میں پنجاب یونیورسٹی نے آپ کو "اسلامی سزاؤں کی اقسام و فلسفہ" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری دی۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد ڈاکٹر فریدالدین قادری مولانا ضیاء الدین مدنی، مولانا احمد سعید کاظمی اور امام محمد بن علوی المالکی جیسے عظیم المرتبت علماء شامل ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں قانون کے استاد رہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر ہزاروں لیکچرز دیئے جو اسلام کے مذہبی، روحانی، تاریخی، اخلاقی، قانونی، شرعی، سیاسی، معاشی و اقتصادی، سماجی، سائنسی اور تقابلی مطالعے جیسے متنوع موضوعات پر محیط ہیں۔ آپ کی 250 سے زائد کتب عربی، انگریزی اور اردو میں منظر عام پر آچکی ہیں جب کہ 800 سے زائد مسودات طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے لیکچر عالم عرب اور مغربی دنیا کے مختلف ٹی وی چینلوں سے بھی نشر کئے جاتے ہیں۔

آپ کی قائم کردہ تحریک منہاج القرآن کا نیٹ ورک آج دنیا کے 70 سے زائد ممالک میں قائم ہو چکا ہے۔ آپ نے پاکستان میں عوامی تعلیمی منصوبہ کی بنیاد رکھی جو غیر سرکاری سطح پر دنیا بھر کا سب سے بڑا تعلیمی منصوبہ ہے۔ آپ عالم اسلام کی بین الاقوامی پہچان کی حامل شخصیت ہیں جنھیں اتحاد امن اور بہبود انسانی کے سفیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ بہبود انسانی کے لئے آپ کی علمی، فکری اور سماجی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا گیا ہے۔ امریکی بائیو گرافیکل انسٹیٹیوٹ نے آپ کو "صدی کی نمایاں ترین شخصیت" (Out-Standing Man of Century) قرار دیا ہے اور دنیا کے سرکردہ دانشور و مفکر کے طور پر آپ کا نام ملینیم بائیو گرافیکل ڈکشنری میں شامل کیا ہے۔ آپ کو تحقیق و تصنیف اور انسانی بہبود کے لئے کاوشوں پر دوسرے ملینیم کے خاتمہ پر پانچ سو موثر ترین شخصیات میں شامل کیا گیا ہے۔ آپ کو انٹرنیشنل بائیو گرافیکل سنٹر کیمبرج نے آپ کو 1998-99ء کی شخصیت قرار دیا۔

ماضی قریب میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ فرد واحد نے اپنی ذاتی کاوشوں سے علمی و عملی سطح پر ملت اسلامیہ کی فلاح کیلئے اتنے مختصر وقت میں اتنی بے مثال خدمات انجام دی ہوں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک فرد نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کی تاریخ کے ایک دور نو کے مؤسس اور محمود و روشن مستقبل کی نوید ہیں۔

VISIT US ON THE WORLD WIDE WEB AT:
http://www.minhaj.org http://minhaj-ul-quran.net
E-mail: tehreek@minhaj.org

Marfat.com